لیکچر 1
پاک 301

نظریہ ایک گروہ اور ایک قوم کے عقائد ، اقدار اور نظریات کا ایک مجموعہ ہے۔ لوگوں کے معاشرتی شعور میں اس کی گہرائی سے آگ لگ گئی ہے۔ یہ اصولوں کا ایک مجموعہ ، عمل اور رہنمائی نظام کا ایک فریم ورک ہے جو زندگی اور انسانی عمل کو ترتیب اور معنی بخشتا ہے۔

نظریہیات مستقبل کے لئے کچھ خاص اصولوں ، نظریات اور **نقشہ** پر زور دیتا ہے۔ یہ موجودہ سیاسی ، معاشرتی اور معاشی انتظامات کا جائزہ ہے جو اس کے اصولوں پر مبنی شعور پیدا کرتی ہے۔ یہ بعض اعمال اور فلسفوں کو قانونی حیثیت دیتا ہے یا اس کا استحقاق دیتا ہے۔ آئیڈیالوجی قوم کو ایک سمت اور عالمی نظریہ دیتی ہے اور اس پر عمل درآمد متعلقہ لوگوں کی ذمہ داری ہے۔

نظریہ پاکستان

نظریہ پاکستان نے ایک ارتقائی عمل کے ذریعے شکل اختیار کی۔ تاریخی تجربے نے بنیاد فراہم کی۔ علامہ اقبال نے اس کی فلسفیانہ وضاحت کی۔ قائداعظم نے ایک سیاسی حقیقت میں اس کا ترجمہ کیا۔ اور آئین ساز اسمبلی پاکستان نے مارچ 1949 میں مقاصد کی قرارداد منظور کرکے اسے قانونی منظوری دی۔ یہ جنوبی ایشیاء کے مسلمانوں کو سمجھنے کی وجہ سے تھا کہ وہ ہندوؤں سے مختلف ہیں کہ انہوں نے علیحدہ انتخاب کا مطالبہ کیا۔ تاہم ، جب انھیں یہ احساس ہوا کہ ہندو اکثریت والے 'جمہوری ہندوستان' میں ان کا مستقبل محفوظ نہیں ہے ، تو انہوں نے اپنا مطالبہ الگ ریاست میں تبدیل کردیا۔

نظریہ پاکستان ہندو معاشرے میں اپنی انفرادیت برقرار رکھنے کے لئے جنوبی ایشیاء کی مسلم کمیونٹی کی جبلت سے نکلا ہے۔ مسلمانوں کا خیال تھا کہ اسلام اور ہندو مذہب صرف دو مذاہب نہیں ہیں ، بلکہ دو معاشرتی احکام ہیں جن سے دو الگ الگ ثقافتیں پیدا ہوئیں۔ دونوں کے مابین مطابقت نہیں ہے۔ اس سرزمین کی تاریخ کا گہرا مطالعہ یہ ثابت کرتا ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین اختلافات سیاسی بالادستی کی جدوجہد تک ہی محدود نہیں ہیں بلکہ دو معاشرتی احکامات کے تصادم میں بھی ظاہر ہیں۔ ایک ہزار سال سے زیادہ ایک ساتھ رہنے کے باوجود ، وہ مختلف ثقافتوں اور روایات کو فروغ دیتے رہتے ہیں۔ ان کی کھانے کی عادات ، موسیقی ، فن تعمیر اور اسکرپٹ ، یہ سب کھمبے کے علاوہ ہیں۔

مسلم قومیت کی بنیاد نہ تو علاقائی تھی اور نہ ہی نسلی یا لسانی یا نسلی بلکہ وہ ایک قوم تھے کیونکہ وہ ایک ہی مسلک ، اسلام سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ جن علاقوں میں وہ اکثریت میں تھے انہیں ایک خودمختار ریاست کا درجہ دیا جائے ، جہاں وہ قرآن مجید اور سنت رسول. کی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگی کا حکم دے سکیں۔

دو قومی نظریہ' کا ارتقا'

قیام پاکستان سے قبل ہی بحیثیت قوم مسلمانوں کا تصور تیار ہوا۔ پاکستان قومیت کا تصور بنانے کی بجائے پاکستان قومیت کے اس تصور کی پیداوار تھا۔

سابقہ طور پر مسلم قوم پرستی اسلام کی آمد کے ساتھ ابھر کر سامنے آئی جس نے زندگی کے ہر شعبے سے وابستہ نئے اصول متعارف کروائے۔ اس نے قرآنی تعلیمات پر مبنی سومی معاشرے کے قیام کے لئے انسانیت کے فدیہ کا وعدہ کیا ہے۔ میں مسلم قوم پرستی کی ابتداء برصغیر پہلے بھارتی اسلام قبول کرنے والے سے منسوب کیا جا سکتا ہے۔ عرب تاجروں نے ہندوستان کے ساحلی علاقوں میں نیا مذہب ، اسلام متعارف کرایا تھا۔ محمد بن قاسم پہلا مسلمان حملہ آور تھا جس نے ہندوستان کا کچھ حصہ فتح کیا اور اس کے بعد ، غزنا کے محمود نے 17 حملے کیے اور اسلام کی تبلیغ کے لئے دروازہ کھولا۔ علی صوجی ، میران حسین زنجانی وغیرہ جیسے مسلمان صوفی (اولیاء) برصغیر میں داخل ہوئے ۔ انھوں نے ہندوستانی معاشرے میں موجود برائیوں کو مسترد کرتے ہوئے اسلام کی تعلیمات کی خالص عملی تصویر پیش کی اور زبردست تبادلہ خیال کیا۔ قطب الدین ایبک نے مستقل طور پر ہندوستان میں مسلم خاندان قائم کیا جو سلطنت اور مغل خاندانوں کے بعد ہوا۔ اس طرح ہندوستان میں ایک مضبوط مسلم کمیونٹی ابھری تھی جس کی اپنی طرز زندگی ، روایات ، ہیروز ، تاریخ اور ثقافت تھی۔ اسلام ہندو مذہب میں جذب نہیں ہوسکتا تھا۔ دین الٰہی ، بختی تحریکوں وغیرہ نے خالص اسلامی کردار کو برقرار رکھنے اور اسے بیرونی حملوں سے بچانے کے لئے مسلم علماء کے مابین ایک ردعمل پیدا کیا۔ شیخ احمد سرہندی اور دیگر کا کردار قابل ذکر ہے۔ مساوات اور معاشرتی انصاف نے اسلام کو قبول کیا۔

صنعتی اور سائنسی پیشرفت اور جدید جنگی حکمت عملی کی وجہ سے انگریزوں نے مسلم حکمرانوں پر فتح حاصل کی۔ جنگ آزادی (1857) ہندوستانی مسلمانوں کے لئے ایک دھچکا تھا جسے انگریزوں نے بغاوت کا ذمہ دار ٹھہرایا تھا۔ مسلمانوں کو ڈالا گیا

ہندوؤں کی مدد سے پسماندگی میں یہ ان غیر معمولی محرکات میں سے ایک تھی جس نے قوم پرستی کی علیحدہ شناخت ، مسلم قوم پرستی کے اعلان کی راہ ہموار کی۔ مسلم اسکالرز نے اسلامی قانون کی تعلیم میں اصلاح اور مسلم معاشرے میں اس کے اطلاق کو فروغ دینے کی کوشش کی۔ ان میں نمایاں نام سر سید احمد خان (1817-98) ہے جو وقت کے ساتھ ساتھ اپنی برادری کو بیدار اور رہنمائی کرتا تھا۔ ان کی تعلیمی مہم ، علی گڑھ تحریک ، نوآبادیاتی حکمرانی کے تحت مسلمان نرمی معاشرتی متحرک ہونے کا ایک بہترین ذریعہ ثابت ہوئی۔ social کے ل

میں ہندوستانی نیشنل کانگریس کی بنیاد برطانویوں کے تحت ہندوستانی قوم پرست تحریک کے آغاز کی 1885 نشاندہی کرنے کے لئے رکھی گئی تھی۔ کانگریس نے برطانوی حکمرانی میں کام کیا اور مدد کی۔ سرسید نے مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ وہ اس میں شامل نہ ہوں کیونکہ ان کا خیال تھا کہ مسلمان حکومت مخالف سرگرمیوں میں شامل ہونے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ یہ دلیل دی گئی ہے کہ سرسید کے ہندو تسلط کے خوف نے بعد میں آل انڈیا مسلم لیگ کے ذریعہ "دو اقوام کے نظریہ" کے بیج بوئے تھے ، جس کی بنیاد 1906 میں رکھی گئی تھی اور اس نے ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے الگ ریاست کے مطالبے کا باعث بنی تھی۔ سر سید نے استدلال کیا کہ جدید تعلیم اور غیر سیاسی سرگرمیاں ہی مسلم ترقی کی کلید ثابت ہوسکتی ہیں۔ علی گڑھ تحریک تعلیم یافتہ قیادت مغربی سیاسی بنیادوں پر مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ کر سکتا ہے جو پیدا. آل انڈیا مسلم لیگ کی بنیاد ڈھاکہ میں رکھی گئی تھی تاکہ انگریزوں سے وفاداری کو فروغ دیا جاسکے اور ہندوستان کے مسلمانوں کے سیاسی حقوق اور مفادات کے تحفظ اور پیش قدمی کی جاسکے۔ اس طرح ہندوستانی مسلمانوں کے لئے 'علیحدہ رائے دہندگان' کا تصور ایک نئے دن کے لئے پیش کیا گیا۔

دو قومی نظریہ برطانوی بھارت میں مسلمانوں کی طرف سے پاکستان کے لیے مانگ کی بنیاد کے طور پر خدمت.
برطانوی ہندوستان میں دو بڑی اقوام ہیں۔ مسلمان ایک ایسی جماعت نہیں بلکہ ایک ایسی قوم ہیں جس کی ایک مخصوص تاریخ ، ورثہ ، ثقافت ، تہذیب ، اور آئندہ کی امنگیں ہیں۔

مسلمان اپنی الگ شناخت کو محفوظ اور محفوظ رکھنا چاہتے تھے اور ہندوستان میں اپنے مفادات کو آگے بڑھانا چاہتے تھے۔ وہ بے نظیر اکثریت سے مغلوب ہوئے بغیر اپنے نظریات اور فلسفہ زندگی کے مطابق زندگی گزارنا چاہتے تھے۔

ابتدا میں ، انہوں نے اپنے ورثہ ، شناخت اور مفادات کے تحفظ اور ترقی کے لئے صوبوں کو اختیارات رکھنے والے حفاظتی اقدامات ، آئینی ضمانتوں اور وفاقی حکومت کا مطالبہ کیا۔ بعد میں ، انہوں نے علیحدہ ریاست کا مطالبہ کیا جب نہ تو برطانوی اور نہ ہی ہندو اکثریتی برادری ان ضمانتوں اور حفاظت کی پیش کش کو تیار تھی۔

ہندی اردو تنازعہ

ہندو بحالی پسندی کی تحریکیں مسلمانوں کے خلاف اور بڑھ گئیں۔ ہندو قوم پرستی مسلم قوم پرستی کا حریف تھا۔ ہندوستانی قوم پرستی نے مسلمانوں کو اپنے مفادات کا موثر طریقے سے دفاع کرنے کے لئے سیاسی طور پر منظم کرنے پر مجبور کیا۔ 1857 کے بعد ، ہندی - اردو تنازعہ ہندوؤں نے مسلم ورثہ اور عظیم مسلم سلطنت کی میراث پر سب سے بڑا حملہ کیا۔ ہندوؤں کو اردو کے ساتھ متعصب کیا گیا کیونکہ یہ مسلمانوں کی زبان تھی۔ انہوں نے ہندی سے اردو کی جگہ سرکاری زبان بطور مطالبہ کیا۔ 1867 میں بنارس میں ہندوؤں کے ذریعہ اردو کے خلاف مظاہرے ہوئے۔ یہ ہندی اردو تنازعہ کا آغاز تھا۔ اسی مسئلے پر ، سرسید نے ہندو مسلم اتحاد کے غیر مستحکم مستقبل کے بارے میں پیش گوئی کی ۔ ہندوئوں نے دفاتر میں ہندی کے ذریعہ اردو کی جگہ لینے کے لئے بھرپور جدوجہد کی۔ اس سے مسلم علیحدگی کے احساس کی اہمیت میں اضافہ ہوا۔

مسلم قوم پرستی عظمت اصولوں کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے جس پر عمل درآمد ہوتا ہے:

1. قانون کی حکمرانی ، معاشرتی معاشی انصاف ، مساوات اور منصفانہ کھیل۔
2. تمام شہریوں کے لئے برابری کے مواقع ، خواہ ذات پات ، فرقے ، مذہب یا علاقے سے قطع نظر ہوں۔
3. مذہبی اور ثقافتی رواداری۔
4. انسانی وقار اور حقوق کے احترام.

غیر مسلموں کے حقوق اور مفادات کا تحفظ اور ان کے عقائد پر عمل کرنے کی آزادی -non اور مذاہب۔

یہ اصول آئینوں میں شامل ہیں۔ ہمیں حقیقت میں ان مقاصد کے حصول کی سمت کام کرنا چاہئے اور ایسے اصولوں اور اقدار کی عکاسی کرنے والے ادارے اور عمل تیار کرنا ہوں گے۔

##

لیکچر 2
پاک 301

قائداعظم کے بیانات کی روشنی میں نظریہ پاکستان اور ALMLA IQBAL

Qu. مسلم شناخت اور دو قومی نظریہ کی ترقی اور قائد اعظم اور علامہ اقبال

قیام پاکستان سے قبل ہی مسلمانوں میں قومیت کا احساس پیدا ہوا۔ ان کا ہدف زیادہ تر اپنی شناخت اور مفادات کی حفاظت اور ترویج اور ان کی نظریات اور فلسفہ زندگی کے مطابق اپنی زندگی کو تشکیل دینا تھا جو بغیر کسی بے رحمی اکثریت سے مغلوب ہوئے۔ انہوں نے ہندوؤں کی ظالمانہ اکثریت کے خلاف انگریزوں سے آئینی حفاظت حاصل کرنے کی حکمت عملی اپنائی لیکن حریفوں سے عداوت برتاؤ کی وجہ سے انہوں نے ایک علیحدہ ریاست کا ہدف طے کیا۔ ان کی مزید پیشرفتوں میں اسلام کا مرکزی مقام تھا۔

قوم کو راستے میں ڈالنے کے لئے قیادت کا کردار بہت اہم ہے۔ ایک اچھی قیادت آگاہی ، شعور ، متحرک ، سمت کا احساس ، اور مخالفین کے خلاف دفاع کی خصوصیات کو متاثر کرتی ہے۔ مسلمان خوش قسمت تھے کہ ایسی مجاز قیادت حاصل کی۔

محمد علی جناح

ایم اے جناح تاریخ ساز رہنما تھے جنھوں نے تاریخ کا رخ بدلا۔ ان کے پاس بصیرت قیادت ، مقصد سے وابستگی اور سیاسی نقل و حرکت کی صلاحیت تھی۔ وہ معنی کے حقیقی معنوں میں کرشماتی رہنما تھے۔

جناح کا کردار

جناح نے مسلم مطالبات کو بیان کرنے اور ہندوؤں اور انگریزوں کی سخت مخالفت کا سامنا کرنے میں فیصلہ کن کردار ادا کیا۔ انہوں نے اپنے سیاسی کیریئر کا آغاز 1906 میں ہندوستانی نیشنل کانگریس میں شامل ہوکر کیا۔ وہ 1909 میں قانون ساز کونسل کے لئے منتخب ہوئے اور 1913 میں انہوں نے آل انڈیا مسلم لیگ (اے ایم ایل) میں بھی شمولیت اختیار کی۔ اب وہ دونوں سیاسی جماعتوں کا رکن تھا۔ سوراج (خود حکمرانی) ، انگریزوں سے مکمل آزادی اور ماورائے آئین ذرائع استعمال کرنے کے معاملے پر گاندھی سے متفق ہونے کے بعد ، جناح نے سن 1920 میں کانگریس سے استعفیٰ دے دیا۔

ہندو مسلم اتحاد کو فروغ دینے کے لئے ان کی ابتدائی کوششیں اس وقت معقول ہوگئیں جب لکھنؤ معاہدہ (1916) پر دستخط ہوئے۔ ہندوؤں نے مسلم مطالبات کو قبول کیا:

- ووٹر علیحدہ کریں
- ایک تہائی مرکزی ودانمنڈل میں نشستیں
- اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ

نہرو رپورٹ میں ، قبول شدہ مسلم حقوق کو نظرانداز کیا گیا۔ 1929 میں جناح نے 14 نکات پیش کرکے زبردستی انتقامی کارروائی کی ۔

انہوں نے مسلم تشخص کی تعریف کی اور انہیں اسلام کے حوالے سے متحرک کیا اور دوسروں کو بھی باور کرایا کہ مسلمان ہندو اور کانگریس سے مختلف ہیں۔ ان کے تقاریر اور بیانات میں اسلامی اصول ، تصورات اور علامتیں منظر عام پر آئیں۔

جناح نے فروری 1935 (قانون ساز اسمبلی) میں ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے نیشن کی اصطلاح استعمال کی۔ انہوں نے استدلال کیا کہ مذہب ، ثقافت ، نسل ، فنون لطیفہ ، موسیقی اور اس طرح کے امتزاج سے اقلیت کو علیحدہ علیحدگی حاصل ہوجاتی ہے۔ مارچ 1936 میں بمبئی میں ، انہوں نے بتایا کہ مسلمان ہندوؤں کے ساتھ ٹی ڈبلیو او نیشن کی حیثیت سے کسی تصفیہ میں پہنچ سکتے ہیں۔ 1937 میں ، انہوں نے زور دے کر کہا کہ ہندوستان میں ایک تیسری پارٹی بھی ہے ، مسلمان۔ 1939 میں ، اس نے یہ آواز بلند کی کہ مسلمان اور ہندو دو قومیں ہیں اور وہ ایک قوم کی حیثیت سے زندہ رہیں گے اور بحیثیت قوم کردار ادا کریں گے:

ہم اپنی مخصوص ثقافت اور تہذیب ، زبان و ادب ، نام اور نام ، اقدار اور تناسب کا احساس ، قانونی قوانین اور اخلاقی ضابطہ ، رواج اور تقویم ، تاریخ اور روایت ، قابلیت اور عزائم رکھنے والی قوم ہیں۔ میں

مختصر یہ کہ زندگی اور زندگی کے بارے میں ہمارا اپنا مخصوص نظریہ ہے۔ بین الاقوامی قانون کی تمام توپوں سے ، ہم ایک قوم ہیں۔

تقریریں اور بیانات: 1940-47

جناح نے اسلام کی طاقت پر یقین کیا کیونکہ ان کا کہنا تھا کہ اسلام ایک متحرک قوت ہے جو مسلمانوں کو متحد کرسکتی ہے۔ اس سے موجودہ بحران پر قابو پانے میں مدد مل سکتی ہے۔ یہ اخلاقی بنیاد ، ایک فریم ورک ، معاشرتی نظم و نسق اور تہذیب مہیا کرنے والا الہام اور رہنمائی کا ذریعہ ہے۔

آئین سازی اور حکمرانی کے لئے رہنمائی اور تحریک

انہوں نے ریاست ، آئین ، شہری اور سیاسی حقوق اور جمہوریت کے جدید تصورات پر بھی بات کی۔ انہوں نے یقین دلایا کہ پاکستان کا آئین منتخب اسمبلی کے ذریعہ تشکیل دیا جائے گا۔

جدید جمہوری اور اسلامی ریاست

انہوں نے نئی ریاست میں تمام شہریوں کی برابری اور حقوق اور مذہبی اقلیتوں کو آزادی کی یقین دہانی کروائی۔

علامہ عقبل: پوٹ اور فلاسفر
ایک علیحدہ مسلمان ریاست کا نظارہ

علامہ اقبال جیسے مرد پیدا ہوئے ہیں لیکن صدیوں میں۔ وہ مسلمانوں کی زندگی میں اسلام کی اہمیت کا شعور رکھتے تھے۔ ان کی پہلی عوامی نمائش 1899 میں لاہور میں انجمن ہمت اسلامی کے سالانہ اجلاس میں ہوئی جب انہوں نے یاتیم نظم پیش کی ۔ alaنال

ابتدائی مرحلے میں ڈاکٹر اقبال نظریات کے ذریعہ قوم پرست تھے اور ان کی شاعری میں ترانا-ہند جیسی آیات شامل ہیں ۔ ان کی شاعری موجودہ معاشرتی حالات کا نقاد تھا۔ یورپ سے تعلیم یافتہ ہونے کے باعث ، وہ مغربی ثقافت کے تمام کمزور پہلوؤں کو جانتے تھے۔ انہوں نے سرمایہ داری ، مادیت پرستی اور روحانیت کی کمی پر تنقید کی۔

عقاب- ہندوستانی مسلمانوں کے حالات پر توجہ دیں

اسلام مسلمانوں کو نجات دے سکتا ہے
اسلام نے ہمیشہ ہی مسلمان کو بچایا ہے

اسلام ایک زندہ اور متحرک نظریہ ہے جو جدید چیلنجوں کا مقابلہ کرسکتا ہے

اسلام ان کی مدد کرے گا تاکہ وہ اپنے اندرونی تنازعہ پر قابو پائیں اور انہیں بیرونی چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے قابل بنائیں

اسلام سے ماخوذ روحانیت کے ساتھ
اجتہاد اور دوبارہ تشریح

(پڑھیں: اسلام میں مذہبی فکر کی تعمیر نو)

مسلم لیگ اجلاس سے خطاب ، الہ آباد ، دسمبر 1930

میں پنجاب ، صوبہ سرحد ، سندھ ، بلوچستان کو ایک ہی ریاست کے ساتھ مل کر برطانوی سلطنت میں یا اس کے بغیر بطور خود حکومت دیکھنا چاہتا ہوں۔
یہ شمال مغربی ہند کے مسلمانوں کی آخری منزل ہے۔

ڈاکٹر اقبال کی آیات کا حوالہ دیا جاسکتا ہے) ویب سائٹ بھی ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔)

لیکچر 3
پاک 301

علی گڑھ موومنٹ



جنگ 1857 مسلمانوں کے لئے ایک تباہی پر ختم ہوئی۔ انگریزوں کا خیال تھا کہ مسلمان سن 1857 کی جنگ کے ذمہ دار ہیں اور اس لئے انہیں بے رحمانہ سزا اور بے رحمانہ انتقام کا نشانہ بنایا گیا۔ انگریزوں نے ہمیشہ ہی مسلمانوں کو اپنا دشمن سمجھا تھا کیونکہ انہوں نے انہیں اقتدار سے بے دخل کردیا تھا۔ 1857 کی جنگ کے ساتھ ہی یہ احساس شدت اختیار کیا گیا اور مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے برباد اور دبانے کی ہر کوشش کی گئی۔ اس طرح مغل حکمرانی کا خاتمہ ہوا اور برصغیر براہ راست برطانوی تاج کے نیچے چلا گیا۔

سرسید احمد خان نے جدید تعلیم کو راستہ بنایا ترقی کرنے کے لئے



مسلم حکمرانی کے بعد ، نئے حکمرانوں ، انگریزوں نے سخت تبدیلیوں کے ساتھ ایک نئی تعلیمی پالیسی نافذ کی۔ اس پالیسی نے اسکولوں میں عربی ، فارسی اور دینی تعلیم پر پابندی عائد کردی تھی اور انگریزی کو تعلیم کا واحد ذریعہ بنانے کے ساتھ ساتھ 1835 میں سرکاری زبان بھی بنادیا تھا۔ جدید اور مغربی ہر چیز کا غلط رویہ ، اور نئے مواقع کے تحت کھلنے والے مواقع کو بروئے کار لانے کے لئے امتیازی سلوک۔ مسلمانوں میں حکومت تشکیل دی گئی تھی۔ اگر یہ رجحان طویل عرصے تک جاری رہتا تو مسلم کمیونٹی کے لئے تباہ کن ثابت ہوتا۔

ایسے ہی مایوسی اور مایوسی کے دن تھے جب سرسید انھیں بچانے کے لئے مسلم ہندوستان کے ا ہوئے۔ سرسید کو یہ یقین تھا کہ ہندوستانی مسلمانوں کی تخلیق نو نے یہ تصور ہی نہیں کیا تھا ک کے ایک بہت ہی اہم مرحلے میں داخل ہوچکا ہے ، یعنی سائنس اور سیکھنے کا دور جو انگریزوں کے باعث تھا۔ لہذا ، جدید تعلیم ہندوستانی مسلمانوں کی تخلیق نو کے لئے ان کی تحریک کا محور زندگیوں میں ایک مکمل رخ اختیار کیا۔ اس نے تبدیلی کی کوشش کی قرون وسطی کے نقطہ نظر سے لے کر ایک جدید ذہن تک کے مسلمان ذہنوں میں۔

حالی اور شبلی بھی علی گڑھ موومنٹ سے وابستہ تھے۔

سرسید کا پہلا اور سب سے اولین مقصد

مغربی ثقافتی اقدار پر چلنے والے مسلمانوں کو جدید بنانا تھا جو دونوں برادریوں کے لئے دوستانہ ماحول پیدا کرسکے۔ انہوں نے اپنی برادری کو مغربی فلسفہ اور انگریزی ادب سیکھنے کے لئے حوصلہ افزائی کی تاکہ حکمران لوگوں کا ساتھ دیا جاسکے۔

لہذا ، اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے اس نے علی گڑھ تحریک شروع کی۔ اس کے پیش نظر دو فوری مقاصد تھے:



1) مسلمانوں اور برطانوی حکمرانوں کے مابین کشیدگی کی حالت کو دور کرنا ، اور

2) نئی حکومت کے تحت ملازمتیں اور سہولیات حاصل کرنے کے لئے ان کو راغب کرنا۔

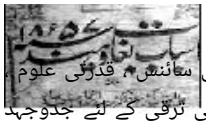
اس کے نزدیک ، مسلمانوں کے خوشحالی کا یہی واحد راستہ تھا۔

سرسید کے نظریات کا خلاصہ یہ ہوسکتا ہے:

1. برطانوی حکومت اور مسلمانوں کے مابین باہمی مفاہمت کی فضا پیدا کرنا
2. مسلمانوں کو مغربی تعلیم سیکھنے کی ترغیب دینا۔
3. احتجاجی سیاست سے پرہیز کرنے کے لئے مسلمانوں کو قائل کرنے کے لئے

خوش قسمتی سے ، سید احمد خان متعدد مخلص دوستوں کو راغب کرنے میں کامیاب رہے جنہوں نے اپنے خیالات شیئر کیں اور ان کی مدد کی۔ ان میں نواب محسن الملک ، نواب وقار الملک ، حالی ، شبلی ، نذیر احمد ، چراغ علی ، محمد حیات ، اور ذکاء اللہ جیسی مشہور شخصیات تھیں ۔ ان تمام شخصیات نے سرسید احمد خان کے ذریعہ متعین کردہ مقصد کی وکالت کی۔ بیچ ، موریسن ، ریلی اور آرنلڈ جیسے انگریزی کے کچھ پروفیسرز نے بھی علی گڑھ کالج کو پہلے درجے کے ایک ادارے میں بنانے میں بڑا حصہ ڈالا۔

مراد آباد میں گلشن اسکول قائم کرکے اپنی تعلیمی تحریک کا آغاز کیا۔ Mu سید احمد نے 1859 1863 میں گیزی پور میں وکٹوریہ اسکول؛ انگریزی کے ترجمے کے لئے سائنسی سوسائٹی مادری زبان ، اردو میں کام کرتی ہے

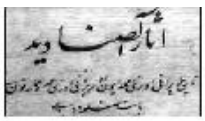


علی گڑھ 1864 میں؛ 1866 میں علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ تاریخ - قدیم اور جدید ، زراعت کی سائنس ، قدرتی علوم ، جسمانی علوم اور جدید ریاضی کے بارے میں معلومات فراہم کرتا ہے۔ کمیٹی مسلمانوں کی تعلیمی ترقی کے لئے جدوجہد کررہی ہے۔ محمڈن اینگلو اورینٹل سکول (ایم اے او) علی گڑھ میں 1875 میں انگلش سرکاری اسکولوں کی طرز پر اور بعد میں 1920 ء میں 1877 ء میں کالج کی سطح اور یونیورسٹی کو اٹھایا؛ محمدن ایجوکیشنل کانفرنس (1886) ، جو ہر سال مسلمانوں کے تعلیمی مسائل کا جائزہ لینے اور جدید تعلیم حاصل کرنے اور سیاست سے کنارہ کشی کرنے کے لئے راضی کرنے کے لئے ملتی تھی۔ بعد میں یہ ہندوستانی مسلمانوں کا ایک سیاسی کتاب اور آل انڈیا مسلمان کا پیش خیمہ بن گیا

لیگ

مسلمانوں کے تعلیمی ترقی میں ان کے نمایاں کردار کے علاوہ ، سید احمد خان کی تصانیف میں بھی اہم کردار ادا کیا

ان آئیڈیوں کو مقبول بنانا جن کے لئے علی گڑھ کھڑا تھا۔ ان کا رسالہ اسبابِ بغاوتِ ہند 1858 میں۔ اور دیگر تحریریں بطور ہندوستان کے وفادار محمدی ؛ تبیین الکلام اور خطبت احمدیہ نے اسلامی تعلیمات کے بارے میں پائی جانے والی غلط فہمیوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا اور برطانوی حکومت اور ہندوستانی مسلمانوں کے مابین خوشگوار تعلقات پیدا کرنے میں مدد کی اور اسلام اور عیسائیت کے بارے میں پائی جانے والی غلط فہمیوں کو دور کرنے میں بھی مدد کی۔



یہ وہ پلیٹ فارم تھا جہاں سے سید احمد خان نے مسلمانوں کو ہندو اکثریتی سیاسی جماعت ، انڈین نیشنل کانگریس میں شامل ہونے کی سختی سے منع کیا تھا۔ اسے اردو ہندی پر افسوس ہوا

علی گڑھ تنازعہ کی اشاعت ہندوؤں نے شروع کی اور پیش گوئی کی کہ دونوں

تحریک کی اقوام اب ایک ساتھ نہیں رہ سکتی ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں کے لئے مخصوص نشستوں

کے لئے کھڑا کیا اور اس خیال کو بھی فروغ دیا کہ ہندوؤں اور

مسلمان دو الگ الگ قومیں ہیں ، جس کی وجہ سے دو قومی نظریہ وجود میں آیا۔

سید احمد خان کی علی گڑھ موومنٹ نے ہندوستانی مسلمانوں میں فکری انقلاب لانے کے لئے نمایاں کردار ادا کیا۔ اس طرح علی گڑھ موومنٹ اپنے بڑے مقاصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئی اور افسردہ مسلم کمیونٹی کو قوم کی حقیقی حیثیت کی طرف راغب کیا۔

لیکچر 4
پاک 301

سرسید احمد خان اور ان کی شراکتیں

ہندوستانی مسلمانوں کا عظیم نجات دہندہ سرسید احمد خان 1817 میں دہلی میں پیدا ہوا تھا۔ یہ وہ دور ہے جب عظیم مغل سلطنت مکمل خاتمے کے قریب تھی۔ سرسید کا کنبہ پہلے ہی ایسٹ انڈیا کمپنی میں شامل ہوچکا تھا اوراس کے ماموں دادا برطانوی حکومت کے تحت ایران اور برما میں خدمات انجام دیتے تھے۔ سرسید کو اپنے زچہ خانہ سے انگریزی میں دلچسپی لگی۔ ایس ایم اکرام لکھتے ہیں ، "ریاست کے امور کی اس بصیرت اور مغربی تعلیم اور تہذیب سے پہلے رابطوں کے لئے وہ اپنے نانا کے مقروض تھے..." (ایس ایم اکرام ، جدید مسلم ہندوستان ، صفحہ 18)۔ سر سید پیدائشی طور پر بہت صحتمند تھے اور ان کے دادا نے ریمارکس دیئے: "ہمارے خاندان میں ایک جاٹ پیدا ہوا ہے۔" (آئی بیڈ ، صفحہ 19) سر سید کی موت نے انہیں 1839 میں ہیڈ کلرک کی حیثیت سے انگریز میں شامل ہونے پر مجبور کردیا۔ ان کے بھائی کی موت نے انہیں جرات کے ساتھ زندگی کے اعصاب کا سامنا کرنے کے لئے سنجیدہ اور طاقتور بنا دیا۔ ایک اور واقعہ جس نے اسے پوری طرح سے تبدیل کر دیا تھا وہ تھا 1857 کی جنگ آزادی۔ 1841 میں ، اس نے امتحان پاس کیا اور سب جج بن گیا ۔ جنگ آزادی کے موقع پر وہ بجنور میں سب جج کی حیثیت سے فرائض سرانجام دے رہے تھے ۔ انہوں نے تعلیمی اداروں کا قیام عمل میں لایا اور علی گڑھ آنے کے بعد انہوں نے برصغیر کے افسردہ مسلمانوں کے لئے کام کرنے کی اپنی امنگوں کو دوبارہ زندہ کیا۔ انہوں نے اپنی پوری زندگی اس مقصد کے لئے مسلمانوں کو انگریز کے قریب لانے کے لئے وقف کردی۔ 27 مارچ 1898 کو ان کا انتقال ہوا اور اسے علی گڑھ میں دفن کیا گیا۔

اس کی خدمات

جب انہوں نے پسماندگی ، افسردگی اور ذلت کے عالم میں ڈوبا تھا تو اس نے ہندوستانی مسلمانوں کی ذمہ داری قبول کی۔ انگریزوں نے انھیں جنگ کا مجرم ٹھہرایا جبکہ ہندوؤں نے انگریزوں کو مسلم مخالف قوت ہونے کی وجہ سے جیت لیا تھا ۔ ایسے ماحول میں ، سرسید نے اپنی برادری کو زندگی میں دوبارہ شامل ہونے کی ہدایت کی۔ ڈاکٹر قلب عابد کے نزدیک ، "سرسید احمد خان مسلم ہند کے تیار کردہ بہت کم رہنماؤں میں شامل تھے ، جنہوں نے محمد علی جناح کی طرح ہندوستانی مسلمانوں کی تقدیر کی رہنمائی میں زبردست کردار ادا کیا۔" (ڈاکٹر کیو عابد ، مسلم جدوجہد آزادی ، صفحہ 11)

سرسید اور سیاست

سیاسی میدان میں ، سر سید نے متعدد کامیابیاں حاصل کیں۔ انہوں نے گذشتہ خاص واقعات کی وجہ سے مسلمانوں اور انگریزوں کے مابین پائے جانے والے غلط فہمیاں دور کیں۔ ہندوستان میں دوسری قوموں کی موجودگی میں سیاسی اتار چڑھاو اور بقائے باہمی کے بارے میں مسلمانوں میں بیداری سرسید کا ایک اور حصہ تھا۔ انہوں نے مسلمانوں کو مغرب کی جدید تعلیم کو راغب کرنے کی ترغیب دی کیونکہ یہ دنیا میں مغربی توسیع کا ایک ہی محرک تھا۔ انہوں نے مسلمانوں کے روشن مستقبل کا تصور کیا اگر وہ خود کو مغربی تعلیم میں مشغول ہیں۔

سرسید نے جنگ آزادی کے دوران اپنی جانیں بچا کر انگریز کا اعتماد اور خوشگوار رشتہ جیت لیا۔ اس تعلقات کو انہوں نے مسلمانوں کی بہتری کے لئے استعمال کیا۔ یہ ایک لطیف صورتحال تھی کیونکہ حکومت نے جنگی جرائم کو مسلمانوں کے کندھوں پر ڈال دیا تھا اور ان کی زندگی کے ہر پہلو پر حملہ کیا تھا: "یہ واقعات مسلمانوں کے لئے صدمے تھے۔ ... ان کے استعمال شدہ طریقوں نے مہذب دنیا کو حیران کردیا۔ مسلم ثقافت کے ایک مرکز کے طور پر دہلی کا سراسر خوفناک تھا۔ بہادر شاہ ظفر... کو رنگون جلاوطن کیا گیا تھا۔ لیفٹیننٹ ہڈسن نے تین مغل شہزادوں کو گولی مار دی اور بعد میں 24 شہزادوں پر مقدمہ چلایا گیا اور انہیں پھانسی دے دی گئی۔ خون کا ایک وسیع و عریض سمندر تھا۔ کچھ مسلمانوں کو گولی مار کر ہلاک کردیا گیا اور ان کی نعشیں جمنا ندی میں پھینک دی گئیں... "(ابید ، صفحہ 14) تمام مسلمانوں کو زمین ، جائیداد اور ملازمت سے بے دخل کردیا گیا تھا جس کی وجہ سے وہ ہندوستان کے تیسرے درجے کے شہری بن گئے تھے۔ اس سے انگریزوں ، ان کی ثقافت اور تہذیب سے نفرت کرنے والے مسلمانوں میں انتقام انگیز جذبات پیدا ہوئے۔ سرسید کا خیال تھا کہ انگریز ایک مہذب ، تعلیم یافتہ ، عقلمند اور نظم و ضبط قوم تھے اور انہوں نے نئی جنگی حکمت عملی اور اسلحہ خانہ کے ذریعہ ہندوستان پر قبضہ کیا جس کا مقامی لوگوں اور خاص طور پر مسلمانوں کے ذریعہ مقابلہ نہیں کیا جاسکا۔ لہذا موڑ پر مسلمانوں کو وقت کی رفتار کے مطابق خود کو ڈھالنا چاہئے تاکہ مزید تباہی سے بچ سکیں۔

سرسید نے ہندوستان کے وفادار محمدڈنس اور رسالہ اسبابِ بغاوتِ ہند شائع کیا جس نے دونوں قوموں کو اپنی شکایات دور کرنے میں مدد کی۔ 1885 میں انڈین نیشنل کانگریس کی بنیاد رکھی گئی لیکن سرسید نے مسلمانوں کو ہندوؤں کی ناگوار خواہشات سے متنبہ کیا۔ ایک اور عنصر یہ تھا کہ اس نے مسلمانوں کو سیاست سے پرہیز کرنے کا ارادہ کیا جس کے نتیجے میں حکمران قوم سے تنازعہ پیدا ہوسکتا ہے۔

اردو ہندی تنازعہ

اردو اصل میں یا مذہب سے قطع نظر تمام ہندوستانیوں کی مشترکہ زبان کے طور پر بڑھی لیکن 1867 میں بنارسی ہندوؤں نے متعدد تنظیموں کا ، they انہوں نے ہندی کے ذریعہ اردو کی جگہ لینے کی مہم شروع کردی۔ مقاصد کو حاصل کرنے کے ل اعلان کیا ، جس نے سرسید کی حوصلہ شکنی کی جنہوں نے شیکسپیئر سے کہا کہ اب سے دونوں قومیں ایک ساتھ نہیں رہ سکتی

ہیں۔ بعد میں سرسید کے ماننے والوں نے اردو زبان کو بچانے کے لئے اپنی پوری کوشش کی۔ محسن الملک وہ بہترین شخص تھے جنھوں نے مسلمانوں کو اردو کے دفاع میں منظم کیا۔

بحیثیت قوم مسلمان

سرسید نے مسلمانوں کے لئے 'قوم' کا لفظ استعمال کیا۔ کچھ لکھنے والوں نے تنقید کی ہے کہ اس نے ہندوؤں اور مسلمانوں کو ایک قوم قرار دیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ، انہوں نے ہندو مسلم اتحاد کی حمایت کی جس کا مطلب تھا دونوں ممالک کے مابین 'کاروباری تعلقات' جیسے کہ ایک بار انہوں نے کہا: "ہندوؤں اور مسلمانوں کو ان معاملات میں ایک ساتھ سوچنے کی کوشش کرنی چاہئے جس سے ان کی ترقی متاثر ہوئی۔" انہوں نے 1883 میں مسلمانوں کے لئے علیحدہ ووٹرز کے حق میں یہ کہتے ہوئے (حمایت کی کہ اکثریت اقلیت کے مفادات پر حاوی ہوگی۔ (پی۔ ہارڈی ، صفحہ 136-37

متحدہ ہندوستانی محب وطن تنظیم

میں ، اس نے کانگریس کے پروپیگنڈے کو پورا کرنے کے لئے پیٹریاٹک ایسوسی ایشن کا قیام عمل میں لایا۔ ایسوسی ایشن میں 1888 مسلمان اور ہندو شریک ہوئے۔ اس نے مسلمانوں کے جذبات کی تائید کی۔

محمڈن ڈیفنس ایسوسی ایشن

دسمبر 1893 میں ، سرسید نے ایسوسی ایشن کی بنیاد رکھی۔ اس کا بنیادی مقصد مسلمانوں کے سیاسی ، مذہبی اور معاشرتی حقوق کا تحفظ تھا۔

سرسید عظیم تھے کیونکہ انہوں نے شناخت کے لئے مسلم جدوجہد میں بہت حصہ ڈالا۔ اوٹو وان بسمارک نے تمام سرکاری ذرائع کی مدد سے جرمن قوم کی خدمت کی لیکن سرسید نے ان سب کے بغیر وہی کیا۔ خالد بن سید کو ، "سرسید کو بہت خراج تحسین پیش کیا گیا ہے ، خاص طور پر جدید تعلیم یافتہ مسلمانوں نے اتنی ہمت کی کہ وہ ایسے دور میں ایسے خیالات پیش ...کریں جو کسی بھی طرح آزاد خیال یا روادار نہیں تھا۔" (ڈاکٹر خالد بن سید ، پاکستان ، ابتدائی مرحلہ ، صفحہ 17) ۔

لیکچر 5
پاک 301

اہم سیاسی ڈویلپمنٹ 1857-1918

سن 1857 میں ہندوستان میں مسلم حکمرانی میں زوال آیا۔ جنگ آزادی میں مسلمانوں اور ہندوؤں نے حصہ لیا لیکن انگریزوں نے بغاوت کے صرف مسلمانوں کو ہی ذمہ دار ٹھہرایا۔ مسلمانوں پر بے رحمانہ ظلم و ستم ڈالا گیا اور وقت کے رحم و کرم پر رہ گئے۔ جنگ کے بعد کا دور مسلمانوں کے لئے تباہ کن تھا لیکن کچھ شخصیات قومی منظر نامے پر ابھری اور انہوں نے اس نازک صورتحال میں اپنے لوگوں کی رہنمائی کے لئے عمدہ کردار ادا کیا۔ سینٹرل محمڈن ایسوسی ایشن آف جسٹس امیر علی سید اور علی گڑھ تحریک اس سلسلے میں بہت نمایاں ہیں۔ ہندوستانی معاشرے میں اپنی شناخت اور سیاسی پوزیشن کی بحالی کے لئے ان کی کاوشوں نے انہیں مستقبل میں کسی بھی چیلنج کا سامنا کرنے میں کامیاب کردیا۔

پچھلے لیکچرز میں پہلے ہی کچھ اہم امور زیر بحث آئے ہیں۔ تو تاریخی تناظر میں واقعات کا ایک مختصر حوالہ دیا جاسکتا ہے۔

- کی بغاوت کے بعد رد 1857

- سرسید اور بحالی کے لئے ان کے ساتھیوں کی کوششوں
- مسلمانوں اور انگریزوں کے درمیان غلط فہمی کی برطرفی
- تعلیمی تحریک یا جدید علم اور انگریزی کا حصول
- ہندی اردو تنازعہ ایک ایسا مسئلہ تھا جس نے مسلمانوں کے ساتھ ہندو برادری سے نفرت اور دشمنی کو ختم کیا۔
- کانگریس کی تشکیل ہندومت میں مسلمانوں کو شامل کرنے کا ایک طریقہ تھا. اس نے اس اشتعال انگیز سیاست کو مقبول کیا جو مسلمان متحمل نہیں ہوسکتے تھے کیونکہ وہ اب بھی پچھلے خلاء کو بازیافت کررہے ہیں۔
- ہندو احیاء پسند تحریکوں نے زیادہ تر مسلمانوں کو نشانہ بنایا جس نے دونوں ممالک کے مابین خلیج کو وسیع کرنے کی رفتار کو تیز کیا۔

20 TH صدی کے آغاز سے واقعات

1. بنگال کی تقسیم ، 1905
2. شملہ ڈیپوٹیشن ، 1906
3. مسلم لیگ کے 1906 فارمیشن
4. مسلم لیگ، 1913 کے اہداف میں تبدیلی
5. لکھنؤ معاہدہ ، 1916

1: 1905 : بنگال کا وقار

متحدہ بنگال کا رقبہ 80 ملین آبادی پر مشتمل 189،000 مربع میل پر محیط ہے۔ ڈاکٹر عبدالحمید نے اپنی کتاب ، ہندوستان میں مسلم علیحدگی پسندی میں لکھا ہے کہ تقسیم ضروری ہے یہاں تک کہ اگر کرزن نے اس کی ابتدا نہیں کی تھی۔ ایک لیفٹیننٹ گورنر کو مشرقی علاقوں کی دیکھ بھال میں دشواری کا سامنا کرنا پڑا۔ بنیادی طور پر مسلمان کو انگریزوں کی بوسیدہ انتظامیہ کی وجہ سے نقصان اٹھانا پڑا۔ 1905 سے پہلے بنگال کی تقسیم کی بہت سی تجاویز زیر غور تھیں لیکن لارڈ کرزن نے اس انتظامی اسکیم کو عملی جامہ پہنانے کا فیصلہ کیا۔ مشرقی بنگال اتفاقی طور پر ایک مسلم اکثریتی صوبہ بن گیا جس میں 31000000 میں سے 13000000 تھا۔ مغربی بنگال ہندو اکثریتی صوبہ تھا۔ مسلمان تقسیم پر بہت خوش تھے کیونکہ اس سے انہیں اپنی زندگی کے حالات کو فروغ دینے میں مدد ملی تھی۔ یہ معاوضے کا بجا طور پر موقع تھا۔ مسلم کمیونٹی نے اس کی بھرپور حمایت کی لیکن ہندوؤں نے اسے مادر ملت کی تقسیم کا کہتے ہوئے شدید انتقامی کارروائی کی۔ کانگریس تقسیم مخالف تحریک میں شامل ہوگئی ۔ انہوں نے بڑے پیمانے پر احتجاج ، تشدد اور غیر ملکی سامان کا بائیکاٹ شروع کیا۔ ہندوؤں کے احتجاج کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ انھوں نے مشرقی حصوں پر گرفت ڈھیلی کردی تھی۔

12 دسمبر 1911 کو تقسیم کا خاتمہ

برطانوی حکومت نے شاہ جارج پنجم کے دورے پر پریشانی سے بچنے کے لئے اس تقسیم کو کالعدم قرار دے دیا۔
ہندوؤں کے ذریعہ اختیار کیے گئے احتجاج کی پرتشدد حکمت عملی پر حکومت کے ردعمل سے مسلمان مایوس ہوگئے۔

2: 1906 شملہ ڈیپوٹیشن

حقیقت میں شملہ ڈیپٹیشن ایک ایسی سوچ کے مطابق تھا جو اس دوران مسلمانوں میں ترقی کر رہا تھا یعنی ان کے کھڑا ہونا چاہئے اور جب تک کہ وہ اس مقصد کو حاصل نہیں must کچھ مفادات تھے اور انہیں اپنے حقوق کے تحفظ کے ل کریں گے۔ انگریز حکومت کے سامنے اپنے مطالبات پیش کرنے اور ان کی قبولیت حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں کی طرف سے 1906 کی شملہ ڈیپٹیشن پہلی منظم کوشش تھی۔ شملہ کی ساکھ میں پوری ہندوستان کے 35 مسلمان شامل تھے۔ یہ ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک تمام صوبوں کے مسلمان رہنماؤں کی کہکشاں تھی اور اس میں تمام پس منظر کے مسلمان تھے۔ لہذا ، جب سن 1906 میں ، اس ڈیپوٹیشن نے وائسرائے سے ملاقات کی ، تو یہ سب سے نمائندہ مسلم وفد تھا۔ اس وفد کی سربراہی سر آغا خان کر رہے تھے اور نواب محسن الملک نے سکریٹری کی حیثیت سے خدمات انجام دیں اور اس وفد نے سملہ میں وائسرائے سے ملاقات کی اسی وجہ سے اس کو شملہ ڈیپٹیشن کہا جاتا تھا۔ انہوں نے جو یادداشت پیش کی وہ ایک طرح کے مطالبات تھے جو اس وقت کے مسلمانوں کے ذہنوں میں بالا تھے۔ وفد نے اس بات پر زور دیا کہ مسلمانوں کو محض عددی اعتبار سے نہیں دیکھا جانا چاہئے لیکن انہیں ان کی تاریخی اہمیت اور مسلمانوں نے برطانوی ہند کے لئے جس طرح کی شراکت کی تھی اس کو مدنظر رکھنا چاہئے اور اس اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے انہیں اپنے مطالبات کو مدنظر رکھنے کے لئے کام کرنا چاہئے۔ وفد نے اس بات پر زور دیا کہ ہندوستان کے مخصوص حالات اور حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے جمہوری اصول متعارف کرایا جانا چاہئے۔ تنوع ، یہ حقیقت کہ ہندوستان میں طرح طرح کے لوگ رہتے ہیں اور اس حقیقت کو بھی کہ مسلمان اپنے آپ کو ایک علیحدہ وجود سمجھتے ہیں ، ان سب چیزوں کو دھیان میں رکھنا پڑا کیونکہ ہندوستان ایک یکساں اجتماعی یا اجارہ دار سیاسی شناخت نہیں تھا۔ یہ ایک ایسی سیاسی شناخت تھی جس میں تنوع ، نظریہ میں تغیر ، نقطہ نظر میں فرق اور جب آپ کسی طرح کا نظام متعارف کرواتے ہیں تو پھر ان حقائق کو ایڈجسٹ کرنا پڑتا تھا۔ اس پیش کرنے کے پیش نظر انہوں نے کچھ مطالبات پیش کیے:

ان کی اہمیت کی وجہ سے ان کی آبادی سے زیادہ نمائندگی۔ علیحدہ ووٹر
سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کی نشستوں پر تحفظات۔
وائسرائے ایگزیکٹو کونسل میں میونسپلٹی یا ڈسٹرکٹ بورڈ یونیورسٹی کے سینیٹ اور سنڈیکیٹس میں خصوصی شرکت۔
مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔

وائسرائے مطالبات پر ہمدرد تھا۔ اس نے ہندوستانی قومی کانگریس کے متوازی اپنے حقوق کے لئے جدوجہد کرنے کے لئے مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کی لیکن اس کے لئے ایک منظم پلیٹ فارم کی ضرورت ہے۔

3: 1906 ڈھاکہ میں مسلم لیگ کی تشکیل: 30 دسمبر

شملہ ڈپٹیشن کی کامیابی کے بعد مسلمانوں کو باضابطہ طور پر منظم کرنے کا وقت آگیا تھا۔ مسلم رہنما مستقل سیاسی فورم تشکیل دینا چاہتے تھے۔ محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس کے بعد ، مسلم قائدین نے آل انڈیا مسلم لیگ کے قیام کے لئے ملاقات کی۔ وقار الملک نے اجلاس کی صدارت کی۔ نواب سلیم اللہ نے مسلم لیگ کو تجویز کیا اور حکیم اجمل خان اور مولانا ظفر علی خان نے دوسرے نمبر پر رہا۔

میں علی گڑھ میں ، آغا خان Al88 دسمبر 190 19077 ء کے کراچی اجلاس میں اس کے آئین کی منظوری دی گئی اور مارچ 8 باضابطہ طور پر اس کا صدر منتخب ہوئے۔

لندن برانچ: مئی 1908

جسٹس امیر علی سید نے لندن میں مسلم لیگ کی ایک شاخ کا اہتمام کیا اور مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کی غلط فہمیوں اور سازشوں کا موثر جواب دیا۔

مقصد:

1. مسلمانوں کے سیاسی حقوق اور مفادات کا تحفظ اور فروغ۔
2. مذکورہ مقصد کے تعصب کے بغیر دوسری جماعتوں کے ساتھ تعاون کرنا۔
3. وفاداری، مسلمانوں کے درمیان، حکومت کی جانب سے فروغ دینے احساس.

4: مسلم لیگ 1913 کے مقاصد میں تبدیلی

ویں صدی کے پہلے عشرے کے دوران اہم پیشرفت واقع ہوئی جیسے بنگال کی تقسیم کو منسوخ کرنا اور مسلم 20 ممالک کے خلاف مغربی جارحیت ، بلقان کی جنگیں ، لیبیا - اٹلی جنگ ، کین پور (1913) میں مسجد کو مسمار کرنا وغیرہ جیسے مسلمانوں کا عقیدہ کمزور کردیا۔ برطانوی اس کی وجہ سے مسلم لیگ کی پالیسی میں ایک بہت بڑا رخ پیدا ہوا۔ 1913 میں ، لیگ نے اپنے مقاصد کو تبدیل کیا:

- نقطہ نظر بھارت میں مخصوص حالات میں برطانوی کراؤن رکھنے تحت خود حکومتی.
- اسی طرح کے مقاصد کے لئے کسی بھی پارٹی ورکنگ کے ساتھ دیگر کمیونٹیز 'تعاون کے ساتھ اچھے تعلقات.

اس تبدیلی نے ایم ایل اور کانگریس کو قریب لایا۔ اس طرح ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین تعاون کا دور شروع ہوا۔ کا کردار انتہائی قابل ذکر ہے۔ انہوں نے 1913 میں مسلم لیگ میں of کانگریس اور مسلم لیگ کو ٹیبل پر لانے کے لئے قائداعظم شمولیت اختیار کی۔

5: 1916 ، لکھنؤ معاہدہ

لکھنؤ معاہدہ ایم اے جناح کے ذریعہ کی جانے والی ہندو مسلم اتحاد کا نتیجہ تھا۔ دسمبر 1915 میں ، بمبئی میں ایم ایل اور کانگریس کی الگ الگ ملاقات ہوئی۔ دونوں جماعتوں نے دیگر سیاسی جماعتوں کی مشاورت سے آئینی تبدیلیوں کے لئے اسکیم بنانے کے لئے کمیٹیاں تشکیل دیں۔

قائد اعظم کا کردار

جناح نے مسلمانوں کے حقوق کو تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ دونوں ممالک کو متحد کرنے کے لئے بہت کچھ کیا۔

دونوں جماعتوں کا اجلاس 1916 میں لکھنؤ میں ہوا۔ آئینی تجاویز کو منظور کیا گیا:

1. امپیریل قانون ساز کونسل میں مسلمانوں کے لئے ایک تہائی نشستیں۔
2. علیحدہ ووٹر
3. ایگزیکٹو کونسل کے نصف ارکان کے امپیریل لیجسلیٹو کونسل کی طرف سے منتخب کیا جائے گا.
4. بھارت کے لئے فوج کے کمیشنڈ صفوں.
5. صوبائی قانون ساز کونسلوں کی توسیع.
6. گورنری ایگزیکٹو کونسل کے آدھے ممبران کا انتخاب صوبائی قانون ساز کونسل کے ذریعہ کیا جائے
7. صوبوں میں اقلیتوں کا وزن

مسلم پوائنٹ آف ویو سے حاصل شدہ

1. علیحدہ ووٹر
2. مرکزی قانون سازی میں ایک تیسری مسلم نشستیں۔

غیر سرکاری بل ، اگر کسی برادری کے تین چوتھائی ممبران کی مخالفت کرتے ہیں ، تو یہ منظور . Un نہیں ہوگا۔

اگست ، 1917 برطانوی حکومت کا اعلان 20

سکریٹری آف اسٹیٹ مونٹاگو نے اس کے لئے وعدہ کیا:

1. حکومت کی تمام شاخوں میں بھارتی کے گریٹر ایسوسی ایشن.
2. ذمہ دار حکومت
3. کمیشنڈ صفوں میں ہندوستانیوں کی شمولیت۔

نتیجہ:

مسلمانوں کی تاریخی جدوجہد نے ان کی شناخت کی تصدیق کردی۔ انہوں نے مطالبات کے حل کے لئے اپنی سیاسی جماعت کو منظم کیا۔ انہیں ہندوؤں نے ایک علیحدہ قوم کی حیثیت سے بھی پہچان حاصل کیا۔

برطانوی سیاسی میدان میں ان کے کردار کو قبول کرتے ہیں ۔

لیکچر 6
پاک 301

تحریک خلافت

خلافت عیسائی خلافت عثمانیہ کی برقراری اور مسلم مقدس مقامات کا کنٹرول غیر مسلموں کے حوالے نہ کرنے کے لئے برتانوی ہند کے مسلمانوں کی طرف سے شروع کی جانے والی ایک مذہبی سیاسی تحریک تھی ۔

ترکی نے پہلی جنگ عظیم میں جرمنی کا ساتھ دیا۔ جیسے ہی اس نے جنگ ہارنی شروع کی ، ترکی میں مستقبل کے بارے میں ہندوستان میں تشویش کا اظہار کیا گیا۔ یہ سن 1919 سے لے کر 1922 تک دو اہم برادریوں ، ہندوؤں اور مسلمانوں کی طرف سے مظاہرے ، بائیکاٹ اور دیگر دباؤ ڈالنے کا ایک عروج دور تھا۔

بھائی ہونے کی وجہ سے ، ہندوستانی مسلمانوں نے مسلم ملک کی مدد کرنا اپنا مذہبی فریضہ محسوس کیا۔ یہ اسلام پر مبنی اضافی علاقائی منسلکات تھے۔ ایک اور عنصر جو پہلے کی طرح تھا وہ یہ تھا کہ ہندوستانی مسلمان خلافت عثمانیہ کو امت کی حیثیت سے عالم اسلام کے اتحاد کی علامت سمجھتے تھے۔

:اہداف

1. عثمانی خلافت کو برقرار رکھنا چاہئے۔
2. ۔ ترکی کی علاقائی یکجہتی کو محفوظ رکھا جائے۔
- مقامات مقدسہ کا کنٹرول غیر مسلموں کو نہیں دیا جانا چاہئے ۔ **holy-**

:ابعاد

مسلم دانشوروں کی تحریروں سے خلافت کے تحفظ اور مقدس مقامات پر مسلمانوں کے کنٹرول کو برقرار رکھنے کے جذبات کو ابھارا گیا۔ جدوجہد کی سمت کو آگے بڑھانے کے لئے مسلم صحافت نے ایک اہم کردار ادا کیا۔ ظفر علی خان کے زمیندار ، مولانا محمد علی جوہر کے کامریڈ اور ہمدرد ، اور مولانا ابوالکلام آزاد کے الہلال وغیرہ نمایاں اخبارات اور رسائل تھے جنھوں نے اپنی ناراضگی ظاہر کرنے کے لئے اپنے فرائض انجام دیئے۔ اتحادیوں نے مغلوب ترکی پر توہین آمیز شرائط عائد کی ہیں۔

: بھارت میں احتجاج

جولائی 1919 میں بمبئی میں آل انڈیا خلافت کمیٹی تشکیل دی گئی۔ نومبر 1919 میں دہلی میں پہلی خلافت کانفرنس کا اہتمام کیا گیا جس میں گاندھی اور نہرو جیسے کانگریس قائدین نے شرکت کی۔ اس طرح ، بڑی سیاسی جماعتوں نے مسلم کمیونٹی کے ساتھ ہونے والی ناانصافی پر حملہ کرنے کے لئے ہاتھ ملایا۔ ان اقدامات کا اعلان کیا گیا:

- == فتح کی تقریبات میں شرکت نہیں۔
- == برطانوی سامان کا بائیکاٹ
- == حکومت کے ساتھ عدم تعاون

دوسری خلافت کانفرنس (امرتسر) دسمبر 1919 میں ہوئی۔ مولانا محمد علی اور شوکت علی جیل سے رہائی کے بعد سیشن میں شامل ہوئے۔ جنوری 1920 میں ، ایم اے انصاری وفد کی قیادت میں وائسرائے گئے جبکہ مولانا ایم اے جوہر یورپ گئے۔ خلافت کمیٹی نے مئی 1920 میں کانگریس کے ساتھ تعاون میں عدم تعاون کا آغاز کرنے کا فیصلہ کیا ۔

رووليٹ ایکٹ ، 1919

رووليٹ ایکٹ ایک کالا قانون تھا جو ہندوستان میں متعارف کرایا گیا تھا۔ قانون کے مطابق ، حکومت کو یہ اختیار حاصل ہوا ہے کہ وہ کسی بھی ہندوستانی کو ایذا پہنچائے اور گرفتار افراد کے پاس قانونی امداد اور اپیل کرنے کا کوئی حق نہیں تھا ، جیسا کہ فرانسیسی انقلاب سے قبل فرانس میں 'لیٹرس ڈی کیچٹ' تھا۔ احتجاج کے طور پر جناح نے مرکزی مقننہ سے استعفیٰ دے دیا۔

جلیانوالہ باغ واقعہ ، اپریل 1919

لوگ امرتسر کے جلیانوالہ باغ میں جمع ہوئے لیکن جنرل ڈائر نے بھیڑ کو منتشر کرنے کے لئے فائرنگ کردی جس سے ایک بڑی انسانی ہلاکت ہوئی (379)۔ اسے ہندوستان کے ایک بڑے سانحے میں سے ایک سمجھا جاتا ہے۔ 1940 میں ، گورنر پنجاب کو قتل کرکے ، سر میشل او ڈےئر ، 'رام محمد سنگھ آزاد' کو بھارتی قتل عام کا بدلہ ملا۔

کانگریس کے ناگپور سیشن (دسمبر 1920) نے حکومت کے ساتھ عدم تعاون کی منظوری دی لیکن جناح نے کانگریس کی مخالفت کی اور کانگریس کو چھوڑ دیا کیونکہ وہ احتجاج کے ماورائے آئین ذرائع کے استعمال کے خلاف تھے۔

:عدم تعاون

- == واپس عنوانات
- == عدالتوں اور تعلیمی اداروں کا بائیکاٹ
- == نوکریوں سے استعفیٰ دیں
- == بعد میں پولیس اور فوجی ملازمتوں سے استعفیٰ دیں
- == ٹیکس ادا کرنے سے انکار

خلافت کانفرنس ، کراچی ، جولائی 1921

سیشن میں شرکاء نے ترک سلطان کے ساتھ اپنی وفاداری کا اظہار کیا۔ انہوں نے یہ احتجاج جاری رکھنے کا فیصلہ کیا اور غیر ملکی افواج کو ترکی سے بے دخل کرنے کے لئے اتاترک کی حمایت کی۔

حجت موومنٹ 1920-21

ہندوستانی علماء (مذہبی رہنماؤں) نے ہندوستان کو 'دارالاراب' قرار دیا۔ دارالحرب کا مطلب وہ جگہ (ملک) ہے جہاں مسلمانوں کو اپنے مذہبی رواج ادا کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ مذکورہ صورتحال میں ، مسلمانوں کو قریب ترین محفوظ جگہ کی طرف ہجرت کرنی چاہئے۔ علمائے کرام نے دارالاسلام ، افغانستان جانے کے فیصلے جاری کیے۔ ایک تاثر تھا کہ افغانستان کا بادشاہ ان کا استقبال کرے گا۔ چنانچہ ہجرت بڑے پیمانے پر ہوئی۔ ابتدا میں افغانوں نے ان کا استقبال کیا۔ بعدازاں ، انہوں نے سرحد بند کردی اور مہاجرین کو واپس ہندوستانی علاقوں کی طرف دھکیل دیا۔ اس کے نتیجے میں جانیں اور مال کا نقصان ہوا۔ اس مشن کے دوران بہت سے افراد کی موت ہوگئی۔ کچھ افغانستان سے سوویت یونین گئے تھے کیونکہ ان کے پاس اب ہندوستان میں کچھ نہیں تھا۔

تحریک کا اختتام

موپلہ ریولاٹ مالبار کوسٹ ، قریب کالی کٹ

عرب مسلمانوں میں آباد کی اولاد تھے برصغیر بھی محمد بن قاسم کی آمد سے پہلے۔ اگست 1921 میں ، Moplahs انہوں نے ہندو جاگیرداروں کے خلاف بغاوت کی جس کا سلوک ان کے ساتھ نہایت سفاک تھا۔ بعد میں یہ تصادم موپلاز بمقابلہ پولیس اور ہندو کے طور پر تبدیل ہوا۔ اس نے ہندو مسلم تعلقات کو متاثر کیا ۔
دن بدن تشدد میں اضافہ ہوتا رہا اور فروری 1922 میں چوراچیوری واقعہ (یوپی) نے صورتحال کو مزید خراب کردیا۔ کانگریس کے رضاکاروں نے پولیس اسٹیشن کو آگ لگا دی اور 21 پولیس اہلکار ہلاک ہوگئے۔ گاندھی نے اچانک اس تحریک کو ختم کردیا۔

ترکی میں پیشرفت

میں اتاترک ایک قومی رہنما کے طور پر ابھرا اور اس نے سلطان کے اختیارات محدود کردیئے۔ اس کے بعد 1922 انہیں گرینڈ نیشنل اسمبلی نے ریاست کا چیف مقرر کیا۔ مارچ 1924 میں ، خلافت ختم کردی گئی۔ اس کی وجہ سے ہندوستانی مسلمانوں میں وسیع پیمانے پر ناراضگی پھیل گئی۔ انہوں نے بھیج دیا
ترکی میں وفود لیکن اپنے مقاصد کو حاصل کرنے میں ناکام رہا ۔

نتائج:

اس حقیقت کی تصدیق کی گئی کہ مذہب متحرک قوت ہے اور خاص کر اسلام میں لوگوں کو منظم کرنے کی متحرک صلاحیت ہے۔ -It

2. یہ تحریک تھی جو ماورائے علاقائیت کی بنیاد پر شروع کی گئی تھی۔ بعد میں ، اس طرح کی کوئی تحریک نہیں لیکن پین اسلامک جذبات کا سلسلہ جاری رہا۔

3. اس مسلمان کے دکھ درد کے نتیجے میں ہندو مسلم اتحاد دیرپا ثابت ہوا ۔ . Hindu

5. مسلم لیگ اور دیگر مسلمان تنظیموں کے دوبارہ چالو ایک الگ قوم کی حیثیت سے ان کی سرگرمیوں کو دوبارہ شروع کرنے کے لئے.

لیکچر 7
پاک 301

برطانوی ہندوستان میں مسلم سیاست: 1924-1935

1. دہلی مسلم تجاویز
2. نہرو رپورٹ
3. قائد اعظم کے چودہ نکات
Sim. سائمن کمیشن
5. گول میز کانفرنسیں
6. آئینی تجاویز

پس منظر:

تحریک خلافت نے ہندو مسلم برادریوں کو باہمی تعاون کیا۔ رہنماؤں نے آئینی تجاویز کی تیاری کے لئے ہم آہنگی کو بحال کرنے کی کوششیں کیں۔

1: دہلی مسلم تجاویز : مارچ 1927

قائد کے اقدام پر اہم مسلم رہنماؤں کا آئینی اور سیاسی امور پر تبادلہ خیال کے لئے دہلی میں ملاقات ہوئی۔ اہم مطالبات یہ تھے:
پنجاب اور بنگال: مجسمہ مسلم اکثریت صوبوں میں وزن نہیں

صوبہ سرحد میں بمبئی کے آئینی اصلاحات
سے سندھ کو الگ کیا جائے گا
وسطی مقننہ میں مسلمانوں کے لئے ایک تہائی نشستیں
فرقہ وارانہ امور پر ، اگر متعلقہ برادری کے تین چوتھائی ممبر اس کی مخالفت کرتے ہیں تو کوئی قانون منظور نہیں کیا جائے گا ۔

اگر ان مطالبات کو مان لیا جاتا ہے تو ، وہ 'علیحدہ ووٹر' ترک کردیں گے۔ اس کے بعد ، مسلم لیگ پنجاب ، شفیع لیگ اور جناح لیگ میں تقسیم ہوگئی۔ سر محمد شفیع نے ان مسائل پر جناح کی مخالفت کی۔
علیحدہ ووٹر ==
سائمن کمیشن کی طرف رویہ۔ جناح نے ہندو مسلم اتحاد کو فروغ دینے کے لئے اپنی لازوال کوششوں کو == جاری رکھا ۔

2: 1928 : نہرو رپورٹ

بنیادی مقصد ہندوستانی آئین کے لئے تجاویز تشکیل دینا تھا۔ کانگریس نے آل پارٹیز کانفرنس طلب کی جس نے موتی لال نہرو کی سربراہی میں اور جواہر لال نہرو کے سکریٹری جہاز کے تحت مئی 1928 میں ایک 10 رکنی کمیٹی مقرر کی ۔
ایسی سفارشات جن سے مسلم مفادات کو خطرہ ہے:
علیحدہ ووٹر نہیں ==
وسطی اسمبلی میں مسلمانوں کے لئے ایک تہائی نشستیں نہیں ==
، اکثریتی صوبے پنجاب اور بنگال میں مسلمانوں کے لئے نشستوں کا کوئی بکنگ نہیں۔ ہندو میں == مسلمانوں کو آبادی کے مطابق نشستیں دی جاسکتی ہیں
سندھ کو ایک صوبہ بنایا جائے اگر وہ اس کے اخراجات برداشت کر سکے۔ بلوچستان ، صوبہ سرحد کو کچھ شرائط پر == آئینی حیثیت دینے کا اعتراف کیا گیا۔
قائداعظم نے کلکتہ میں آل پارٹیز کانفرنس میں رپورٹ میں ترمیم حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن وہ کامیاب نہیں ہوئے۔ یہ وہی لمحہ ہے جب جناح نے ریمارکس دیتے ہوئے کہا ، "یہ راستوں سے الگ ہو رہا ہے۔" انہوں نے بطور مسلمان رہنما 14 نکات پیش کیے۔

3: 1929 جناح کے چودہ نکات:

1. صوبوں کے ساتھ رہائشی اختیارات والا وفاقی نظام

2. صوبائی خود مختاری۔
3. مسلمانوں کے لئے علیحدہ ووٹر.
4. صوبوں لیکن اکثریت میں اقلیتوں کو موثر نمائندگی اقلیت تک کم نہیں کیا جانا چاہئے
5. ایک تہائی مرکزی ودانمنڈل میں مسلمانوں کی نمائندگی.
6. کابینہ میں تیسرا مسلمان نمائندگی۔
7. کوئی پنجاب اور بنگال کہ مسلم اکثریت پر منفی اثر پڑے گا کی حدود میں تبدیلی.
8. سب کو مذہبی آزادی۔
9. کسی قانون کو منظور نہیں کیا جائے گا اگر کسی برادری کے تین چوتھائی منتخب اراکین یہ اعلان کریں کہ یہ ان کے مفادات کے خلاف ہے۔
10. سندھ کو ایک الگ صوبہ بنا دیا جائے.
11. صوبہ سرحد اور بلوچستان میں آئینی اصلاحات۔
12. حکومت میں مسلم نمائندگی۔ نوکریاں
13. اسلامی ثقافت اور تہذیب ، تعلیم ، زبان ، ذاتی قوانین اور مسلم اداروں کے آئینی تحفظات۔ حکومت مالی امداد فراہم کرے۔
14. جب تک فیڈریشن کے تمام حلقہ بندیاں اس سے متفق نہیں ہوں آئینی ترمیم نہیں ہوگی۔

ان نکات سے ہندوستان میں بسنے والے ہر مسلمان کی امنگوں کی عکاسی ہوتی ہے۔

4: سائمن کمیشن:

برطانوی حکومت نے آئینی انتظامات کی آئندہ شکل کے بارے میں ہندوستانیوں کی رائے لینے کے لئے ایک کمیشن بھیجا۔ یہ 1927 میں ہندوستان پہنچا اور اس نے 1930 میں یہ رپورٹ شائع کی۔ بیشتر سیاسی جماعتوں نے اس کا بائیکاٹ کیا۔ اس نے متعدد آئینی تجاویز پر مشتمل اپنی رپورٹ پیش کی:

وفاقی نظام حکومت کا مضبوط مرکز = دو مکانات۔ =
صوبوں میں نظام نظام کا خاتمہ = صوبائی حکومتوں کو
زیادہ اختیارات۔ = گورنر دن کے معاملات میں مداخلت نہ
کریں۔ = صوبہ سرحد میں آئینی تبدیلیاں

5: گول میز کانفرنسیں: 1930 ، 1931 ، اور 1932 کانفرنس کا

پہلا اجلاس

پہلے سیشن میں ایم اے جناح ، سر شفیع ، مولانا ایم اے جوہر ، ظفر اللہ خان جیسے متعدد ممتاز مسلمانوں نے شرکت کی۔ انہوں نے وفاق ، خود حکومت ، اقلیتوں کے تحفظات ، علیحدہ ووٹرز ، مرکزی مقننہ میں ترجیحی نمائندگی ، پنجاب اور بنگال میں محفوظ اکثریت پر زور دیا۔

دوسری کانفرنس

مولانا ایم اے جوہر کی پہلی کانفرنس کے بعد انتقال ہوگیا تھا۔ دوسری کانفرنس میں اقبال ، جناح اور دیگر نے شرکت کی۔ گاندھی نے کانگریس کی نمائندگی کی۔ اس سیشن کے اہم مسائل 'فیڈریشن' اور 'اقلیتیں' تھے۔

فرقہ وارانہ ایوارڈ ، اگست 1932

:وزیر اعظم رمسے میک ڈونلڈ نے فرقہ وارانہ ایوارڈ کا اعلان کیا

1. ہندوستان کی تمام اقلیتوں کے لئے علیحدہ ووٹرز۔
2. اقلیتوں کے لئے وزن
3. پنجاب اور بنگال میں کوئی مسلم اکثریت کے طور پر میثاق لکھنؤ میں پیروی کی گئی تھی
4. مرکزی مقننہ میں مسلمانوں کے لیے ایک تہائی نمائندگی
5. خدمات میں مسلمانوں کے لیے ایک چوتھا نمائندگی
6. سندھ کو ایک صوبہ بنایا جائے

پونا معاہدہ ، ستمبر 1932

کانگریس نے ہندوستانی اقلیتوں بالخصوص نچلی ذات کے ہندوؤں کے لئے علیحدہ ووٹرز کے حق کے خلاف سخت ردعمل کا اظہار کیا جن کو گاندھی نے ہریجن (خدا کے بیٹے) کا نام دیا تھا۔ گاندھی میں بد نظمی واضح ہے کہ انہوں نے 'خدا کے بیٹوں' کے حق پر موت کے روزہ رکھے۔ گاندھی کی جان بچانے کے لئے علیحدہ ووٹر کے حق کے حوالے کرنے کے لئے نچلی ذات سے معاہدہ کیا گیا۔

راؤنڈ ٹیبل کانفرنس نومبر 17 دسمبر. 24 1932 :RD 3

پہلے دو کانفرنسوں میں اہم امور پر تبادلہ خیال کیا گیا تھا اور اب ان میں سے باقی موضوعات پر بھی بات ہونی تھی۔ اس نے غیر تسلی بخش کانفرنس میں شرکت کی۔ قائد نے لندن میں رہنے کے باوجود شرکت نہیں کی۔ گاندھی نے شرکت نہیں کی تھی کیونکہ انہیں حراست میں لیا گیا تھا۔
کانفرنس نے پارٹی عہدوں میں کوئی تبدیلی نہیں کی اور ہندو مسلم خلیج کو وسیع کردیا ۔

آئینی تجاویز پر وائٹ پیپر : مارچ 1933

برطانوی حکومت نے وائٹ پیپر کی شکل میں ایک چھوٹی دستاویز جاری کی۔ اس میں مرکز میں ڈیارکی کے ساتھ ہندوستانی آئین کی عملی بنیاد اور صوبوں میں مکمل ذمہ دار حکومتوں کی تفصیل شامل ہے۔

گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ، 1935

شاہ نے منظور کیا: اگست 1935
ان کوششوں کے باوجود ہندوستان میں بسنے والی قوموں خصوصا مسلمان کے لئے اجتماعی مسائل حل نہیں ہوسکے۔
لہذا کلیدی معاملات میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

ہندو مسلم تعلقات ==
تصفیہ میں پہنچنے میں ناکامی ==
مسلم مطالبات کو حقوق کے تحفظ سے مکمل کرنے کے لئے منتقل کیا گیا ==

آزادی --- پاکستان ۔

********** **********

لیکچر 8
پاک 301

ALMLA IQBAL کا صدارتی خطاب
دسمبر 1930

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال ان مسلم دانشوروں میں شامل ہیں جنہوں نے تاریخ پر گہرے اثرات چھوڑے۔ انہوں نے برصغیر اور اس سے آگے کے مسلمانوں کو متاثر کیا ۔ انہوں نے ہندوستانی مسلمانوں میں متحرک روح اور شناخت پیدا کردی۔ انہوں نے ان کے سیاسی مستقبل کا ایک فریم ورک پیش کیا اور بات کی کہ اس سے امت کے مقصد کو حاصل کرنے میں کس طرح مدد ملے گی۔ انہوں نے اپنے الہ آباد ایڈریس میں ایک وژن اور خواب پیش کیا۔

پس منظر :1

ہندو مسلم سوال بڑی اہمیت تھی اور برطانوی انڈین ہسٹری کے لئے انتہائی اہم کھڑے ہوئے 1857 کے بعد، خاص صدی میں. مسلمانوں کے نزدیک اہم مسئلہ 'علیحدہ شناخت' رہا۔ انہوں نے حریف اقوام کو یہ سمجھنے کی پوری thطور پر 20 کوشش کی کہ مسلمان ایک الگ قوم ہیں جو مختلف ثقافت اور تہذیب ، مفادات اور حقوق کی حامل ہے۔ دو اقوام کا نظریہ ہندوؤں اور برطانوی عوام کو متوجہ نہیں کرسکتا تھا کیونکہ وہ 'علاقائی قوم پرستی' پر یقین رکھتے تھے۔ ہندوؤں نے انہیں اپنی اکثریت میں جذب کرنا چاہا لیکن وہ مسلم دانشوروں کے دلائل کا سامنا نہیں کرسکے۔ 1930 تک ، مسلمانوں میں شناخت اور سیاسی مطالبات کا احساس پیدا ہو گیا تھا۔ اس پس منظر میں اقبال نے اپنا صدارتی خطاب کیا۔

میں ، یورپ میں اقبال کے قیام نے ان کے خیالات کو واضح شکل دینے میں مدد کی۔ وہ سن 1908 میں 08-1905 ہندوستان واپس آئے اور مسلمانوں کی تنزلی کی جڑوں اور مسلمانوں کو ترقی دینے کے طریقہ کار پر کام شروع کیا۔ انہوں نے ان کو یاد دلاتے ہوئے کہا کہ عملی طور پر بطور مثالی رہنما حضور اکرم. کی تعلیمات پر عمل کریں۔ انہوں نے اسلام کے نظریات ، :تعلیمات اور اصولوں پر زور دیا۔ اس نے اسلام کے توسط سے نجات حاصل کی۔ انہیں متعدد ممتاز سماجی عہدوں سے نوازا گیا

- سر کی سرخی 1922 میں کیا گیا
- (ممبر پنجاب قانون ساز کونسل (1927 (1930

انہوں نے علی گڑھ ، حیدرآباد اور مدراس (1928-29) میں اسلام کے بارے میں لیکچرس دیئے ۔ الہ آباد میں ، انہوں نے اجلاس کی صدارت کی اور اپنا مشہور خطاب دیا۔

ایڈریس ، دسمبر 1930

اقبال نے ہندوستان کی سیاسی اور معاشرتی صورتحال اور ہندوستان کو پیش آنے والی بیماریوں کے حل کا جائزہ پیش کیا۔ انہوں نے برطانوی ہند کے مسلمانوں کی زندگی میں اسلام کے کردار کی اہمیت کا اندازہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہندوستانی معاشرے میں یہاں مذہب اور ریاست کے دوائی کے بارے میں یورپی نقطہ نظر کا اطلاق نہیں ہوتا ہے۔ سیکولر ازم کو مسترد کرتے ہوئے انہوں نے کہا ، مذہب کوئی مکمل ذاتی معاملہ نہیں ہے۔
انہوں نے وضاحت کی کہ اسلام ایک اخلاقی نظم ، سماجی و سیاسی ڈھانچہ ، قانونی فریم ورک ، ضابطہ حیات ، ثقافت اور تہذیب کی پیش کش کرتا ہے ۔ یہ ایک زندہ ، متحرک قوت ہے جس کا ہندوستانی مسلمانوں کی زندگیوں پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ اسلام کی طاقت کے ساتھ بکھرے ہوئے اور مایوس افراد کو ایک منظم قوت میں تبدیل کردیا گیا ہے۔
مسلمان اپنی مذہبی انفرادیت کو ڈوبنے کو تیار نہیں ہیں۔ ان میں اعتماد کا فقدان ہے ، ہندوؤں کے تسلط کا خوف ہے۔ اگر انگریز کسی بھی طرح کی داخلی ہم آہنگی چاہتے ہیں تو یہ ناممکن ہوگا جب تک کہ اجتماعی سوال حل نہ ہوجائے۔ یہ تاریخی حقیقت ہے کہ ہندوستان ایک براعظم ہے جس میں متنوع افراد آباد ہیں۔ اس حقیقت کو پہچاننے کے بغیر کوئی سیاسی بندوبست قابل قبول نہیں ہوسکتا ہے۔

- اگر مسلمانوں کو اپنی اسلامی تہذیب اور روایت کے مطابق ترقی کرنے کا موقع ملا تو وہ ہندوستان کے لئے اپنی جانیں قربان کرنے کو تیار ہوں گے۔
- مسلمانوں کی قومی شناخت کو تسلیم کیے بغیر وفاق کامیاب نہیں ہوسکتا.

- مذہب کی بنیاد پر برطانوی بھارت کی علاقائی پنروئترن وقت کی ایک ضرورت بن گیا ہے.
- پنجاب ، صوبہ سرحد ، سندھ اور بلوچستان کو ایک ریاست ، خود حکومت کے ساتھ مل کر برطانوی سلطنت میں یا اس کے بغیر شامل کیا جائے۔ اس طرح ایک مشترکہ شمالی مغربی مسلم ریاست کا قیام ، کم از کم شمال مغربی ہندوستان کے مسلمانوں کی آخری منزل معلوم ہوتا ہے۔ بھارت کو طاقت کے اندرونی توازن کی وجہ سے وہ امن اور سلامتی کی پیش کش کرے گا۔
- اسلام لوگوں کو اخلاقی شعور اور سیاسی شناخت دی ہے کہ بھارت میں طاقت کی تعمیر کسی قوم ہے.

اہمیت

اقبال کا خطاب ہندوستان میں مسلم کیس کی زبردستی اور منطقی پیش کش ہے۔ انہیں اقلیت کی بجائے سیاسی ہستی کی طرح کیوں سمجھا جائے؟

- مطابق علاقائی ایڈجسٹمنٹ سے مسلمان خود کو ترقی یافتہ بنائیں گے ان کے نظریات کے ساتھ اور امت کے مقصد کی خدمت کریں۔
- بعد میں مسلم سرزمین کے تصور کے بعد علاقے کی تقسیم کا کام شروع ہوا۔
- ان خیالات کا اظہار انہوں نے مئی 1936 سے نومبر 1937 تک لیٹرز ٹو جناح میں کیا۔ انہوں نے مسلم صوبوں کی علیحدہ فیڈریشن کی بات کی۔ شمالی مغربی ہندوستان اور بنگال کو ہندوستان اور بیرونی ممالک کی طرح خود ارادیت کا حقدار سمجھا جاسکتا ہے ۔ آزاد اسلامی ریاست یا ریاستوں کے بغیر شریعت کی ترقی ناممکن ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ وہ مفادات سے بالاتر ہوں اور اپنے آپ کو اسلام کے لئے وقف کریں۔
- مشکل وقت میں اسلام کے مسلمانوں کو بچایا ہے.
- عقیدے، ثقافت اور تاریخی روایات حب الوطنی کے مقابلے میں زیادہ اہم ہیں.

لیکچر 9
پاک 301

مسلم سیاست اور چوہدری رحمت علی

دانشور تحریک کی راہیں پیش کرتے ہیں ، قائدین عمل کرتے ہیں اور عوام اچھے سپاہی ثابت کرتے ہیں اور اس طرح سے قومیں اپنی کامیابیوں کو سرانجام دیتی ہیں۔ رحمت علی ان ممتاز اسکالرز میں سے ایک تھے جنہوں نے قیام پاکستان کی تحریک میں نمایاں حصہ لیا۔ وہ مسلم شناخت کے بارے میں شعور رکھتے تھے اور مسلمانوں کی خاطر تقسیم ہند کی تجاویز کا خاکہ پیش کرتے تھے۔ وہ وہ شخص تھا جس نے مسلم ریاست کا نام ، پاکستان ، لگا تھا۔ جب اس نے پہلی بار مسلم ریاست کے لئے اپنی تجویز پیش کی تو کسی نے بھی اسے سنجیدگی سے نہیں لیا۔

مسلمان دانشور اور رہنما ہندوستان میں مسلمانوں کے مستقبل کے بارے میں فکر مند تھے۔ انہوں نے مسلمانوں کے محفوظ مستقبل کو یقینی بنایا۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے اپنے وطن کو محفوظ بنانے کے لئے مختلف تجاویز پر عمل کیا۔ رحمت علی یہاں متعلقہ ہوجاتا ہے۔

سوانح حیات

چودھری. رحمت علی 1893 میں ضلع ہوشیار پور میں پیدا ہوئے تھے۔ روایتی طور پر انہوں نے اسلامیہ کالج ، لاہور سے بی اے کیا۔ اس نے کچھ عرصہ نجی اور سرکاری نوکری کی اور پھر اعلی تعلیم کے لئے کیمبرج یونیورسٹی چلا گیا۔

وہ کیمبرج یونیورسٹی میں کچھ دیگر طلباء کے ساتھ ہندوستانی مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے سرگرمیوں میں سرگرم عمل تھا۔ جب وہ ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے علیحدہ ریاست کی بات کرتا تھا تو اس کی سرگرمی لاہور میں اپنے طالب علمی کے دنوں میں واپس آ جاتی ہے۔

رحمت علی کے خیالات

انہوں نے کہا کہ شمالی مغربی علاقوں میں مسلمان اکثریت والے ہیں۔ ہم ان اہمیتوں کو نہ صرف برقرار رکھیں گے بلکہ انہیں ایک مسلم ریاست میں بدل دیں گے۔ مسلمانوں کو ہندوستانیت سے نجات دینی چاہئے ، یہ مسلمانوں اور اسلام کے لئے بہتر ہے۔

، ان کی تحریر میں ، ابھی یا کبھی نہیں (جنوری 1933) ، انہوں نے مسلم ریاست کے نام کی تجویز پیش کی پاکستان۔

پنجاب پی
افغانیہ صوبہ A
کے کشمیر
ایس سندھ
ٹین بلوچستان

ہندوستان کو ریاست / ملک یا ایک ہی قوم کا گھر قرار نہیں دیا جاسکتا۔ انگریزوں کی آمد سے قبل یہ ریاست ایک سیاسی ہستی کی حیثیت سے موجود نہیں تھی۔ مسلمان ایک علیحدہ قوم ہیں جس نے اپنی شناخت کو برقرار رکھا ہے۔ وہ ایک الگ قوم ہیں۔ انہیں اتنا ہی حق ہے جتنا ہندوؤں کا۔ پاکستان کو بقیہ ہندوستان سے الگ کرنا چاہئے۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان تنازعہ مذہبی ، فرقہ وارانہ یا معاشی نہیں بلکہ ایک بین الاقوامی ہے۔ مسلمان بقا کے لئے کوشاں ہیں۔ ہندوؤں میں رہنے والے دیگر اقوام پر تسلط کے لئے کی کوشش کر رہے ہیں برصغیر خاص کر مسلمانوں.

انہوں نے 1940 میں پاکستان نیشنل موومنٹ قائم کی۔ انہوں نے بنگال اور حیدرآباد کے بارے میں مسلم علاقوں اور اسلام حیدرآباد دکن کے بنگال ، آسام اور عثمانستان پر مشتملBang الگ ریاستوں کی حیثیت سے بات کرنا شروع کی۔ بنگ ہوگا۔

انہوں نے 1948 میں پاکستان کا دورہ کیا لیکن مادر وطن کی فضا ان کے مطابق نہیں رہی اور اسی لئے وہ کیمبرج واپس چلے گئے۔ 11 فروری 1951 کو وہیں انتقال ہوگیا۔

اس کا تعاون

یہ ہمیشہ سے چمک رہا ہے کہ وہ مسلم ریاست کا نام گڑھا ہے کہ رحمت علی کی شراکت. انہوں نے کہا کہ بحیثیت قوم ہندوستانی مسلمان ایک علیحدہ وطن کے مستحق ہیں۔ انہوں نے عصر حاضر کے مقابلہ کے مقابلے میں اسلامی افکار کو آفاقی اور سچائی پر غور کرتے ہوئے مستقبل کی لکیریں دیں۔ جب قرارداد لاہور منظور کی گئی ، تو اسے فوری طور پر قرار داد پاکستان قرار دیا گیا۔ یہ ، ہندوستان کی تقسیم ، ہندو مسلم سوال کا حل تھا لیکن رحمت علی نے اس کو لاہور قرارداد سے بہت پہلے ہی تجویز کیا تھا۔

لیکچر 10
PAK301

کانگریس کی وزارتیں - مسلمانوں کے بارے میں پالیسیاں

عنوانات: 1. انتخابات
2. صوبائی حکومتیں
3. ان کی پالیسیاں
مسلم رسپانس . Muslim

حکومت ہند ایکٹ ، 1935 :

گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ، 1935 کو مکمل طور پر نافذ نہیں کیا گیا تھا لیکن ملک میں واحد صوبائی حصہ متعارف کرایا گیا تھا۔ مسلم لیگ اور کانگریس نے اس پر تنقید کی لیکن وہ صوبائی انتخابات لڑنے پر راضی ہوگئے۔

کے انتخابات 1937 :

کے انتخابات محدود حق رائے دہی اور علیحدہ ووٹرز کے ساتھ ہوئے تھے۔ کانگریس نے خود کو ایک ہندوستانی 1937 طاقت کے طور پر پیش کیا جو معاشرے کے تمام مذاہب اور دھڑوں کی نمائندگی کرتا ہے۔ مسلم لیگ نے مسلم نشستوں کے لئے مقابلہ کیا۔ دوسری مسلم تنظیموں کا سخت مقابلہ تھا۔ انتخابات فروری 1937 میں مکمل ہوئے تھے۔ کانگریس کو پانچ صوبوں ، مدراس ، یوپی ، سی پی ، بہار ، اور اڑیسہ میں اکثریت حاصل ہوئی تھی۔ یہ بمبئی کی سب سے بڑی پارٹی بن کر ابھری اور 1585 عام نشستوں میں سے 704 میں کامیابی حاصل کی۔

مسلم لیگ نے انتخابات میں ناقص کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور بنگال ، پنجاب ، صوبہ سرحد اور سندھ میں کہیں بھی اکثریت حاصل کیے بغیر صرف 21 فیصد مسلم سیٹیں حاصل کیں۔ اس کی زیادہ تر تنظیمی پریشانیوں اور مقامی مسلم گروہوں کی مخالفت کی وجہ سے تھا۔

صوبائی حکومتوں کا قیام :

جولائی 1937 میں ، کانگریس نے 6 صوبوں میں حکومتیں تشکیل دیں۔ صوبہ سرحد میں ، خدائی خدمتگگر اور کانگریس نے مخلوط حکومت تشکیل دی۔ مسلم اکثریتی صوبوں میں ، مسلم لیگ حکومتیں تشکیل نہیں دے سکی۔ مسلم لیگ کی خواہش تھی کہ یوپی میں حکومت بنائے لیکن کانگریس نے مشروط حمایت پر اتفاق کیا:

1. پارلیمانی بورڈ کو تحلیل کریں AIML
2. اے آئی ایم ایل ممبران الگ گروپ کی حیثیت سے کام نہیں کریں گے . AI
3. کے اراکین AIML کانگریس سے بیعت کا اظہار کرنے

یقینی طور پر مذکورہ بالا شرائط مسلم لیگ کے وجود کو ختم کرنے کا ایک آلہ تھیں۔ لہذا ، اس معاملے پر کوئی معاہدہ ممکن نہیں تھا۔

(کانگریس حکومتوں کی پالیسیاں : (جولائی 1937۔ نومبر 1939

سب سے پہلے صوبوں میں کانگریس کی تمام حکومتوں نے ایم ایل اور دیگر مسلم تنظیموں کو حکومت سازی کے عمل سے خارج کرنے کے لئے بنیادی طور پر مسلم مخالف مہم شروع کی ۔ کانگریس قائدین کو پتہ چل گیا تھا کہ ایم ایل کی عوام میں جڑیں ہیں۔ انہوں نے ایم ایل کو ان کے حق میں بدنام کرنے کے لئے 'مسلم ماس رابطے' کی تحریک شروع کی۔ وہ ثقافتی اور تعلیمی پالیسیاں بنا رہے تھے جس نے ہندوستانی ثقافت کے نام پر ہندو ثقافت اور علامتوں کو فروغ دیا۔ انھوں نے ادارہ اور دفاتر وغیرہ میں انندماتھ سے بانڈا ماترم ترانہ پیش کیا۔ ان کی پالیسیوں میں ہندی زبان کو سب سے زیادہ اہمیت دی جاتی تھی۔ ورده ایجوکیشنل اسکیم بنیادی تعلیمی لٹریچر کے ذریعہ مسلمانوں کو ہندو میں تبدیل کرنا تھا۔ گاندھی جیسے ہندو

ہیروز کا پروجیکشن اور مسلم تاریخ کا مسخ ان کا اخلاقی مسلک بن گیا۔ انہوں نے خدمات میں امتیازی سلوک یا ملازمتوں میں نئی بھرتی کی پالیسی پر عمل کیا۔

کانگریس کی وزارتوں نے بالخصوص مسلم کارکنوں کے بارے میں مجموعی طور پر منفی اور ظالمانہ رویہ اپنایا۔ اس ناجائز سلوک نے مسلمانوں کو زندگی کے ہر شعبے میں نظم و ضبط پر مجبور کیا۔

: مسلم جواب

مسلمان ہندو عوام کے مذہبی جھکاؤ سے بخوبی واقف تھے۔ انہوں نے حکومت کی کڑی نگرانی کا انتظام کیا۔ انہوں نے اپنی پالیسیوں کو عام کیا اور امور کو اٹھایا۔ ان معاملات پر مسلمانوں کو متحرک کرنے کے لئے ہندو مظالم کے اصل حقائق کو جمع کرنے کے لئے گہری تحقیقات کی ضرورت ہے۔

: پیر پور رپورٹ

مارچ ، 1938 کو ، ایم ایل کی کونسل نے پیر پور کے راجہ سید محمد مہدی کی صدارت میں ایک آٹھ رکنی 28 کمیٹی مقرر کی جس نے اپنی رپورٹ 15 نومبر 1938 کو پیش کی۔ اس نے کانگریس کی وزارتوں پر ہونے والے ظلم کو ساتوں میں کھوجنے کی کوشش کی۔ صوبوں اس رپورٹ میں حریف مسلم تنظیموں ، کانگریس کی حمایت ، مسلم لیگ کے حامی لوگوں کو ڈرانے اور دھمکیاں دی گئیں ۔

شریف رپورٹ ، مارچ 1939

ایم ایل نے مسٹر شریف کو ممبران کے ساتھ ہندوؤں کی آمرانہ حکمرانی کے تحت ہونے والی ناانصافیوں کی تحقیقات کے لئے ممبر مقرر کیا۔ اس رپورٹ میں بنیادی طور پر حقائق کو اکٹھا کیا گیا ، جس میں ناروا سلوک پر توجہ دی گئی تھی

بہار میں مسلمانوں کے ساتھ حکومت کی ۔

(الحق رپورٹ : (دسمبر 1939 -ul فضل

اے کے فضل الحق نے کانگریس کے قاعدے کے تحت مسلم مظلومیت کے عنوان سے ایک پرچہ شائع کیا اور بہت سے اذان سے منع کرنا ، مساجد میں حملے ، ہندو مذمت کے شور شرابے ، گائے ذبح سے منع کرنا Az خطرناک انکشافات کیے مثلا وغیرہ۔ اس پرچے میں جواب دیا گیا کانگریس کی طرف سے مسلمانوں پر فرد جرم۔

ان تمام اطلاعات میں کانگریس حکومت کو 'ہندو راج' بنانے کی کوشش قرار دیا گیا جو مسلم ثقافت اور ان کی شناخت کو مغلوب کرنا چاہتی ہے۔ یہ مسلمانوں کے مفادات کے لئے ایک سخت خطرہ تھا۔

: مسلم لیگ کی سرگرمی

مسلم لیگ نے مسائل پر روشنی ڈالی اور ان کا مناسب مقابلہ کرنے کے لئے مسلمانوں کو متحرک کیا۔ اس نے مسلم کمیونٹی کو صورتحال سے نمٹنے کے لئے تنظیم نو کی۔ ایم ایل نے اکتوبر 1937 میں لکھنؤ میں اپنے اجلاس کا اہتمام کیا۔ اس سیشن میں فضل الحق جیسے بہت سارے ممتاز رہنماؤں نے حصہ لیا جبکہ سکندر حیات اور سعد اللہ نے ایم ایل کی حمایت کا اعلان کیا۔

مسلم رہنماں نے کانگریس کی پالیسیوں پر کڑی تنقید کی۔ انہوں نے اردو کی حیثیت میں کمی اور مسلم سے متعلق دیگر امور کے خلاف احتجاج کیا۔ انہوں نے مسلمانوں کے درمیان ، کانگریس کے حکمرانی کے تحت کیا ہوسکتا ہے اس کا احساس پیدا کیا اور آئندہ کے سیاسی اور آئینی انتظامات کے بارے میں سنجیدہ سوچنے کی تاکید کی۔ انہوں نے کانگریس کے اصل مقاصد کا پتہ لگایا اور مسلم لیگ کے بینر تلے مسلمانوں میں اتحاد کی ضرورت پر زور دیا۔

دوسری جنگ عظیم (ستمبر 1939) نے مسلمانوں کے لئے اس لحاظ سے برکت کا ثبوت دیا کہ کانگریس کی وزارتوں نے نومبر 1939 میں استعفیٰ دے دیا۔ مسلمانوں نے 22 دسمبر 1939 کو یوم نجات منایا۔

ایم ایل نے دوسری جنگ عظیم کے دوران اپنی حیثیت کی وضاحت کی۔ انہوں نے اس پر جوش کا اظہار کیا کہ مسلمانوں کی رضامندی کے بغیر کوئی آئین نافذ نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے اپنی تنظیمی کمزوریوں کو مٹایا اور کانگریس کی وزارتوں کے تجربات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے مقاصد کو بہتر بنایا۔

قرار داد لاہور ، 1940

کانگریس رول کے تجربے نے مسلمانوں کو علیحدہ علیحدہ وطن کی تحریک چلانے پر مجبور کردیا۔ ہندوؤں نے انھیں یہ احساس دلادیا کہ ہندو حکومت کا مطلب ہندوستان میں مسلم مخالف حکمرانی ہوگی۔ کانگریس کی قیادت سے مسلمانوں کی مایوسی نے تاریخ کا ایک نیا مرحلہ کھولنے کا فیصلہ کیا۔ *ٹائم اینڈ ٹائڈ* میں قائد اعظم کے مضمون نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ مسلمان ایک قوم ہیں۔ مسلمانوں کو نظرانداز کرکے کوئی آئین نافذ نہیں کیا جاسکتا۔ 13 مارچ ، 1940 کو ان کے تبصرے قابل ذکر ہیں: "اگر متحدہ ہندوستان میں مسلمانوں کے لئے کچھ تسلی بخش تصفیہ نہ مل سکے تو مسلمان کو ملک کی تقسیم کا مطالبہ کرنا پڑے گا۔"

قرار داد لاہور :

مسلم لیگ کا اپنا سالانہ اجلاس 22-24 مارچ 1940 کو لاہور میں ہوا۔ لاہور قرارداد کو مولوی فضل الحق نے منتقل کیا اور چوہدری کی طرف سے اس کی حمایت کی گئی۔ خالق الزمان جو بالآخر 24 مارچ 1940 کو منظور ہوا۔ جناح نے ہندوستان کے سیاسی حالات اور مسلمانوں کے موقف کے بارے میں اپنے قیمتی تبصرے کا بجا طور پر اظہار کیا۔ انہوں نے کہا:

> انہوں نے کہا کہ ہندوستانی مسئلہ فرقہ وارانہ نہیں ہے بلکہ بین الاقوامی ہے۔ کوئی بھی آئین اس حقیقت کو پہچاننے کے بغیر کام نہیں کرسکتا۔ ہندوستان کے مسلمان ایسے آئین کو قبول نہیں کریں گے جو ان پر ہندو اکثریت کی حکومت قائم کرے۔ اگر ہندوؤں اور مسلمانوں کو ایک جمہوری نظام کے تحت رکھا جاتا ہے تو اس کا مطلب ہندو راج ہوگا۔

قرارداد کا متن :

- انہوں نے فیصلہ کیا کہ حکومت ہند ایکٹ ، 1935 کے تحت وفاقی نظام مسلمانوں کے لئے قابل قبول نہیں ہے۔
- کوئی ترمیم شدہ آئینی منصوبہ قابل قبول نہیں ہوگا جب تک کہ وہ ان کی منظوری اور رضامندی کے ساتھ تشکیل نہ دیا جائے۔
- متصل یونٹ جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں ، جیسا کہ شمال مغرب اور مشرق میں ، **آزاد ریاست کے** طور پر تشکیل دیئے جائیں جہاں حلقہ کی اکائیاں خودمختار اور خودمختار ہوں گی۔
- اقلیتوں کے تحفظ کو ترجیح دی جائے گی.

اہمیت :

اس قرار داد نے علاقے کی کسی حد بندی کی وضاحت نہیں کی لیکن اس نے شمال مغربی اور مشرقی علاقوں میں جہاں مسلمان ریاستوں کے قیام کے لئے جدوجہد کے مستقبل کے منصوبے کی وضاحت کی (بعد میں 1946 میں 'ریاستوں' کا لفظ 'ریاست' نے تبدیل کیا) بھاری اکثریت میں تھے۔ اس کا ارادہ ریاستوں کی خود مختاری کو بھی اہمیت دینا تھا۔ اس لفظ پاکستان کا کوئی استعمال نہیں ہوا تھا لیکن پاکستان اس قرارداد کا دانا تھا۔

بعد میں پیش رفت :

دوسری جنگ عظیم 1939 میں شروع ہوئی تھی جس کے لئے بھاری بھرکم مردوں سے چلنے والے میدان جنگ کی ضرورت تھی۔ برطانوی جو ہمیشہ سودے بازی پر یقین رکھتے ہیں نے اگست 1940 میں ایک پیش کش کا اعلان کیا:

1. وائسرائے کے ایگزیکٹو کونسل کی توسیع اور قومی دفاع کونسل کا قیام
2. آئین پر نظر ثانی میں اقلیتوں کے خیالات کو خصوصی اہمیت۔

Power . ایک ایسے نظام کے تحت بجلی کی منتقلی نہیں کی جاسکتی جو ہندوستان میں بڑی اور طاقتور اقلیتوں کے لئے قابل قبول نہ ہو۔

4. تسلط کی حیثیت: حتمی مقصد
5. جنگ کے لئے ہندوستانیوں کا تعاون

کانگریس نے اسے مسترد کردیا اور 1940-41 سے عدم تعاون کی تحریک شروع کی ۔ مسلم لیگ کے لئے لاہور قرار داد حتمی مقصد رہا۔

کرپس مشن ، مارچ 1942

جنگی کوششوں کے لئے ہندوستانی تعاون کے حصول کے لئے آئینی تجاویز:

1. تسلط کی حیثیت
2. بھارتی آئینی ادارہ جو دستور مرتب کرے گا۔
   Prince . شاہی ریاستوں کی نمائندگی کی جائے گی۔

کرپس مشن نے بھارتی رہنماؤں سے بات چیت کی اور تجاویز جاری کیں۔ کانگریس نے ان تجاویز کو مسترد کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ جنگ کے فورا بعد ہی ایک ذمہ دار حکومت تشکیل دی جائے گی۔ دفاعی امور بھارتی کنٹرول میں رہیں۔ مسلم لیگ نے بھی ان تجاویز کو مسترد کردیا اور اپنا موقف دہرایا کہ مسلمان ہندوستانی یونین میں نہیں رہ سکتے ہیں۔

ہندوؤں نے انگریزوں کو مشکل میں دیکھ کر اگست 1942 میں **ہندوستان چھوڑو موومنٹ** شروع کی ۔ مسلم لیگ اچھ ی رہی اور یہ کہہ کر ردعمل دی کہ تقسیم اور ہندوستان کو چھوڑ دو۔stayed

گاندھی جناح مذاکرات ، ستمبر 1944

ایم کے گاندھی نے ہندوؤں اور مسلمانوں کو دو اقوام کی حیثیت سے قبول نہیں کیا اور متحدہ ہندوستان کی آزادی پر زور دیا۔ جناح نے اسے بتایا کہ مسلمان اپنے نظریاتی اور آئینی مطالبے سے کبھی ایک انچ تک بھی نہیں بکس سکتے ہیں۔

24

لیکچر 12
پاک 301

میں اہم سیاسی پیشرفت 46-1945

سیاسی صورتحال 1945 میں

جنگ عظیم کے دوران ، انگریزوں نے ہندوستانی فوجی تعاون کی کوشش کی اور جنگ کے بعد سیاسی اور آئینی تبدیلیاں پیش کیں۔ وہ وائسرائے ایگزیکٹو کونسل کو بڑھانا چاہتے تھے۔

لارڈ واویل نے جون جولائی 1945 کے دوران شملہ کانفرنس کا اہتمام کیا جس میں تمام سیاسی جماعتوں نے اپنے نمائندے بھیج کر شرکت کی۔ جناح اور ابوالکلام آزاد نے بالترتیب مسلم لیگ (ایم ایل) اور کانگریس کی نمائندگی کی۔ مولانا آزاد نے کانگریس کو ہندوستان میں بسنے والے تمام لوگوں کی واحد نمائندہ جماعت ہونے کا دعویٰ کیا۔ جناح نے ایم ایل کو ہندوستانی مسلمانوں کی واحد سیاسی جماعت سمجھا اور اسی پر ایم ایل کو کونسل میں مسلم ممبروں کے تقرری کا حق حاصل تھا۔ اس مسئلے کو تحلیل نہیں کیا جاسکا اور ایم ایل اور کانگریس کے مابین اختلافات بڑھ گئے۔

انتخابات ، 1945-46

لارڈ واویل نے اگست 1945 میں انتخابات کا اعلان کیا۔ انہوں نے انگلینڈ کا دورہ کیا اور مشاورت کے بعد انہوں نے نئے سیاسی اقدامات پیش کیے:

1. ہندوستانی رہنماؤں کے تعاون سے خود حکومت۔
2. موسم سرما میں نئے انتخابات.
3. صوبوں میں صوبائی حکومتوں
4. آئینی اسمبلی بلائی جائے۔ آئین سازی کی بنیاد کو طے کرنا تھا۔
5. ایگزیکٹو کونسل کا قیام عمل میں لایا جائے۔ اس میں بڑی جماعتوں کی نمائندگی ہوگی۔

انتخابات :

ایم ایل کا مؤقف بالکل واضح تھا یعنی ایم ایل مسلمانوں کا واحد نمائندہ ہے اور پاکستان اس کا حتمی مقصد ہے۔
ایم ایل نے ان مقامات کیلئے بڑے پیمانے پر مہم کا آغاز کیا۔ اسلامی نعرے بڑے پیمانے پر مقبول ہوئے۔ اس طرح سے ، قیام پاکستان کے لئے جدوجہد کو اسلام کی بنیاد پر ہی کارفرما کیا گیا تھا۔ سیاسی مہم کے دوران طلباء کا کردار بھی نمایاں تھا۔ دوسری طرف ، کانگریس نے ہندو قوم کے سامنے غیر منقسم ہندوستان کی شکل میں انگریز سے آزادی کا نعرہ لگایا۔ انہوں نے اعلان کیا کہ ان کا موقف سب کے لئے ہے

ہندوستانی برادری۔

تمام 30 جیت گئے دسمبر 1945 میں مرکزی مقننہ کے انتخابات ہوئے اور ایم ایل
مسلم نشستیں۔ کانگریس نے 57 نشستوں پر کامیابی حاصل کی۔

صوبائی انتخابات : فروری 1946

صوبائی انتخابات میں ، ایم ایل نے زیادہ تر مسلم نشستوں پر کامیابی حاصل کی۔

پنجاب: مسلم نشستوں میں سے 86 نشستیں

بنگال مسلم نشستوں میں سے 113 سیٹیں

سندھ مسلم سیٹوں میں سے 35 میں سے 28

صوبہ سرحد مسلم نشستوں میں سے 38 میں سے 17

ایم ایل نے مسلم اقلیتی صوبوں میں بھی متاثر کن کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ ایم ایل نے سندھ میں اپنی وزارت ، صوبہ سرحد میں خدائی خدمتگتگر (ڈاکٹر خان) ، بنگال میں ایم ایل کی مخلوط حکومت ، اور پنجاب میں یونین کے (20) اکالیوں اور کانگریس (خضر حیات ٹیوانہ) کی تشکیل کی۔

کابینہ مشن : مارچ 1946

برطانوی لیبر حکومت نے کچھ قابل قبول آئینی تصفیہ تشکیل دینے کے لئے ایک مشن بھیجا۔ سر پیتھک لارنس ، اسٹافورڈ کرپس اور اے وی الیگزینڈر نے گورنرز ، ایگزیکٹو کونسل کے ممبران اور پھر ہندوستانی سیاسی رہنماؤں سے مختلف تجاویز پر تبادلہ خیال کیا۔ کانگریس کے صدر کی حیثیت سے مولانا آزاد نے وفاقی حکومت کے قیام پر زور دیا اور جناح نے دو قومی نظریہ کو عالمی حقیقت کے طور پر دہرایا۔ 19 اپریل 1946 کو ، تمام نو منتخب مسلم ارکان نے دہلی کنونشن میں متحدہ ہندوستان کے ہندو خواب کو چکنا چور کرنے کا عہد کیا۔ دوسری سملہ کانفرنس (15 مئی 1946) میں ایم ایل نے دو قانون ساز اسمبلیوں کی خواہش کا اظہار کیا جبکہ ایم ایل مخالف سیاسی جماعتیں مضبوط مرکز کی حامی رہی۔

کابینہ مشن کی سفارشات : مئی 1946

1. ہندوستانی یونین جس میں برطانوی ہندوستان اور ریاستیں شامل ہیں۔
2. خارجہ امور ، دفاع ، مواصلات ، ٹیکس لگانے سے نمٹنے کا مرکز۔
3. باقی مضامین صوبوں کے ساتھ۔

There . یہاں ایک مقننہ اور ایگزیکٹو ہوگا جس میں صوبوں اور ریاستوں کے نمائندے ہوں گے۔

commun. اگر دونوں برادریوں کی اکثریت موجود نہ ہو اور اس کے حق میں ووٹ ڈالے تو اجتماعی امور کے بارے میں کوئی قانون سازی نہیں کی جائے گی۔

6. صوبوں کو تین گروہوں میں تقسیم کیا جائے گا:

ج: ہندو اکثریتی صوبوں جیسے یوپی ، سی پی ، مدراس ، بمبئی ، بہار ، اڑیسہ۔

بی: صوبہ سرحد میں مسلم اکثریتی صوبوں جیسے پنجاب ، صوبہ سرحد ، بلوچستان اور سندھ۔

سی: بنگال اور آسام۔

ہر گروپ فیصلہ کرسکتا ہے کہ مشترکہ طور پر کیا انتظام کیا جائے اور خود صوبوں کے ذریعہ کیا انتظام کیا جائے۔
وہ فیصلہ کرسکتے ہیں کہ آیا یہ گروپ آئین سازی کا خواہاں ہے۔

7. دس سال کے بعد، اس کی مقننہ کا ایک ووٹ سے ایک صوبہ یونین کے ساتھ تعلقات کا جائزہ لینے کے لئے پوچھ سکتے ہیں. اس کا مطلب یہ نکلا کہ کوئی گروہ یا صوبہ ہندوستانی یونین چھوڑ سکتا ہے۔
8. نشستیں ہونا CA صوبائی اسمبلیوں کے منتخب ممبروں کے ذریعہ منتخب ہونے والا ۔

صوبوں میں آبادی کی بنیاد پر جنرل ، مسلم اور سکھ کو تین اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔
علیحدہ ووٹر۔

9. عبوری حکومت قائم کی جائے۔

مسلم لیگ کا رد عمل :

مسلم لیگ نے پاکستان کے مطالبے کا اعادہ کیا۔ اس نے دو وجوہات کی بناء پر اس منصوبے کو قبول کیا: پاکستان کی بنیاد اور بنیاد لازمی گروپ بندی میں تھی اور اس پر نظرثانی کے لئے مطالبہ کرنے کا حق تھا۔

: کانگریس کا رد عمل

کانگریس گروپ بندی اور آئینی تعلقات پر نظر ثانی کے مطالبے کے حق پر تنقید تھی۔ اس نے سی اے کے لئے انتخابات لڑنے پر اتفاق کیا لیکن کابینہ کے منصوبے کی تجاویز کے پابند ہونے سے انکار کردیا۔ کانگریس کا غیر منضبط موقف یہ تھا کہ وہ 'تجویز میں کوئی تبدیلی کرنے کے لئے آزاد ہیں۔' یقینی طور پر ایم ایل کانگریس کے ارادوں سے گھبرا گیا تھا۔

: عبوری حکومت

عبوری حکومت میں نمائندگی اس سوال پر متنازعہ ہوگئی کہ مسلمانوں کا نمائندہ کون نامزد کرے گا۔ حکومت پر دباؤ ڈالنے کے لئے ، کانگریس نے عبوری حکومت میں شامل ہونے سے انکار کردیا اور انگریزوں نے اس کو ملتوی کردیا۔ ایم ایل برطانوی طرز عمل سے مایوس ہوا اور اس نے کابینہ مشن پلان کی منظوری پر نظرثانی کرنے کا فیصلہ کیا۔

براہ راست ایکشن ڈے: 16 اگست 1946

ایم ایل کی بروقت سخت سیاسی حکمت عملی سے کانگریس انگریز کے ساتھ میز پر آگئی۔ عبوری حکومت 2 ستمبر 1946 کو نہرو کے تحت تشکیل دی گئی اور ایم ایل دور رہا۔ وہ اس میں 25 اکتوبر 1946 کو شامل ہوئے:

لیاقت علی خان

سردار عبدرب رب نشتر راجہ

غضنفر علی

چندرگر II

جے این منڈل

مسلم ہندو اختلافات کی وجہ سے عبوری حکومت کے ہموار طریقے سے چلانے کے متعدد مسائل تھے ۔

: آئین ساز اسمبلی

CA جولائی 1946 میں صوبائی اسمبلیوں کے ذریعہ) کا انتخاب ہوا۔ ایم ایل نے Muslim دستور ساز اسمبلی) کے سوا تمام مسلم نشستوں پر کامیابی حاصل کی جبکہ کانگریس نے 9 کے علاوہ تمام عام نشستوں پر کامیابی حاصل کی۔ پہلا اجلاس 9 دسمبر 1946 کو ہوا تھا اور ایم ایل نے اس کا بائیکاٹ کیا تھا کیوں کہ کانگریس متحدہ ہندوستان کے لئے آئین تشکیل دینا چاہتا تھا۔ ایم ایل نے دو حلقہ اسمبلیوں کا مطالبہ کیا اور پاکستان کے مطالبہ پر اپنی سختی کا مظاہرہ کیا۔ 1946 کے آخر تک ، یہ واضح ہو گیا تھا کہ متحدہ ہندوستان کے لئے ایک آئین پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

کابینہ مشن پلان نے ایک ڈھیلے وفاق کا امکان پیش کیا جس کے ساتھ ہی مسلمانوں کو دس سال بعد الگ ہونے کا آپشن مل سکے گا۔

شہری نافرمانی کی تحریکیں :

ایم ایل نے پہلی بار احتجاج کے ذریعہ سیاسی صورتحال کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ کانگریس ان خطوط پر کام کرتی رہی تھی لیکن مسلم قائدین سیاست کو شریف آدمی کا کھیل سمجھتے تھے۔ اب جب برطانوی حکومت نے مسلمانوں کو آئینی اور اخلاقی پوزیشن سے نکالنے کے لئے ہاتھ ملایا تو انہوں نے 'ڈائریکٹ ایکشن' شروع کرنے کا فیصلہ کیا۔ ایم ایل نے کابینہ کے مشن پلان کو مسترد کرتے ہوئے اپنے فیصلے پر نظر ثانی کی۔ براہ راست ایکشن ڈے (16 اگست 1946) مسلمانوں کے ساتھ ناانصافی کی برطانوی پالیسی کے خلاف احتجاج تھا۔ ہندو حملوں نے مظاہروں کا رخ بدلا اور بڑی تعداد میں جانی نقصان ہوا۔ کلکتہ کے قتل عام نے لارڈ واویل کو ایم ایل کانگریس کو کسی حد تک آباد کرنے پر راضی کردیا۔

واویل نے نہرو اور گاندھی کو ایم ایل کو مربوط کرنے کے لئے تیار کرنے کی کوشش کی۔ یہ کرنا ضروری تھا کیونکہ مسلم لیگ (95٪ نشستوں) نے قانون ساز اسمبلی میں شامل ہونے سے انکار کردیا۔ کانگریس نے حکومت کی طرف سے بھی ہر ممکن پیش کش کو مسترد کردیا۔ چرچل نے کلکتہ فسادات پر لیبر حکومت کو دھکیل دیا اور وائسرائے نے جناح سے عبوری حکومت میں شامل ہونے کی درخواست کی جسے جناح نے قبول کرلیا۔ 25 اکتوبر 1946 کو ایگزیکٹو کونسل کے ممبروں کو حتمی شکل دی گئی۔

پنجاب :

ایم ایل نے پنجاب میں 86 میں سے 79 نشستیں حاصل کیں لیکن خضر حیات ٹیوانہ نے ہندو اور سکھ ممبران (یونینسٹ) کی مدد سے اپنی حکومت تشکیل دی۔ ایم ایل نے اس سازش کا مقابلہ کیا اور لوگوں کی خواہش کو بحال کرنے کے لئے احتجاج کیا (فروری 1947)۔ حکومت پنجاب نے صورتحال کے ساتھ ظالمانہ طریقے سے نمٹا۔ یہاں مسلم خواتین نے ایم ایل جدوجہد میں بہت نمایاں کردار ادا کیا۔ خضر حکومت نے استعفیٰ دے دیا اور 2 مارچ 1947 کو گورنر راج نافذ کردیا گیا۔

آسام :

مولانا بھاشانی نے مسلم کسانوں کے انخلا کے خلاف تحریک چلائی۔

فروری 1947 کا اعلان 20 :

جون 1948 تک وزیر اعظم اٹلی نے اعلان کیا ، تمام طاقت نمائندوں کو دی جائے گی۔ اگر کوئی آئین تشکیل نہیں دیا گیا تو ، برطانوی حکومت سوچے گی کہ کیا یہ اختیارات صوبائی حکومتوں کو دیئے جائیں گے۔ کچھ علاقوں میں یا کوئی دوسرا متبادل جو ہندوستانیوں کے مفاد میں ہے۔ ماؤنٹ بیٹن کو ہندوستان کا نیا وائسرائے مقرر کیا گیا۔

بطور وائسرائے ماؤنٹ بیٹن :

ماؤنٹ بیٹن 22 مارچ 1947 کو دہلی پہنچے۔ ان کی تقرری کا بنیادی مقصد برطانوی حکومت کو ختم کرنا تھا۔ انہوں نے بھارتی رہنماؤں کے ساتھ بات چیت کا اہتمام کیا۔ پھر اس نے نئے منصوبے پر تبادلہ خیال کے لئے انگلینڈ کا دورہ کیا۔

تیسرا جون کا منصوبہ :

- انگریز کوئی آئین نافذ نہیں کریں گے لیکن دستور ساز اسمبلی آئین وضع کرے گی۔
- آئین علاقوں اسے قبول نہیں کرتے کہ پر عائد نہیں کی جائے گی۔ اگر وہ الگ سی اے (دستور ساز اسمبلی) قائم کرنا چاہتے ہیں تو ان سے رائے لی جائے گی۔
- پنجاب اور بنگال اسمبلیاں دو حصوں میں ملیں گی ، مسلم اکثریتی علاقوں اور دیگر اضلاع سے تعلق رکھنے والے ممبران علیحدہ علیحدہ سے یہ فیصلہ کریں گے کہ صوبے کو تقسیم کیا گیا ہے۔
- میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ CA اگر کوئی حصہ تقسیم کا فیصلہ کرتا ہے تو ، ہر گروپ فیصلہ کرے گا کہ وہ کس
- سندھ اسمبلی دونوں طرف سے شامل ہونے کے بارے میں فیصلہ کرے گی۔

- صوبہ سرحد میں ریفرنڈم
- بلوچستان: مناسب طریقہ
- پنجاب اور بنگال کے باؤنڈری کمیشن
- رکھنے کے لئے فیصلہ کرنے کے لئے ریاستوں contiguity شاہی خود پیش نظر ان کی جغرافیائی.

ہندوستانی آزادی ایکٹ جولائی 1947 :

جون کے منصوبے کو قانونی شکل دینے کے لئے ، ہندوستانی آزادی ایکٹ (جولائی 1947) نافذ کیا گیا تھا۔ 3

- اگست 15، 1947 دو آزاد بادشاہی ریاستیں
- ان کے مقننہوں کو متعلقہ ریاستوں کے لئے قانون بنانے کے تمام اختیارات حاصل ہوں گے۔
- گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ، 1935 ، عبوری آئین بننا جس کے تحت ہندوستانی آزادی ایکٹ 1947 کی وجہ سے تبدیلیوں کا سامنا کرنا پڑا۔
- گورنر جنرل 31 مارچ 1948 تک عبوری آئین میں ترمیم کرسکتے ہیں۔
- برطانوی اور ریاستوں کے درمیان تمام انتظامات کو ختم کرنے کے لئے آنے کے لئے اور وہ نئی ریاستوں کے ساتھ نئے انتظامات پڑے گا.
- برطانوی بادشاہ اب ہندوستان کے شاہ کا لقب استعمال نہیں کریں گے

تقسیم عمل :

پنجاب
.میں شمولیت کے حق میں تھے۔ غیر مسلموں پارٹیشن اور بھارت میں شامل ہونے کے حق میں ووٹ دیا CA مسلم ارکان نئے
بنگال
مسلمان نئے سی اے میں شمولیت کے حق میں تھے جبکہ غیر مسلموں نے تقسیم ہند اور ہندوستان میں شمولیت کے حامی ہیں۔
سندھ
اسمبلی نے پاکستان میں شمولیت کے لئے ووٹ دیا۔
صوبہ سرحد
ریفرنڈم نے فیصلہ پاکستان کے حق میں کیا جبکہ ڈاکٹر خان کی حکومت۔ اس کے بائیکاٹ کیا جب یہ واضح ہو گیا کہ یہ ہار جائے گی۔
بلوچستان
شاہی جرگہ اور کوئٹہ میونسپل کمیٹی کے غیر سرکاری ممبروں نے پاکستان کا انتخاب کیا۔
سلہٹ
پاکستان میں شمولیت کے لئے مشرقی بنگال میں شمولیت کے لئے ریفرنڈم ہوا۔

گورنر جنرل کا مسئلہ :

ماؤنٹ بیٹن ہندوستان اور پاکستان کا مشترکہ جی جی (گورنر جنرل) بننا چاہتا تھا جبکہ ایم ایل نے جناح کو جولائی میں پاکستان کا پہلا گورنر جنرل مقرر کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

بجلی کی منتقلی :

تخسوچت جنجاتی کے دستور ساز اسمبلی کا اجلاس 11 اگست 1947 کو منعقد کیا گیا تھا اور اگست 14. ریڈیو 1 گورنر جنرل) اور ش (وزیراعظم) کے لئے تقریب لینے اگست حلف) GG اعلان پر تقریبات آدھی رات کو بنایا گیا تھا 14-15 کو منعقد کیا گیا تھا 15 اگست 1947۔

اگست کو حدود کا تعین 17 :

باؤنڈریز کمیشن ایوارڈ نے گورداس پور ، تحصیل زیرا وغیرہ جیسے کچھ علاقوں کے بارے میں متنازعہ فیصلوں کا اعلان کیا ، لیکن ایم ایل نے اسے احتجاج کے ساتھ قبول کرلیا۔

لیکچر 14
پاک 301

برطانوی ہندوستان میں آئینی ترقی

ہندوستان میں برطانوی حکومت کے ذریعہ درج ذیل کارروائیوں کا آغاز کیا گیا۔
انڈین کونسلز ایکٹ ، 1861
انڈین کونسلز ایکٹ ، 1892
گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ، 1909
گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ، 1919
گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ، 1935

ایسٹ انڈیا کمپنی کے حکمرانی کا خاتمہ :

اگست ، 1858 کو برطانوی پارلیمنٹ نے ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہندوستان پر مکمل طور پر قبضہ کرنے کے لئے ایک 2 قانون پاس کیا۔ ہندوستان کے سکریٹری برائے عہدے کا عہدہ کابینہ کے ذریعہ بنایا گیا تھا۔ سکریٹری برائے ریاست ہند کو ہندوستان کی حکومت اور محصولات کے بارے میں بااختیار بنایا گیا تھا۔

یکم نومبر ، سن 1858 کو ملکہ وکٹوریہ نے برطانوی ولی عہد کے ذریعہ ہندوستان پر قابو پانے کے لئے ایک اعلامیہ جاری کیا۔ لارڈ کیننگ ، گورنر جنرل ہند کو "وائسرائے" کا خطاب دیا گیا۔ وہ عہدے پر رہے لیکن کمپنی کے نمائندے کی حیثیت سے نہیں بلکہ برطانوی ولی عہد کا براہ راست نمائندہ۔ مزید یہ کہ کمپنی کی فوجیں برطانوی کنٹرول میں آ گئیں۔

انڈین کونسل ایکٹ ، 1861

یہ قانون ہندوستان میں برطانوی حکومت کی طرف سے پہلا قانون سازی تھا۔ اس سے قبل ایسٹ انڈیا کمپنی کے ذریعہ قوانین نافذ کیے گئے تھے۔
:اس ایکٹ کے مطابق
ایگزیکٹو کونسل کے کسی بھی ممبر کو گورنر جنرل خصوصی کام تفویض کرسکتے ہیں۔ اہم امور پر گورنر جنرل سے تبادلہ خیال کیا جانا تھا۔ کچھ اہم مضامین براہ راست وائسرائے ، جیسے محکمہ خارجہ کے تحت رکھے گئے تھے۔
کونسل کی ممبرشپ بڑھا دی گئی: 6 تا 12۔ ان میں سے نصف غیر سرکاری ہونا تھا ، دو سال کے لئے نامزد کیا گیا تھا۔
کونسل کے پاس محدود قانون سازی کے اختیارات تھے۔
مدراس اور بمبئی کونسلوں میں گورنر جنرل (جی جی) اور گورنر کی منظوری درکار تھی۔ اس ایکٹ نے نامزدگی کے ذریعہ ہندوستان کی نمائندگی کی۔

کا انڈین کونسل ایکٹ 1892

:اس عمل سے

قانون ساز کونسل کے سائز میں اضافہ ہوا۔
سنٹرل لیجسلیٹو کونسل میں ممبرشپ بڑھا دی گئی: 10 سے 16 ممبران۔
صوبائی سطح پر نمائندگی بڑھا دی گئی۔ مدراس اور بمبئی میں 8 سے 12 ، بنگال کو 12 سے 20 تک۔ مقننہ کو محدود اختیارات دیئے گئے۔ سوالات پوچھے جا سکتے تھے۔
خصوصی مفادات کے ذریعے برائے نام انتخابی انتخابات کی اجازت تھی۔ جی جی اور برطانوی حکومت نے یہ تقرریاں کیں۔

(گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ، 1909 (منٹو-مورلی اصلاحات

یہ عمل ہندوستانیوں کو حکومت میں زیادہ نمائندگی دلانے کی طرف ایک اور قدم تھا۔ یہ ایکٹ فراہم
قانون ساز کونسلوں کی توسیع وسطی: 60 تک اضافی
ممبر لیکن سرکاری اکثریت وہیں رہی۔ صوبائی: مختلف
صوبوں میں سائز مختلف ہے۔ بمبئی ، مدراس ، بنگال ،
یوپی: 50 غیر سرکاری اکثریت

تمام ممبر منتخب نہیں ہوئے تھے۔
کونسلوں کے اختیارات میں اضافہ کیا گیا۔ ابھی

بجٹ پر تبادلہ خیال کیا جاسکتا ہے۔ ممبروں کو قراردادیں پیش کرنے اور سوالات پیش کرنے کی اجازت دی گئی۔
ممبئی ، مدراس اور بنگال اور لیفٹیننٹ گورنر صوبوں کے لئے ایگزیکٹو کونسلز تشکیل دی گئیں۔ انتخابات یونیورسٹی
سینیٹ ، ڈسٹرکٹ بورڈز ، میونسپل کمیٹیوں ، زمینداروں ، اور چیمبر آف کامرس کے پاس ہونا تھے۔
اقلیتوں کے لئے علیحدہ ووٹر ووٹر قبول کیا گیا۔

(گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ، 1919 (مونٹاگو-چیلمسفورڈ ریفارمز

کے درمیان ہونے والی کچھ اہم پیشرفتوں کے پس منظر میں ، جیسے پہلی جنگ عظیم- 1914- 1918 ، 1909-1919
تحریک خلافت کے دوران سیاسی سرگرمی ، مسلم لیگ کے مقاصد میں تبدیلی ، لکھنؤ معاہدہ 1916 وغیرہ ، برطانوی
حکومت نے اعلان کیا کہ ہندوستانیوں کو بتدریج شامل کیا جانا۔ حکومت کی تمام شاخوں میں کیا جائے گا۔ ذمہ دار حکومت
کا بتدریج تعارف کرایا جائے گا۔ ہندوستانی فوج کو کمیشن کے عہدے دیئے جائیں گے۔
مسٹر مونٹاگو ، سکریٹری خارجہ نے نومبر 1917 سے اپریل 1918 تک ہندوستان کا دورہ کیا اور وائسرائے لارڈ چیلم فورڈ
اور ہندوستانی سیاسی رہنماؤں سے آئینی امور پر تبادلہ خیال کیا۔ نتیجہ ہندوستان حکومت ایکٹ 1919 تھا۔

نمایاں خصوصیات ، حکومت ہند ایکٹ 1919

اس ایکٹ نے مرکز میں ایک دو عددی مقننہ فراہم کیا ، جس میں دو ایوان تھے۔
ایک کونسل آف اسٹیٹ تھی جس کی ممبر شپ 60 تھی ، جس میں سے 34 کا انتخاب ہونا تھا اور 26 نامزد آفیشل اور غیر
سرکاری ممبر تھے۔ کونسل کی میعاد 5 سال مقرر کی گئی تھی۔ قانون ساز اسمبلی میں 145 ممبران پر مشتمل تھا ، جن میں
سے 105 منتخب ہوئے تھے اور بقیہ نامزد ہوں گے۔
براہ راست انتخابات املاک ، ٹیکس کی ادائیگی ، قانون ساز کونسلوں کا سابقہ تجربہ ، یونیورسٹی سینیٹ ، ضلعی
کونسلوں وغیرہ کی بنیاد پر محدود حق رائے دہی کے ساتھ متعارف کرایا گیا تھا۔ اقلیتوں کے لئے الگ الگ انتخابی
حلقے۔
قانون سازی کے محدود اختیارات قانون سازی کو تفویض کیے گئے تھے لیکن کچھ زمروں کے لئے پہلے سے اجازت کی
ضرورت تھی۔ اس کا دفاع ، خارجہ پالیسی ، بجٹ وغیرہ پر کوئی کنٹرول نہیں تھا۔ مقننہ اسمبلی گرانٹ سے انکار کر
سکتی ہے لیکن جی جی ان کو بحال کرسکتی ہے۔
سوالات ، قراردادیں ، اجتماعی تحریکوں کی اجازت تھی۔
جی جی نامزد ایگزیکٹو کونسل کے ساتھ تمام ایگزیکٹو ، قانون ساز طاقتوں کے ساتھ ایک طاقتور آفس رہا۔
ایکٹ میں مضامین کی دو فہرستیں دی گئیں ، ایک وسطی اور دوسرا صوبائی تھا۔ مرکز کے پاس غالب آور اختیارات تھے۔

صوبائی قانون ساز کونسلیں

ممبرشپ بڑھ گئی۔ 70 فیصد منتخب ہوئے۔ ان کے پاس محدود اختیارات تھے۔ وہ بجٹ کو مسترد کرسکتے ہیں لیکن جی
جی اسے بحال کرسکتے ہیں۔

صوبوں میں جارحیت کا نظام

اس ایکٹ کے تحت صوبوں میں تحقیق کا نظام پیش کیا گیا۔ نئے انتظامات کے مطابق مضامین کو دو قسموں میں
تقسیم کیا گیا تھا ، یعنی مضامین اور منتقلی مضامین۔ محفوظ مضامین میں عدلیہ ، نہر ، اراضی کی محصول ،
فنانس ، پریس ، بجلی وغیرہ شامل تھے۔
منتقلی مضامین میں مقامی حکومت شامل تھی۔ تعلیم ، صحت عامہ۔ تنازعہ کی صورت میں ، اگر کوئی چیز مختص یا
تبادلہ شدہ فریق سے تعلق رکھتی ہے تو ، حتمی فیصلہ کرنے کا گورنر مستحق تھا۔
صوبائی سطح پر محدود ذمہ دار حکومت متعارف کروائی گئی۔ نظام نظام پیچیدہ تھا۔
منتخب اور نامزد ممبران کے مابین جاری کشمکش نے انتظامیہ کے ٹوٹنے کا خدشہ پیدا کردیا۔ جی جی کا کلیدی محکموں پر
کنٹرول تھا۔ قانون سازوں میں انتخابی عناصر مضبوط ہوگئے۔

گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ، 1935

یہ ہندوستان میں برطانوی حکومت کے ذریعہ پیش کیا جانے والا سب سے اہم اور جامع قانون تھا۔ اس کو آہستہ آہستہ سائمن کمیشن ، گول میز کانفرنسوں ، وائٹ پیپر (1933) اور جے ایس سی کے ساتھ شروع کرتے ہوئے تشکیل دیا گیا تھا ، یہ جولائی 1935 میں پارلیمنٹ کے ذریعہ منظور کی گئی ایک طویل دستاویز تھی اور اگست 1935 میں اسے شاہی منظوری مل گئی۔

نمایاں خصوصیات

اس نے ایک وفاقی نظام فراہم کیا جس میں ایک مرکز ، 11 گورنر صوبے ، 6 چیف کمشنر صوبے اور ریاستیں جو اس میں شامل ہونے کو تیار ہیں۔
مضامین کی تین فہرستیں ایک طاقتور مرکز کے ساتھ دی گئیں۔ وفاقی فہرست میں دفاع ، ڈاک خانے ، خارجہ امور ، رابطہ اور مواصلات تھے۔ صوبائی فہرست میں تعلیم ، پولیس ، مقامی خود حکومت ، انصاف ، زراعت ، عوامی خدمت ، ماہی گیری اور جنگلات شامل تھے۔ ہم آہنگی کی فہرست میں فوجداری قانون ، شہری شادی ، طلاق ، رجسٹریشن ، دیوالیہ پن ، فیکٹریاں اور جانشینی شامل ہیں۔

مرکزی مقننہ کے دو مکانات :

میں. کونسل آف اسٹیٹ میں 260 ممبر شامل ہیں ، جن میں سے 156 برطانوی صوبوں اور 104 ہندوستانی ریاستوں سے تھے۔
انتخابات کا طریقہ بالواسطہ تھا۔ فرقہ وارانہ نمائندگی بھی حاصل کی گئی۔
ii. وفاقی اسمبلی میں ایوان زیریں میں 375 ممبران شامل تھے۔ جن میں سے 250 نے برطانوی صوبوں اور 125 ہندوستانی ریاستوں سے نمائندگی کی۔
ان کا انتخاب صوبائی مقننہوں نے علیحدہ ووٹر کے اصول پر کیا۔ ریاستوں کو اپنے ممبروں کو نامزد کرنا تھا۔
:مقننہ کو محدود اختیارات دیئے گئے تھے
بجٹ کا 80 فیصد ان کے ووٹوں سے بالاتر تھا۔
وہ دو فہرستوں کے لئے قانون سازی کرسکتے ہیں لیکن جی جی برطانوی حکومت کے غور کے لئے اس بل کو مسترد یا مسترد کرسکتے ہیں۔
اس آئین نے ایک طاقتور جی جی فراہم کیا: ایگزیکٹو چیف کے پاس اختیارات ہیں
- مشورے پر عمل کریں ==
- آزاد فیصلہ ==
- صوابدید ==
- ہنگامی طاقتیں ==
- آرڈیننس ==
- صوبوں پر براہ راست حکمرانی کا اختیار ==

صوبائی حکومتیں :

گورنرز مرکز میں جی جی جیسی طاقتوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔
- صوبوں میں جارحیت ختم کردی گئی۔ ==
- ذمہ دار حکومت تشکیل دی گئی۔ ==
- صوبائی مقننہیں یکسانیت نہیں۔ ایکٹ کے تحت چھ صوبوں میں اور دو صوبوں میں یکمل جمہوری قانون سازی کے لئے قانون فراہم کیا گیا ہے۔ ==
- Rs. فرنچائز میں توسیع کی گئی لیکن اس کے باوجود اراضی کی آمدنی کی بنیاد پر محدود ہے۔ 5 ، غیر منتقلی املاک ==

تعلیم: پرائمری۔ ، 60
11. ایکٹ کے تحت فیڈرل کورٹ اور ہائی کورٹس تشکیل دی گئیں۔
12. برما کو ہندوستان سے الگ کیا گیا تھا۔
13 سندھ کو بمبئی سے الگ کیا گیا تھا۔

تبصرے :

- ایکٹ کا وفاقی حصہ متعارف نہیں کرایا گیا تھا۔ ==
- صوبائی حصہ 1937 میں متعارف کرایا گیا۔ ==
- صوبائی خود مختاری فراہم کی گئی تھی۔ ==
- صوبوں میں منتخب حکومتیں تشکیل دی گئیں ==
- ایک مضبوط سنٹر برقرار تھا۔ ==
- اس ایکٹ نے ووٹروں کی توسیع کردی۔ ==
- اس ایکٹ کے تحت ہندوستانی حکومت کا دفاع پر کوئی کنٹرول نہیں تھا۔ ==
- ہندوستانی مقننہ اس میں ترمیم نہیں کرسکا۔ ==
- وفاقی مقننہ بالواسطہ منتخب ==

لیکچر 15
پاک 301

نئی ریاست کے مسائل

آزادی کے حصول نے جدوجہد کے ایک مرحلے کا خاتمہ کیا اور ایک قابل عمل ، مستحکم اور خوشحال ریاست کے قیام اور چلانے کے لئے ایک نئے آغاز کا آغاز کیا۔ پاکستان نے اپنی آزاد زندگی کا آغاز نہایت ہی مشکل اور ناگوار حالات میں کیا۔ ابتدائی مرحلے میں پاکستان کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

1. **نئی انتظامیہ**
2. **اثاثوں کی تقسیم**
3. **ریاستوں کی انٹیگریشن**

فرقہ وارانہ فسادات اور مہاجرین کی آمد . Commun
نہر کے پانی اور تجارت کے امور .5

1: نئی انتظامیہ

تربیت یافتہ انسانی طاقت خصوصا سینئر افسران کی کمی کراچی میں وفاقی حکومت کے قیام میں ایک سنگین مسئلہ تھا۔ ان میں سے بیشتر ہندوستان ہجرت کر چکے تھے۔ دفتری جگہ ، سامان اور فرنیچر کی کمی تھی۔ اس نے وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتوں کے مابین براہ راست رابطوں کو پریشان کردیا۔ دوسری طرف ، صوبائی حکومتوں پر دباؤ ڈالا گیا کہ ان مسلم پناہ گزینوں کے مسائل حل کرنے کے لئے مرکز اور صوبوں کے مابین بہت ہی درست روابط کی ضرورت ہے ، جن کو نازک صورتحال کا مقابلہ کرنے کے لئے کھانے ، پینے ، پہننے ، آرام وغیرہ کے لئے کچھ نہیں تھا۔ سرکاری نظام موثر ہونا چاہئے تھا لیکن ان تمام سہولیات کی عدم دستیابی کی وجہ سے انتظامی حکام کو تکلیف دہ پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔

2: اثاثوں کی تقسیم

ریکارڈ اور آلات کی پاکستان منتقلی کے لئے ہندوستانی **حکومت** تعاون نہیں **کررہی** تھی۔ سول انتظامیہ مہاجروں کے دکھ اور پریشانیوں کے خاتمے کے لئے پہاڑی رکاوٹیں پیدا کرنے والے وعدہ کردہ مالی ، فوجی اور دیگر حصص کو نہیں دے رہی تھی۔

مالیاتی اثاثوں

پاکستان کا پورا مالی حصہ منتقل نہیں کیا گیا۔ ابتدا میں 200 ملین روپے کی منتقلی کی گئی جو نوزائیدہ ریاست کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے کافی نہیں تھے۔ ہندوستانی حکومت اس قدر رد عمل کا شکار تھی کہ اس نے پوری کوشش کی کہ نوزائیدہ مسلم ریاست کا دم گھٹنے کے لئے ان فنڈز کو روکنے کی کوشش کی کیونکہ ان کو بے وقوف سے توقع تھی کہ بعد ہی منہدم ہوکر ہندوستان میں شامل ہوجائے گا۔ گاندھی کی *مارن برٹ* (موت تک collapse پاکستان اپنے وجود کے فورا روزہ رکھنے) کی دھمکی تک انہوں نے بقیہ رقوم جاری نہیں کیں۔ اس دباؤ کے تحت 1948 کے اوائل میں مزید فنڈز بھیجے گئے لیکن بعد میں کسی قسط کی ادائیگی نہیں کی گئی۔

ملٹری ڈویژن

جہاں تک انسان کی طاقت کو تقسیم کرنے میں پریشانی کا کوئی بڑا دھچکا نہیں تھا کیونکہ تقسیم تیسرے شخص کے ہاتھ میں نہیں تھی اور مسلمان اپنے خوابوں کی سرزمین ، پاکستان آنے میں آزاد تھے۔ بہرحال ، ان کی شفٹنگ آہستہ اور غیر محفوظ تھی۔ ہتھیاروں ، سازوسامان ، اور اسٹوروں میں پاکستان کے حصہ میں رکاوٹیں تھیں۔ ٹوٹا ہوا اور خراب شدہ سامان بھارت نے بھیجا تھا۔ پاکستان کو کوئی آرڈیننس فیکٹری نہیں ملی۔ مسلح افواج کی تنظیم نو ایک اور سخت کام تھا اور وہاں فوج کا کوئی بھی افسر کرنل کے عہدے تک نہیں تھا۔ تجربہ کار افسران کی کمی نے برطانوی افسروں کو اپنی خدمات جاری رکھنے پر قائل کیا۔ اس سے اس خلا کو پُر کرنے کے لئے فوجی خدمات میں غیر اعلانیہ فروغ میں بھی تیزی آئی۔

3: شاہی ریاستوں کا انضمام

تقسیم ہند کے دہانے پر ہندوستان میں 560 سے زیادہ سلطنتیں تھیں۔ وی پی مینن اور ماؤنٹ بیٹن کی حوصلہ افزائی کی وجہ سے تقریبا 500 500 ریاستیں 15 اگست سے قبل ہندوستان میں شامل ہوگئیں۔ شہزادے تو برطانوی نمائندے کے ہر اشارے کا احترام کرنے پر آمادہ تھے

انہوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ شاہی خاندان (ماؤنٹ بیٹن) کے ممبر کی خواہش ہے۔ ہندو برطانوی سازش ریاستوں کو پاکستان میں شامل ہونے کیلئے بلاک کر دی.

جوناگڑھ

یہ ایک چھوٹی سی ریاست تھی جس میں سمندر کی رسائی 7 لاکھ آبادی اور 3377 میل کے رقبے پر مشتمل تھی۔ حکمران مسلمان تھا جبکہ اس کی اکثریت آبادی ہندو تھی۔ حکمران نے پاکستان جانے کا فیصلہ کیا اور پاکستان نے بھی الحاق کو قبول کرلیا۔ نومبر 1947 میں ، ہندوستانی فوج ریاست میں داخل ہوئی اور اس نے اپنا کنٹرول سنبھال لیا۔ ریفرنڈم نے ہندوستان کی حمایت کی۔

حیدرآباد

یہ جغرافیائی طور پر بڑی اور معاشی طور پر ایک متمول ریاست تھی۔ اس کا حکمران مسلمان تھا اور اکثریت آبادی ہندو تھی۔ اس کو چاروں طرف سے ہندوستان نے گھیر رکھا تھا۔ نظام آزاد رہنا چاہتا تھا۔ ماؤنٹ بیٹن نے اس کی حوصلہ شکنی کی اور **اسٹینڈ اسٹیل معاہدے** پر دستخط کیے ۔ لیکن ہندوستان نے ستمبر 1948 میں اپنے فوجی دستے بھیج کر نظام پر دباؤ بنایا اور یہ دعوی کیا کہ امن و امان کی سنگین صورتحال پیدا ہوگئی ہے۔ ریاست ہندوستان میں مربوط تھی۔

کشمیر

سب سے اہم ریاست کشمیری طور پر پاکستان کے ساتھ منسلک تھی۔ اس کا حکمران ہندو تھا جبکہ آبادی مسلمان تھی۔ آبادی کا رخ پاکستان کی طرف تھا لیکن ہندو حکمران نے ہندوستان میں شامل ہونے کا اعلان کردیا۔ پونچھ کے علاقے میں کشمیری عوام نے حکمران کے خلاف بغاوت کی اور جلد ہی یہ وسیع پیمانے پر پھیل گیا۔ حکمران نے ہندوستان کا تعاون طلب کیا۔ ہندوستان نے الحاق کا مطالبہ کیا۔ 27 اکتوبر 1947 کو ہندوستانی فوجی سری نگر میں اترے۔ عوام نے آزادی کے لئے اپنی جدوجہد جاری رکھی اور ہندوستان نے اقوام متحدہ کی قرار دادوں کے تحت لوگوں کے حوالے سے آخر کار معاملہ طے کرنے کا وعدہ کیا۔

4: فرقہ وارانہ فسادات اور مہاجرین

فرقہ وارانہ فسادات اگست 1946 کے شروع میں ہوا تھا۔ ہندوستانی علاقوں میں مسلمانوں کے قتل نے انہیں ہندوستان چھوڑنے پر مجبور کردیا۔ سکھوں اور ہندوؤں نے مہاجر کارواں اور ٹرینوں پر حملہ کیا۔ مسلمانوں کو مارنے کے لئے منظم گروہ تھے۔ پناہ گزینوں کے مسئلے نے سرحدی علاقوں میں نازک صورتحال پیدا کردی۔ بڑے پیمانے پر ہجرت نے نئی

ریاست کے لئے سنگین معاشی اور انسانیت سوز مسائل پیش کیے۔ فوج سے کہا گیا تھا کہ وہ مہاجروں کے مسئلے سے نمٹنے میں مدد کریں۔

5: نہر کے پانی کا مسئلہ

بھارت اور بھارت میں واقع کچھ نہر کے سروں سے نہریں بہتی ہیں۔ 1948 میں ، ہندوستان نے کچھ نہر کا پانی منقطع کردیا جو مغربی پاکستان میں زراعت کے لئے سنگین خطرہ تھا۔ ہندوستان کا منصوبہ ہے کہ پاکستان کی معیشت کے لئے دریاؤں پر ندیوں پر پانی ذخیرہ کرنے سے صورتحال خراب ہوگئ۔ اس میں مسلم روایتی مسلم رویہ بھی دکھایا گیا ۔ عالمی بینک نے ستمبر 1960 (انڈس واٹر ٹریٹی) میں اس مسئلے کو حل کیا۔

تجارتی مسئلہ اور معیشت

ہندوستان نے 1949 میں اپنی کرنسی کی قدر میں کمی کی لیکن پاکستان نے ایسا کرنے سے انکار کردیا۔ اس نے ایسی تجارت بند کردی جس نے پاکستان کی معیشت کو بری طرح متاثر کیا کیونکہ اس کا انحصار ہندوستان سے تجارت پر تھا۔ پاکستان کو ایک کمزور معیشت اور ناقص صنعتی اساس وراثت میں ملا تھا۔ بھارت کی مدد نہ کرنے والی پالیسی اور کشمیر میں جنگ کی وجہ سے پاکستان کے ابتدائی سال پریشان اور مشکل تھے ۔ اس نے پاکستان کے عالمی نظریہ اور ہندوستان کے ساتھ اس کے تعلقات پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ پاکستان نے اپنی بقا اور سلامتی کیلئے جدوجہد کی۔ بہت سارے ہندوستانیوں اور انگریزوں نے پاکستان کے خاتمے کی پیش گوئی کی تھی۔ ان کا خیال تھا کہ بہت جلد ہی مسلمانوں کو اپنی غلطی کا احساس ہوجائے گا۔ وہ حالات سے مجبور ہوجائیں گے کہ وہ ہندوستان میں شامل ہونے پر واپس جائیں۔ لیکن پاکستان ، اللہ تعالی کے فضل و کرم سے ، اپنے مسائل سے بھی اس چیلنج کا مقابلہ کرنے میں کامیاب رہا۔

لیکچر 16
پاک 301

(مقاصد کی قرارداد (1949

مقاصد کی قرارداد پہلی آئینی دستاویز تھی جو پاکستان میں آئینی پیشرفت کی 'بنیاد' ثابت ہوئی۔ اس نے ارکان اسمبلی کو پیرامیٹرز اور شاندار اصول مہیا کیے۔ اس نے آئین سازی کے عمل کو آسان بنادیا تاکہ ان کے سامنے کچھ خاص مقاصد طے کیے جائیں جو پاکستانی عوام کے لئے قابل قبول ہوں گے جنہوں نے ہندو اکثریتی اکثریت کے تحت بہت کچھ برداشت کیا ۔ اس قرار داد کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اس وقت کے وزیر اعظم لیاقت علی خان نے منتقل کیا تھا اور 12 مارچ 1949 کو اس کی منظوری دی تھی۔

(آئین ساز اسمبلی (1947-54

پہلی دستور ساز اسمبلی ہندوستانی آزادی ایکٹ 1947 کے تحت وجود میں آئی۔ آل انڈیا مسلم لیگ (اے ایم ایل) کے اس دعوے کی تقدیر کا فیصلہ کرنے کے لئے جولائی 1946 میں انتخابات ہوئے تھے کہ یہ ہندوستانی مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے جو علیحدگی کی خواہش رکھتی ہے وطن ، پاکستان۔ پاکستان کا حصہ بننے والے اضلاع کے ممبران کو دستور ساز اسمبلی کا ممبر قرار دیا گیا۔ ایسے ممبروں کی تعداد 69 تھی۔ 1947 کے بعد جب یہ ریاستیں پاکستان میں شامل ہوگئیں اور پھر آبادی میں اضافہ ہوا تو یہ 79 ہو گیا۔ اس وقت اسمبلی میں دو بڑی جماعتیں تھیں ، مسلم لیگ اور کانگریس۔ اس اسمبلی میں دوہری فرائض انجام دینے تھے۔

مقاصد کے حل کی خصوصیات

1. پوری کائنات پر حاکمیت صرف اللہ تعالی ہی کا ہے.
The- اس اختیار کو جو انہوں نے اپنے عوام کے توسط سے ریاست پاکستان کو اپنے مقرر کردہ حدود میں استعمال کرنے کے لئے سونپا ہے ، وہ ایک مقدس امانت ہے۔
Constitution 3. Constitution Constitution Constitution Constitution Constitution Constitution Constitution Constitution Constitution Constitution.....آزاد ریاست ، پاکستان کے لئے تشکیل دیا جائے گا۔
4. ریاست کے لوگوں کے نمائندوں کے ذریعے اس کی طاقت کا استعمال کریں گے.
5. جمہوریت، آزادی، مساوات، رواداری اور سماجی انصاف اسلام کی طرف اعلان کے طور پر کے اصول کو مکمل طور پر منایا جائے گا.
Muslims . مسلمانوں کو اسلام کی تعلیمات اور تقاضوں کے مطابق اپنی زندگی کا اہتمام کرنے کے قابل بنایا جائے جیسا کہ قرآن و سنت میں بیان کیا گیا ہے۔
Min. اقلیتوں کو آزادانہ طور پر اپنے مذاہب کی پیروی اور اس کی پیروی کرنے اور اپنی ثقافتوں کو ترقی دینے کی آزادی حاصل ہے
8. اقلیتوں ، پسماندہ اور افسردہ طبقوں کے جائز مفادات کے تحفظ کے لئے دفعات۔
9. پاکستان ایک فیڈریشن ہوگا جس میں خودمختار یونٹس ہوں گے۔ ریاست کی خودمختاری اور علاقائی سالمیت کا تحفظ کیا جائے گا۔
10 .پاکستان کے عوام کو خوشحال ہونا چاہئے اور اقوام عالم میں ان کا صحیح مقام حاصل کرنا چاہئے اور بین الاقوامی امن و ترقی اور انسانیت کی خوشی میں اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔

وضاحت اور اہمیت

قرارداد نے خدا کی خودمختاری کو ایک مخصوص سیاسی فلسفہ قرار دیا۔ مغربی جمہوریت یہ تصور دیتی ہے کہ لوگوں میں خودمختاری مضمر ہے لیکن خدا کی خودمختاری کا تصور رکھنے کے ساتھ یہ قرارداد اہم ہے۔ اس نے واضح کیا کہ لوگ خدا کے تحفے میں دیئے گئے اختیارات کو استعمال کریں گے تاکہ انہیں اس کی مقرر کردہ حدود میں رہ کر کام کرنا پڑے۔ طاقتوں کا استعمال ایک مقدس اعتماد ہے۔ پاکستانی عوام کے نمائندے اسلامی فریم ورک کی روح کے ساتھ عالمی نظریہ جمہوریت ، آزادی ، مساوات ، رواداری ، اور معاشرتی انصاف کے تحت امور کا انتظام کریں گے۔

قرارداد میں پاکستان کے سومی معاشرے میں اقلیتوں ، پسماندہ اور افسردہ طبقوں کو مناسب احترام اور حقوق دینے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ ان کے حقوق ، مفادات ، مذہب اور ثقافت کا تدارک نہیں کیا گیا۔

یہ ضروری ہے کہ قرارداد نے وفاق کے اکائیوں کو واجبات ، خودمختاری اور علاقائی سالمیت کا وعدہ کیا۔

غیر مسلموں کے اعتراضات

غیر مسلموں کی طرف سے سب سے بڑا اعتراض یہ تھا کہ حکومت مذہب اور سیاست کو ملانے کی کوشش کر رہی ہے جو جمہوریت کی روح کے خلاف ہے۔ غیر مسلموں ، 'اللہ کی بادشاہی' اور اقلیتوں کے حقوق پر اعتراض کیا کہ یہ معاشرے میں عدم مساوات کو فروغ ملے گا کہہ. ان کا یہ بھی خیال تھا کہ جدید وقت کے لئے شریعت کافی نہیں ہے۔ انہوں نے خدشہ ظاہر کیا کہ اس سے مذہبی انتہا پسندوں کو 'مذہبی ریاست' کے قیام کے لئے کام کرنے کی ترغیب ملے گی۔

اہمیت

مقاصد کی قرارداد پاکستان کی آئینی تاریخ کی ایک بنیادی اور بنیادی دستاویز ہے۔ یہ ایک ایسا فریم ورک ہے جو پاکستانی عوام کی بہتر زندگی کے لئے اہداف کے حصول کے لئے میکانزم فراہم کرتا ہے۔ یہ ضروری ہے کہ اس نے آزادی سے قبل کے دور کے ساتھ اپنے روابط کو برقرار رکھنے کے لئے اسلام کی مرکزیت کو اپنا لیا ۔ اے آئی ایم ایل کے رہنما ماڈرنسٹ مسلمان تھے جو راسخ العقیدہ مذہبی ریاست کے حامی نہیں تھے۔ لہذا ، انہوں نے اسلامی قوانین اور بین الاقوامی جمہوری اقدار کی پاسداری کرنے کا درمیانی راستہ منتخب کیا۔ قرارداد اپنی اہمیت کی وجہ سے 'تمام دستور کی پیش کش' رہی۔

لیکچر 17
پاک 301

آئینی امور

دستور حکمرانی اور سیاسی طاقت اور قانونی اختیار کے استعمال کے لئے بنیادی اصولوں اور فریم ورک کا ایک مجموعہ ہے۔ یہ حکومت اور معاشرے کے اندر مختلف اداروں کے مابین طاقت ، تعلقات کی وسعت کو واضح کرتی ہے۔ اس کی عام قوانین پر فوقیت ہے اور اسے عام قوانین کی طرح تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔ حکومت ہند ایکٹ (1935) کو نئی ریاست پاکستان میں تبدیل اور نافذ کیا گیا۔ 1946 کے انتخابات میں منتخب ممبروں نے پہلا دستور ساز اسمبلی بنایا جس کو تکلیف دہ حالات کا سامنا کرنا پڑا۔

اہم مسائل

سب سے پہلے جن حلقوں کو سامنا کرنا پڑا ، ان میں سب سے اہم مسائل تھے:

1. وفاقیت
2. نمائندگی
3. علیحدہ یا مشترکہ انتخابی حلقہ
4. قومی زبان کا مسئلہ
5. پارلیمانی یا صدارتی نظام
6. اسلامی یا سیکولر ریاست

1: وفاقیت

وفاق پر اتفاق رائے ہوا لیکن پھر بھی بہت سارے معاملات طے کرنے تھے۔ سب سے اہم بات یہ تھی کہ پاکستان دو علاقائی حصوں پر مشتمل ہے ، مشرقی پاکستان (زیادہ آبادی والی ، کم علاقہ لیکن انتظامی طور پر ایک یونٹ) اور مغربی پاکستان (انتظامی طور پر 4 یونٹ)۔ فیڈرلزم کا مقصد ریاست یا ملک کے اتحاد کو برقرار رکھنے کے لئے اس قسم کے تنوع کو ایڈجسٹ کرنا ہے۔

بجلی کی تقسیم:

یہ سب سے مشکل سوال تھا کہ اقتدار کو مرکز اور صوبوں کے مابین کیسے تقسیم کیا جائے گا۔ برطانوی حکمرانی کے ورثے نے ایک **مضبوط مرکز کی** روایت دی ۔ لیکن صوبے مزید **خودمختاری اور صوبائی حقوق** کا مطالبہ کر رہے تھے ۔ عبوری دستور اور 1956 میں مضبوط مرکز کی آئینی روایت برقرار رہی۔

2: نمائندگی

وفاقی سطح پر نمائندگی ایک اور متضاد مسئلہ تھا کیونکہ مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان آبادی اور جسامت میں مختلف تھے۔ دوسری طرف پاکستان کے مغربی حصے میں تنوع پایا جاتا تھا۔ مغربی پاکستان کے صوبے بھی آبادی اور سائز میں مختلف تھے۔ یہ سب اپنی نمائندگی اور صوبائی خودمختاری کے لئے حساس تھے۔
یونٹ اور آبادی کی نمائندگی کے لئے ایک معیاری فارمولہ تشکیل دینے کے لئے دستور ساز اسمبلی (سی اے) نے 12 مارچ 1949 کو ایک بنیادی اصول کمیٹی (بی پی سی) تشکیل دی۔ اس کمیٹی کا بنیادی کام آئندہ آئین کے لئے بنیادی اصولوں کا ایک مجموعہ تشکیل دینا تھا۔ پاکستان کا

بی۔پی سی کی۔پہلی۔رپورٹ:

یہ کمیٹی 28 پر اپنی پہلی رپورٹ پیش ویں اس رپورٹ پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کی تجویز پیش کر رہے تھے کے مطابق ستمبر 1950.. ایوان زیریں کا انتخاب عوامی آبادی کی بنیاد پر ہونا تھا اور ایوان بالا کا انتخاب مشرقی بنگال ، مغربی پنجاب ، سندھ ، صوبہ سرحد اور بلوچستان کے تمام صوبوں یعنی برابری کی نمائندگی کی بنیاد پر کیا جانا تھا۔ دونوں ایوانوں کے لئے مساوی طاقتیں تجویز کی گئیں۔ قومی زبان کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ مشرقی بنگال نے اس رپورٹ کی مخالفت کی اور لیاقت علی خان نے اسے واپس لے لیا۔

بی۔پی سی کی دوسری۔رپورٹ:

اس رپورٹ پارلیمان کے دونوں ایوانوں برابر حیثیت اور طاقتوں سے ND پر اس کی حتمی رپورٹ پیش BPC 22 لطف اندوز کرے گا کے مطابق دسمبر 1952.. اس نے مشرقی اور مغربی شعبے کو مساوی نمائندگی کی تجویز پیش کی۔
اس رپورٹ کو پاکستان کے دونوں حصوں میں بھی رد عمل کا سامنا کرنا پڑا۔ مشرقی پاکستان اور پنجاب دونوں میں برابری کے اصول کی تعریف نہیں کی گئی۔

محمد علی بوگرا فارمولا:

محمد علی بوگڑا نے وزیر اعظم کا منصب سنبھالنے کے فورا بعد ہی آئین سازی میں تعطل کے حل کے لئے ایک فارمولا پیش کیا۔ اس فارمولے کے مطابق پاکستان میں دو طرفہ مقننہ ہوگی۔ ایوان بالا میں ہر پانچ یونٹوں میں ایکوئل نمائندگی ہوگی۔ ایوان زیریں میں آبادی کی نمائندگی کی جائے گی۔ اس طرح مشرقی پاکستان کو زیادہ نمائندگی دی گئی۔
دونوں ایوانوں کے مشترکہ اجلاسوں میں دونوں ونگوں کو مساوی طاقت حاصل ہوگی۔

بوگرا فارمولہ پر رد عمل

ملک کے دونوں حصوں میں اس کا خیرمقدم کیا گیا۔ برابری کے اصول اور آبادی کی نمائندگی کو سراہا گیا۔ اس نے اردو اور بنگالی دونوں کو قومی زبان کی تجویز پیش کرکے قومی زبان کے مسئلے کو بھی حل کیا۔

ون یونٹ مغربی پاکستان اکتوبر 1955

مغربی پاکستان کے ایک یونٹ 14 پر قائم کیا گیا تھا ویں اکتوبر 1955. پنجاب، سندھ، سرحد اور بلوچستان کے صوبوں میں ملک کے دو حصوں کے درمیان برابری قائم کرنے کے ایک یونٹ میں ضم کر دیا جائے گا.

3: علیحدہ یا مشترکہ انتخابی حلقہ

میں برطانوی حکومت کے ذریعہ مسلمانوں کے مطالبے پر علیحدہ ووٹر اپنایا گیا تھا۔ لیکن آزادی کے بعد 1909 اقلیتوں نے اس کی حمایت نہیں کی۔ مذہبی عناصر نے میراث کے حصے کے طور پر اس کی تائید کی۔
مشرق: مشترکہ انتخاب کے لئے فیصلہ کیا۔
مغرب: علیحدہ ووٹر۔
قومی اسمبلی کے ذریعہ جوائنٹ ووٹرز کو تمام پاکستان کے لئے منظور کیا گیا۔ :1957

4: قومی زبان کا مسئلہ

آزادی سے پہلے: پورے ہندوستان میں مسلم اشرافیہ نے اردو کو اپنایا۔ 1948 میں جناح نے اعلان کیا کہ اردو قومی زبان ہوگی لیکن صوبے اپنی زبانیں استعمال کرسکتے ہیں۔
مشرقی بنگال میں اردو کے خلاف مخالفت تھی۔ یہ جناح کی موت کے بعد اور زیادہ واضح ہوگیا جب آئین سازی پر تنازعات کھڑے ہوئے تھے۔ فروری 1952 میں مشرقی پاکستان میں زبان کی تحریک کا آغاز ہوا۔
وفاقی حکومت کے بنگالی زبان مخالف رویہ کے بارے میں شکایت تھی۔

میں دو زبانوں کا فارمولا اپنایا گیا۔ 1973 سے علاقائی زبانوں کی ترقی کے لئے اردو کو قومی زبان کے طور 1954 پر بھی اپنایا گیا۔

5: پارلیمانی یا صدارتی

پارلیمانی نظام کے لئے اتفاق رائے ہوا۔ لیکن صدارتی نظام کی محدود مطالبہ تھی۔ 1958 کے فوجی اقتدار میں آنے کے بعد صدارتی نظام کے حامی غالب ہوگئے۔ 1962 کا آئین صدارتی آئین تھا۔

7: اسلامی یا سیکولر ریاست

تحریک پاکستان کے آغاز ہی سے ایک معاہدہ ہوا تھا کہ ریاست کا اسلام کے ساتھ گہرا تعلق ہوگا۔ مسلمانوں نے اسلام اور اس کے ورثے کے حوالے سے اپنی قومی شناخت کی تعریف کی۔ آئین ساز اسمبلی کے کانگریس ممبران ، اور کچھ سیکولرسٹوں کی طرف سے کچھ حزب اختلاف سامنے آیا۔
ایک بروڈ معاہدہ تھا کہ ریاست اپنی شناخت اسلام کے ساتھ کرے گی۔ دستور ساز اسمبلی نے ریاست اور اسلام کے مابین قطعی تعلقات کی وضاحت کرنے میں وقت لیا۔

مقاصد کے حل

جیسا کہ لیکچر 16 میں تبادلہ خیال کیا گیا مقاصد نے پاکستان میں تھیوکریسی کو مسترد کردیا اور آئندہ پاکستان کے آئین کے بنیادی مقاصد کو فراہم کیا۔

جن امور پر توجہ دی جائے گی وہ تھے :

1. منتخب اسمبلی کے لئے قانون سازی کا دائرہ۔
2. جو قوانین اسلامی نوعیت کے بارے میں فیصلہ کریں گے؟ کیا کسی بورڈ آف علماء کو یہ اختیار دیا جانا چاہئے؟
3. خواتین کی پوزیشن ، ووٹ اور کام؟

Relig. مذہبی اقلیتیں؟

آئین ساز اسمبلی اور اس سے باہر بحث و مباحثہ جاری رہا۔ اسلامی سیاسی نظام کے لئے مذہبی عناصر کا ایک فعال مطالبہ تھا۔ اس تناظر میں مختلف فرقوں کے ممتاز علمائے کرام نے آئین کو آئین کو مذہبی بنیاد فراہم کرنے کے لئے مشہور 22

نکات پیش کیے۔

اہم مسئلہ :

قرآن وسنت کی بالادستی کے تصور کو ترجمہ کرنے کے لئے کس قسم کے اداروں اور عمل کو تشکیل دینا ہوگا

- دستور ساز اسمبلی سے درمیان اور ایک جدید نقطہ نظر اپنایا.
- اسلامی اصولوں اور اقدار، گورننس، نمائندگی کے جدید تصور کے روح اور انتظامیہ کو یکجا کردیا گیا۔

جب ہم آئینوں پر تبادلہ خیال کریں گے تو اسلامی دفعات کو عملی جامہ پہنایا جائے گا۔

لیکچر 18
پاک 301

(آئین سازی (1947-56

ملکی معاملات کو سنبھالنے میں آئین ایک بنیادی دستاویز ہے۔ اس میں حکمرانی اور اقتدار کے استعمال کے لئے فریم ورک وضع کیا گیا ہے۔ اس سے وفاق کی اکائیوں کے مابین تعلقات کی راہنمائی ہوتی ہے۔ قانون سازی ہمیشہ اس کی حدود میں ہوتی ہے۔
ہندوستان میں ترمیم شدہ ایکٹ (1935) 1947 میں پاکستان کا عبوری آئین بن گیا۔ دستور سازی کی تشکیل کا کام دستور ساز اسمبلی کو دیا گیا۔ سی اے کا پہلا اجلاس 11 اگست 1947 کو کراچی میں ہوا تھا۔ لیکچر 17 میں ہم نے آئینی امور پر نے نمٹا کرنا تھا ، بنیادی طور پر 6 بڑے امور۔ اب ہم آئین سازی کے مراحل پر تبادلہ خیال کریں CA تبادلہ خیال کیا ہے جن کا گے۔

اس عمل کا آغاز مقاصد کی قرارداد (لیکچر 16) کی منظوری سے ہوا جس میں اسلامی اور جمہوری اقدار کو آئین کام کرنے کے لئے 24 ارکان پر مشتمل بنیادی اصول work کے آئین کی بنیاد کے طور پر اپنایا گیا تھا۔ آئینی اختیارات کے ل کمیٹی (بی پی سی) تشکیل دی گئی تھی۔ وفاقی اور صوبائی اختیارات ، فرنچائز ، عدلیہ ، اور بنیادی حقوق سے متعلق مختلف ذیلی کمیٹیوں نے کام کرنا شروع کیا۔ دینی امور کے بارے میں مشورے لینے کے لئے طلعت اسلامیہ بورڈ بھی تشکیل دیا گیا تھا۔

پہلی۔بی۔پی۔سی۔رپورٹ ، 1950

1: مقاصد کو قرارداد آئین میں بطور ہدایت اصول شامل کیا جائے۔
2: مقننہ : پارلیمنٹ کے دو ایوان۔
بالائی: (باؤس آف یونٹ) یونٹوں کے لئے مساوی نمائندگی
نچلا: (ایوان عوام) آبادی کی بنیاد پر۔ دونوں ایوانوں میں مساوی طاقتیں حاصل ہوں گی۔
3: مشترکہ اجلاس کے ذریعہ صدر مملکت کا انتخاب پانچ سال کے لئے ہوگا (صرف دو شرائط)۔ صدر کے پاس صوابدیدی اور ایمرجنسی ، تقرری اور دیگر اختیارات تھے۔ صدر کسی کے سامنے جوابدہ نہیں تھے ، ہوسکتا ہے کہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم ، وزیر اعظم (وزیر اعظم) اور کابینہ کی مدد کرے گی جو سی اے کو جوابدہ ہوگی۔ پارلیمنٹ 2/3 اکثریت سے ان کا مواخذہ کرسکتی ہے۔ اسے دستور کو منسوخ کرنے کا اختیار دیا گیا تھا۔
4: دونوں ایوانوں کے لئے ذمہ دار کابینہ۔
5: قومی زبان کا کوئی ذکر نہیں

تنقید:

اس رپورٹ پر پورے ملک میں شدید تنقید کی گئی۔ یہ مشرق اور مغرب دونوں پروں کو پورا نہیں کرسکا۔ مذہبی گروہ نے اعتراض کیا کہ اس رپورٹ میں اسلامائزیشن کے بارے میں کچھ نہیں ہے۔ نمائندگی کے سوال پر ، مشرقی پاکستان (ای پی) نے احتجاج کیا کہ رپورٹ کے ذریعہ ان کی اکثریت سے انکار کردیا گیا ہے۔ انہوں نے ریمارکس دیئے کہ انہیں مستقل اقلیت میں ڈال دیا گیا ہے۔ ای پی کی آبادی مغربی پاکستان (ڈبلیو پی) کی نسبت قدرے زیادہ تھی لیکن اسے چھوٹے صوبوں کی حیثیت سے برتاؤ کیا گیا کیونکہ دونوں ایوانوں کو مساوی اختیارات دیئے گئے تھے۔ چنانچہ ڈبلیو پی کا تسلط مشرقی ونگ کے لئے ناقابل برداشت تھا۔

زبان کا مسئلہ قومی یکجہتی کے لئے تخریبی ثابت ہوا۔ مشرقی پاکستانیوں نے اس تجویز کی مذمت کی جس نے اردو کو باضابطہ زبان بنا دیا۔

دوسری۔بی۔پی۔سی۔رپورٹ ، 1952

1. سربراہ مملکت مسلمان ہوگا اور اختیارات میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔
2. مشرق اور مغرب کے پروں کو مساوی نمائندگی:
   UH (60 ، 60 اپر باؤس) LH 200 ، 200
3. مزید طاقتوں ایوان زیریں کو دی گئی تھیں۔ کابینہ کو ایوان زیریں کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا۔

یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ قانون سازی اسلام کے مطابق ہوگی۔ اسلامی اصولوں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کوئی . It قانون نہیں بنایا جائے گا۔

5. پانچ اسلامی علماء کرام کا مشاورتی بورڈ قائم کیا گیا تھا.

6. قومی زبان پر خاموش۔

تنقید :

پنجاب سے آئے ہوئے سیاستدانوں نے اس رپورٹ کی مذمت کی کیونکہ نمائندگی کی بنیاد پر یو ایچ کی تشکیل the خصوصا قابل قبول نہیں تھی۔ اسے فیڈریشن کے اصول کے منافی قرار دیا گیا تھا۔ ڈبلیو پی صرف ایوان بالا کے لئے مساوات کے حق میں ہے۔ سیاسی بحران نے وزیر اعظم ناظم الدین کو ہٹا دیا اور توجہ بنیادی مسئلے سے ہٹ گئی۔

تیسری رپورٹ: محمد علی فارمولہ اکتوبر 1953

ان تجاویز کو تنقید کی روشنی میں تبدیل کیا گیا اور فیصلہ کیا گیا:
اپر ہاؤس: تمام پانچ یونٹوں کے لئے مساوی نمائندگی
ایوان زیریں: مشرقی حصے میں زیادہ نمائندگی
مشترکہ اجلاس کے دوران ، دونوں پروں کی مساوی نمائندگی تھی:

	مشرقی پاک	مغربی پاک
اوپر والا گھر	10	40
ایوان زیریں	165	135
مشترکہ اجلاس	175	175

اکثریت سے فیصلہ کریں لیکن اس میں ہر زون سے 30 فیصد ممبران شامل ہوں۔

تنقید:

اس نے کچھ مشکل عمل کی تجویز پیش کی لیکن زیادہ تر یہ قابل قبول تھا۔ دو زبانیں ، اردو اور بنگالی ، کو سرکاری زبان کے طور پر منظور کیا گیا جس سے قومی اتحاد کو نقصان پہنچا کیونکہ قائداعظم نے اردو کو قومی زبان کی حیثیت سے خواہش کی تھی۔
یہ ضروری ہے کہ فارمولہ کے بعد ، آئین کے مسودے پر کام شروع ہوا کیونکہ تعطل ختم ہوچکا تھا۔

تحلیل CA

اکتوبر 1954 میں ، جی جی (گورنر جنرل) نے سی اے کو تحلیل کردیا جسے مولوی تمیزالدین نے سندھ عدالت میں چیلنج کیا تھا۔ عدالت نے تحلیل کو غیر قانونی قرار دے دیا لیکن فیڈرل کورٹ نے جی جی ایکشن کو برقرار رکھا لیکن منتخب سی اے تشکیل دینے کا کہا۔

دوسرا دستور ساز اسمبلی ، جون جولائی 1955

غلام محمد نے 10 مئی 1955 کو ایک کنونشن طلب کیا۔ اس کے تمام ممبروں کا انتخاب بالواسطہ (صوبائی اسمبلیوں کے ذریعے) ہونا تھا۔ اس طرح میں، 2 CA ND وجود میں آیا.

ون یونٹ اسکیم ، اکتوبر 1955

ڈبلیو پی میں مختلف صوبوں کی موجودگی نے سی اے میں ڈبلیو پی کی نمائندگی کا معاملہ پیچیدہ بنا دیا تھا۔ اسے ڈبلیو پی کے تمام اکائیوں کو ون (یک یونٹ ، 30 اکتوبر 1955) میں جوڑ کر سنبھالا گیا تھا۔ اب دونوں حصے دو اکائی بن چکے تھے اور یکساں خطاب کیا جاسکتا تھا۔

آئین سازی

ون یونٹ اسکیم نے کامیابی کے ساتھ آئین سازی کے کام کو انجام دینے میں مدد کی۔ پچھلے کمیٹیوں نئی اسمبلی بعض ترامیم کے ساتھ، جنوری 9، 1956۔ اس پر سی اے، جنوری 29، ND اپنا کام مکمل کہ مدد کی اور 2 میں پیش رپورٹ 1956 پر منظوری دے دی ہے اور ایک بن چکا تھا اس نے پاکستان کے ساتھ 23. مارچ کو نافذ کیا گیا تھا اسلامی جمہوریہ

لیکچر 19
پاک 301

کا آئین 1956

طویل غور و فکر کے بعد 1956 کا آئین منظور ہوا۔ اس نے عبوری دستور کی جگہ لے لی۔ اس میں 234 مضامین اور 6 شیڈول ہیں۔ اس نے اعلان کیا کہ اس ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہوگا۔

گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ، 1935 اور عبوری دستور کا واضح اثر تھا۔

خصوصیات

1: پارلیمانی نظام

ایگزیکٹو اتھارٹی صدر کے سپرد ہے جس نے وزیر اعظم کے مشورے پر اس کا استعمال کیا سوائے ان امور کے جو ان کی صوابدید تھی۔
صدر کے پاس رسمی فرائض تھے اور وہ محدود اختیارات استعمال کرتے تھے۔
صدر کی عمر 45 سال ، مسلمان اور قومی اسمبلی کے ممبر بننے کے اہل ہوگی۔
وہ قومی اسمبلی (این اے) اور صوبائی اسمبلیوں کے ذریعے منتخب ہونا تھا۔

وزیر اعظم

وزیر اعظم کا تقرر صدر کریں گے۔ صدر انہیں اس وقت تک نہیں ہٹا سکتے جب تک کہ انہیں یہ یقین نہ ہو کہ وزیر اعظم قومی اسمبلی میں اکثریت کی حمایت سے لطف اندوز نہیں ہوں گے۔ صدر اس کا واحد جج ہوگا۔ وہ وزیر اعظم سے اپنی حمایت کا مطالبہ کرسکتے ہیں۔ کابینہ اجتماعی طور پر این اے کی ذمہ دار تھی۔ وزیر اعظم کابینہ کے تعاون سے حکومت کے سربراہ تھے۔

: ون ہاؤس پارلیمنٹ

قومی اسمبلی پارلیمنٹ کا واحد ایوان تھا جس میں رکنیت کی حامل خواتین کے لئے 300 سے زیادہ 10 نشستیں تھیں۔
نمائندگی کے لئے اصول کا برابری منایا گیا۔
عام نشستوں کے لئے براہ راست انتخابات کا طریقہ اپنایا گیا تھا۔ تمام
قانون سازی کے اختیارات کو این اے کے ساتھ آرام دیا گیا۔
صدر بلوں کو واپس ، مسترد یا دستخط کرسکتے ہیں۔
عام اخراجات کے مانیٹری بلوں کے بارے میں این اے کے پاس تمام اختیارات تھے لیکن وہ اکٹھا فنڈ لسٹ پر ووٹ نہیں دے سکے۔ صدر ، ججوں ، فیڈرل سروس کمیشن وغیرہ کی تنخواہوں کو کونسولیڈیٹ فنڈ کے ذریعے ادا کرنا تھا۔
این اے ایگزیکٹو کو کنٹرول کرسکتا تھا۔

2: فیڈرل سسٹم

آئین نے تین فہرستیں فراہم کیں: وفاقی ، صوبائی اور ہم آہنگی۔ وفاق پاکستان میں دو صوبے تھے۔

3: صوبائی ڈھانچہ:

صوبائی سطح پر اسمبلی منتخب ہوئی۔ پارلیمانی نظام گورنر کی برائے نام ہیڈشپٹی کے تحت۔ اصل اختیارات وزرائے اعلیٰ اور ان کی کابینہ کو دیئے گئے تھے۔ مرکز کے پاس کچھ اوور رائیڈنگ طاقتیں تھیں اور کچھ ہنگامی طاقتیں بھی۔ وہ تھے
شق 191: بیرونی یا داخلی وجوہات کی بناء پر سلامتی یا معاشی زندگی کو خطرہ تھا۔
شق 193: صوبوں میں آئینی بحران۔

4: آزاد عدلیہ

مرکز کی سطح پر اعلی عدالت عظمیٰ تھی ، پھر صوبوں اور ماتحت عدالتوں میں ہائی کورٹس قائم کی گئیں۔
اعلی عدالتیں آئین کی ترجمانی کی طاقت رکھتی ہیں۔ وہ حکومتوں کے مابین تنازعات کو سن سکتے ہیں۔ وہ شہریوں کے قانونی حقوق کے محافظ تھے۔

5: بنیادی حقوق

شہری اور سیاسی حقوق پاکستان کے عوام کو دئے گئے تھے لیکن ایمرجنسی کی صورت میں انہیں معطل کیا جاسکتا ہے۔

6: ریاست کی پالیسی کے رہنما اصول

ان اصولوں سے پالیسی سازی کے لئے رہنما اصول موجود تھے۔ مقاصد کے
حل کے اصولوں کو تعی .ن کے طور پر شامل کیا گیا تھا۔ دوسرے
اصولوں میں اسلامی طریقوں ، لوگوں کی فلاح و بہبود ، عدم تفریق ،
اور بنیادی ضروریات کی تکمیل وغیرہ کے ضامن شامل ہیں ۔

7: اسلامی کریکٹر

اس ملک کا نام اسلامی جمہوریہ تھا ، مقاصد کی قرارداد پیش کش تھی۔ دیگر اسلامی شقیں اصول کے اصول تھے۔
اسلامی اصولوں اور تعلیمات کی خلاف ورزی کرنے کے لئے کوئی قانون نہیں بنایا
جاسکتا۔ موجودہ قوانین کو اسلامی تعلیمات کے مطابق لایا جائے گا۔ قوانین کی جانچ

پڑتال کے لئے ایک کمیشن تشکیل دیا جانا تھا
.ان کے مطابق ہونے کے ل
کوئی قانون اسلامی ہے یا نہیں ، این اے کو فیصلہ کرنا تھا۔ معاملہ
عدلیہ کے پاس اٹھایا جاسکتا ہے۔
اسلام کو ریاستی مذہب قرار نہیں دیا گیا تھا۔
اسلامی ورثہ اور جڑیں حکمرانی کے جدید تصورات کے ساتھ مل گ۔
ہیں اور ایک اعتدال پسند سیاسی نظام اپنایا گیا تھا۔

آئین کا کام کرنا

انتخابات کے نفاذ کے بعد کوئی انتخابات نہیں ہوئے۔ بالآخر 7 اکتوبر 1958 کو اسے منسوخ کردیا گیا۔
اس نے 23 مارچ 1956 سے 7 اکتوبر 1958 تک کام کیا۔

لیکچر 20
پاک 301

کا آئین 1962

1. **پس منظر**
2. **آئین سازی**
3. **نمایاں خصوصیات**

1: پس منظر

فوجی نے 7 اکتوبر 1958 کو اقتدار سنبھالا اور اس کے نتیجے میں ایوب خان چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر بن گئے۔ ایک بڑا کام ایک نیا آئین تشکیل دینا تھا۔ انتظامیہ پارلیمانی نظام کی تنقید کر رہی تھی کیونکہ ماضی میں عدم استحکام کا باعث بنی تھی۔ انہوں نے جمہوریت کی بتدریج ترقی میں قوم کے استحکام کے خواہاں تھے۔

2: آئین سازی

اکتوبر 1959 میں حکومت نے بنیادی جمہوری نظام متعارف کرایا۔ اس نظام کے تحت ہر صوبے میں چالیس ہزار بنیادی ڈیموکریٹس (مقامی کونسلرز) کا انتخاب ہونا تھا۔ انہیں مقامی حکومت کی حیثیت سے کام کرنا ہے اور ترقیاتی کاموں میں اپنا کردار ادا کرنا ہے۔ انہوں نے صدر اور قومی اسمبلی کے انتخاب کے لئے انتخابی کالج کی حیثیت سے بھی کام کیا۔

بنیادی جمہوری جمہوریہ (بی ڈی) کے لئے انتخابات دسمبر 1959 اور جنوری 1960 میں ہوئے تھے۔ پھر بی ڈی کے منتخب ارکان کے ذریعہ 17 فروری 1960 کو صدارتی ریفرنڈم ہوا۔

فروری 1960 میں سابق چیف جسٹس جسٹس شہاب الدین کی سربراہی میں ایک آئینی کمیشن قائم کیا گیا تھا۔
:کمیشن کو تفویض کردہ کام یہ تھے

- .پارلیمانی نظام کی ناکامی کی وجوہات کی جانچ پڑتال کرنے کے لئے
- پیش نظر رکھتے ہوئے ایک نیا نظام تجویز کریں
  - (a) لوگوں کا باصلاحیت
  - (b) تعلیم کا معیار
  - (c) ملک کے اندرونی حالات
  - (d) ترقی کی ضرورت ہے

کمیشن نے مئی 1961 میں اپنی رپورٹ پیش کی اس کے بعد دو کمیٹیوں نے اس کا جائزہ لیا۔ ان کمیٹیوں کی رپورٹ کے تحت نیا آئین تیار کیا گیا۔

ایوب نے یکم مارچ 1962 کو آئین کا اعلان کیا۔ قومی اسمبلی (این اے) اور صوبائی اسمبلیوں (پی اے) کے انتخابات بالترتیب اپریل اور مئی 1962 میں ہوئے۔

نیا آئین 8 جون 1962 کو نافذ کیا گیا تھا۔ مارشل لاء واپس لیا گیا تھا۔ نئے آئین میں 250 مضامین ، 5 نظام الاوقات پر مشتمل تھا۔

3: آئین کی نمایاں خصوصیات

1: ریاست کا عنوان

جمہوریہ اور اسلامی جمہوریہ

2: صدارتی نظام

ایک طاقتور صدر جو ریاست کے انتظامیہ اور امور کے ذمہ دار تھا۔ اس کو مسلمان ہونا چاہئے ، کم از کم 40 سال کی عمر میں ، اسے این اے کا ممبر بننے کے لئے اہل ہونا چاہئے۔ وہ پانچ سال کے لئے بالواسطہ انتخابات کے ذریعے منتخب ہوگا۔
اگر وہ 8 سال سے زیادہ عرصے تک اس منصب پر فائز ہے تو ، وہ این اے اور پی اے کی منظوری سے دوبارہ انتخاب کا مطالبہ کرسکتا ہے۔
قومی اسمبلی کو صدر کو مواخذہ کرنے کا اختیار دیا گیا تھا ، تاہم اس کا حصول مشکل تھا۔
صدر این اے کو تحلیل کرسکتے ہیں لیکن اس معاملے میں انہیں دوبارہ انتخابات کا مطالبہ کرنا ہوگا ۔

صدر کے اختیارات:

صدر تمام ایگزیکٹو ، قانون سازی اور عدالتی اختیارات کا فوکل پوائنٹ تھے۔ کابینہ اس کے ذمہ دار تھی۔ تمام اہم تقرریاں صدر کو کرنی تھیں۔ وہ آرڈیننس جاری کرسکتا تھا۔ وہ ملک میں ہنگامی حالت کا اعلان بھی کرسکتا ہے۔

3: (قومی اسمبلی (این اے

ملک کے دو ونگوں کے مابین برابری کے اصول کی بنیاد پر این اے ایک گھر پر مشتمل تھا۔ یہاں 150 نشستیں تھیں اور 6 نشستیں خواتین کے لئے مخصوص تھیں۔ سب کا انتخاب بالواسطہ کیا گیا تھا۔ رکنیت کے لئے کم سے کم عمر کی حد 25 سال تھی۔

قانون سازی کے اختیارات:

این اے میں قانون سازی کے تمام اختیارات موجود تھے لیکن آخر کار صدر کے ذریعہ قانون کی توثیق کرنی تھی۔ صدر بل پر دستخط ، مسترد یا واپس کرسکتے ہیں۔

مالی اختیارات

این اے کے مالی اختیارات محدود تھے۔ صرف نئے اخراجات کو ہی ووٹ دیا جاسکتا ہے۔ این اے استحکام فنڈ لسٹ اور بار بار آنے والے اخراجات کو مسترد نہیں کرسکا۔

4: وفاقیت

فیڈریشن کے دو صوبے تھے: مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان۔ صرف ایک مضمون کی فہرست ، یعنی مرکزی فہرست آئین میں دی گئی تھی۔

صوبائی حکومتیں

گورنر صوبوں کے سربراہ تھے اور اپنی کابینہ کے ساتھ صوبے پر حکومت کرتے ہیں۔ صوبائی حکومتیں براہ راست صدر کے ماتحت تھیں۔
ان کے پاس اتنے اختیارات تھے۔ manage ایک طاقتور صدر کے ساتھ ایک مضبوط مرکز تھا۔ صوبائی امور کے انتظام کے ل ہنگامی طاقتوں کی صورت میں مرکزی حکومت صوبے کا براہ راست کنٹرول سنبھال سکتی ہے۔

5. پالیسی کے اصول

- قومی یکجہتی منایا جائے گا۔
- پسماندہ لوگوں کے مفادات کا خیال رکھا جاتا.
- قومی زندگی میں شرکت کے لئے مواقع.
- تعلیم اور لوگوں کی بھلائی۔
- اسلام کو روز مرہ کی زندگی میں نافذ کیا جائے گا۔

6: بنیادی حقوق

آئین میں بنیادی حقوق مہیا کیے گئے تھے ۔

7: سیاسی جماعتیں

اصل میں سیاسی جماعتوں کی اجازت نہیں تھی۔
پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ 1962 میں لایا گیا تھا ۔

اسلامی دفعات

مقاصد کو حل کرنا آئین کی پیش کش تھا۔ دیگر اسلامی دفعات آئین کی نہیں ، اصول کے اصول کا حصہ تھیں۔

ایڈوائزری کونسل برائے اسلامی نظریاتی

اسلامی نظریاتی کونسل کے لئے ایک مشاورتی کونسل تشکیل دی گئی تھی جس میں 5-12 ممبران شامل تھے۔ یہ ایک تجارتی ادارہ تھا۔

اسلامی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ

یہ واقعی اسلامی خطوط پر مسلم معاشرے کی تعمیر نو میں مدد کے لئے اسلام میں تحقیق اور ہدایات کے لئے ڈیزائن کیا گیا تھا۔

آئین کا کام کرنا

جون 1962 سے 25 مارچ 1969 تک آئین پر عمل درآمد رہا۔ 8

لیکچر 21
پاک 301

کا آئین 1973

1. پس منظر
2. آئین سازی
3. خصوصیات

1: پس منظر

کے آئین کو 25 مارچ ، 1969 کو منسوخ کرنے کے نتیجے میں ملک میں دوسرا مارشل لا لگا۔ یحییٰ خان نے پہلے عام 1962 انتخابات کے بعد 20 دسمبر 1971 کو ذوالفقار علی بھٹو کو اقتدار سونپ دیا تھا۔ لیکن مارشل لاء جاری رہا اور کوئی آئین نہیں تھا۔
قومی اسمبلی نے ایک عبوری دستور کی منظوری دی ، جسے 21 اپریل 1972 کو نافذ کیا گیا تھا۔

2: آئین سازی

تمام جماعتوں کے قومی اسمبلی (این اے) کے ممبروں پر مشتمل آئینی کمیٹی اپریل 1972 میں تشکیل دی گئی تھی۔ وزیر قانون اس کمیٹی کے چیئرمین تھے۔
اکتوبر 1972 میں آئندہ کے سیاسی نظام پر تمام جماعتوں نے اتفاق کیا۔ کمیٹی نے 31 دسمبر 1972 کو رپورٹ کیا۔ طویل غور و خوض اور سمجھوتہ کے بعد حتمی مسودہ 10 اپریل 1973 کو متفقہ طور پر منظور کرلیا گیا تھا۔ نیا آئین 14 اگست 1973 کو نافذ کیا گیا تھا۔
:اس کے بعد آئین نے دو فرقوں کے ساتھ کام کیا۔ یہ مندرجہ ذیل ادوار کے دوران چلتا رہا

1973-77:	آپریشنل
1977-1985:	معطل
1985-1999:	تبدیلیوں کے بعد آپریشنل
1999-2002:	معطل
کے بعد 2002	تبدیلیوں کے بعد آپریشنل

3: آئین کی خصوصیات

1: پارلیمانی نظام

یہ ایک پارلیمانی آئین تھا جس میں ایک بہت ہی کمزور صدر کے ساتھ طاقتور وزیر اعظم (وزیر اعظم) حکومت کا سربراہ ہوتا تھا۔
صدر کو وزیراعظم کے مشورے پر عمل کرنا چاہئے۔ وزیر اعظم کے ذریعہ ان کے تمام احکامات کاؤنٹرسٹ ہونا تھا۔ وزیر اعظم کا انتخاب این اے سے ہوگا۔
وزیر اعظم نے تمام انتظامی اختیارات کا
استعمال کیا۔ وزیر اعظم این اے کے جوابدہ
تھے۔
میں صدر کے اختیارات میں اضافہ کیا گیا۔ انہوں نے وزیر اعظم کی تقرریوں میں کچھ صوابدید کا لطف اٹھایا۔ اسے این 1985
اے تحلیل کرنے کا اختیار حاصل تھا۔ نگراں وزیر اعظم کی تقرری کے اختیارات ان کے پاس تھے۔
وہ پارلیمنٹ سے منظور شدہ بلوں پر اپنی منظوری دیتا ہے یا ان کو واپس کرتا ہے۔

:صدر

مسلم ، این اے کا ممبر بننے کے لئے اہل ، کم از کم 45 سال کی عمر میں ہونا چاہئے۔ وہ 5 سال کے لئے پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں کے ذریعے منتخب ہوتا ہے۔

:دو ایوانوں کے ساتھ پارلیمنٹ

- ایوان بالا نے سینیٹ کو بلایا۔ اس ایوان میں صوبوں کو مساوی نمائندگی دی جاتی ہے۔ نشستیں قبائلی علاقوں ، خواتین اور ٹیکنوکریٹ کے لئے مخصوص ہیں۔ اس کی اصل طاقت 63 تھی جو بعد میں بڑھا کر 87 اور پھر 100 کردی گئی تھی۔
  سینیٹ کا انتخاب بالواسطہ ہوتا ہے۔ یہ ایک مستقل ایوان ہے کیونکہ اس کے آدھے ممبر تین سال کے بعد منتخب ہوتے ہیں۔
- ایوان زیریں: قومی اسمبلی کا انتخاب آبادی کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ اس کی اصل طاقت 210 تھی لیکن اب یہ 342 ہے۔ این اے پانچ سال کے لئے منتخب ہوتی ہے۔

- سینیٹ: بالواسطہ انتخابات
- قومی اسمبلی: براہ راست انتخابات
  حق رائے دہی کے ل • ووٹ ڈالنے کی عمر 21 سے کم کرکے 18 کردی گئی ہے۔ the
- ء کے آئین کے تحت پارلیمان ایک طاقتور قانون ساز ادارہ ہے۔ اسے تمام قانون سازی کے اختیارات حاصل 1973 ہیں۔ اس میں سوالات ، قراردادوں ، پارلیمانی کمیٹیوں وغیرہ کے ذریعہ ایگزیکٹو کا کنٹرول ہے۔
- قومی اسمبلی سینیٹ سے زیادہ طاقتور ہے۔ این اے کے سامنے بجٹ پیش کیا جاتا ہے۔ کابینہ قومی اسمبلی کے لئے جوابدہ ہے۔

فیڈرل سسٹم

فیڈریشن آف پاکستان کے چار صوبے اور وفاق کے زیر انتظام علاقے ہیں۔
آئین میں دو فہرستیں دی گئی ہیں: وفاقی فہرست اور ہم آہنگی کی فہرست۔ رہائشی اختیارات صوبوں کے ہیں۔

:صوبائی ڈھانچہ

صوبائی گورنروں کی تقرری صدر کے ذریعہ وزیر اعظم کے مشورے پر کی جاتی ہے۔ منتخب وزیر اعلی انتظامی اختیارات استعمال کرتے ہیں۔ صوبوں میں پارلیمانی نظام موجود ہے۔
صوبائی اسمبلیوں کے سائز مختلف ہوتے ہیں: 2002 میں:

پنجاب 371
سندھ 168
صوبہ سرحد 124
بلوچستان 65

کافی صوبائی خودمختاری کی ضمانت ہے۔ مضبوط مرکز کی روایت جاری ہے۔
سینٹر میں ہنگامی اختیارات ہیں۔ اگر حکومت صوبوں میں کام نہیں کرسکتی تو گورنر راج نافذ کیا جاسکتا ہے۔
صوبوں کا انحصار مرکز برائے مالیات پر ہے۔

1. **پالیسی کے اصول:**
   a. اصول اسلامیہ میں اسلامی دفعات فراہم کی گئیں۔ خارجہ پالیسی کے اصول بھی اسی عنوان کے تحت دیئے گئے ہیں۔
2. **بنیادی حقوق:**
   a. بنیادی حقوق آئین میں محفوظ ہیں اور ان کا نفاذ اعلیٰ عدالت کے ذریعے ہوتا ہے۔
3. **اسلامی شقوں:**
   a. ریاست کا عنوان اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔
   b. 2 کے ذریعہ A-ابتدائی آئین میں مقاصد کی قرارداد پیش کی گئی تھی لیکن آٹھویں ترمیم کے آرٹیکل 1985 میں آئین میں داخل کی گئی۔
   c اسلام کو پاکستان کا ریاستی مذہب قرار دیا گیا۔
   d. ایک ترمیم کے ذریعہ مسلم کی تعریف بھی شامل تھی۔
   ای. اصول کے اصول کچھ اسلامی شق بھی رکھتے ہیں۔
   f. اسلامی نظریاتی کونسل کا قیام آئین کے تحت کیا گیا ہے۔
   جی فیڈرل شریعت کورٹ 1981 میں شامل کی گئی۔

National . قومی زبان:

a. اردو کو قومی زبان قرار دیا جاتا ہے ، تاہم انگریزی کو سرکاری مقاصد کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے جب تک کہ اردو کے ذریعہ اس کی جگہ لینے کے انتظامات نہ کیے جائیں۔
b. صوبائی اسمبلی قومی زبان کے علاوہ صوبائی زبان کی تعلیم ، ترویج اور استعمال کے اقدامات بھی لکھ سکتی ہے۔

5. **قومی سلامتی کونسل:**
   a. قومی سلامتی کونسل کو مشاورتی صلاحیت میں 2002 میں شامل کیا گیا تھا۔
6. **عدلیہ:**
   a. آئین کے تحت ایک آزاد عدلیہ دی جاتی ہے۔ سپریم کورٹ آف پاکستان اعلی عدالت ہے۔ ہر صوبے میں ایک ہائی کورٹ قائم ہے اور
   ایک آزادکشمیر میں۔ اعلی عدالتوں کے ماتحت نچلی عدالتوں کا سلسلہ موجود ہے۔

++++++++++++++++++++++++++++++++++++

لیکچر 22
پاک 301

سیاسی تاریخ

I. 1947-1971
II. 1972- حال کو

- **پہلا حصہ: 1947-191971**
  I. 1947-58
  II. 1958-69
  III. 1969-71

(پہلا گیارہ سال 1947-58 :1)

پاکستان نے انتہائی مشکل حالات میں آزادی حاصل کی۔ اگلا کام ایک نئی ریاست کا قیام تھا۔
انتظامی ڈھانچہ نہیں تھا۔ فسادات ، مہاجرین کا مسئلہ اور معاشی دباؤ نئی ریاست کے ل. چیلنجنگ تھے۔
ہندوستانی حکومت کے منفی رویے اور کشمیر کے خلاف جنگ نے ہندوستان کے ساتھ تعلقات میں پریشانی پیدا کردی۔
حکومت ہند ایکٹ 1935 کو پہلے عبوری آئین کے طور پر اپنایا گیا تھا۔ قائد اعظم محمد علی جناح پاکستان کے پہلے گورنر جنرل (جی جی) اور لیاقت علی خان ، پہلے وزیر اعظم (وزیر اعظم) بنے۔

گورنر جنرلز:

1. ایم اے جناح اگست	ستمبر 1947۔ ستمبر 1948
2 خ ناظم الدین	ستمبر 1948۔ اکتوبر 1951
3. غلام محمد	اکتوبر 1951۔ اکتوبر 1955
4 اسکندر مرزا	اکتوبر 1955- مارچ 1956

صدر:

1. اسکندر مرزا مارچ 1956۔ اکتوبر۔ 1958

وزرائے اعظم:

1: لیاقت علی خان اگست 1947 تا اکتوبر 1951
2: Kh ناظم الدین اکتوبر 1951 تا اپریل 1953
3: محمد علی بوگڑا
(میں) اپریل 1953 تا اکتوبر 1954 اکتوبر۔
(ii) اگست 1954 1955
4: چوہدری محمد علی اگست 1955- ستمبر 1956
5: ایچ ایس سہروردی ستمبر 1956۔ اکتوبر 1957
6: Il چندرگر اکتوبر 1957۔ دسمبر 1957
7: فیروز خان نون دسمبر 1957۔ اکتوبر۔ 1958

اہم مسائل

- آئین سازی
- انتخابات صوبائی سطح پر
  پنجاب ، صوبہ سرحد 1951
  سندھ 1953
  مشرقی بنگال 1954
- آئین اسمبلی (سی اے) تحلیل اور 2 تھی 1 تخسوچت جنجاتی کے ND CA 1955 میں قائم کی گئی تھی.
- ایک یونٹ سکیم اکتوبر 1955
- پنج سالہ منصوبہ سینٹ اقتصادی انتظام، زراعت، صنعت کاری اور تعلیم میں ایک سوال 1 میں نمٹانے.
- سیاسی عدم استحکام تھا۔ کمزور اور قلیل المدت حکومتوں نے پورے سیاسی نظام کو توڑ ڈالا۔

- سیاسی جماعتوں کے زوال سیاستدانوں کو بدنام پیدا.
- عدم استحکام صوبائی سطح پر بھی تھا.

(دوسرا مرحلہ (1958-69 :2

مارشل لاء اکتوبر 1958 سے جون 1962. آئینی حکمرانی کرنے عائد رہے جون 1962 کو بحال کیا اور 2 تک رہا کر مارچ 1969 کو مارشل لاء ND دیا گیا تھا.

ایوب خان نے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر (سی ایم ایل اے) اور صدر کا عہدہ سنبھالا۔ وہ خود 1960 میں ریفرنڈم کے ذریعے منتخب ہوئے اور جنوری 1965 میں صدارتی انتخابات کے ذریعے دوبارہ منتخب ہوئے ۔

اہم پالیسی اقدامات

ایوب حکومت کی طرف سے اٹھائے گئے اہم پالیسی اقدامات:

- جس ناپسندیدہ حکام کی برطرفی بھی شامل انتظامی اصلاحات، تعداد میں کچھ 1662.
- سیاسی سرگرمیوں پر پابندیاں. ای بی ڈی او نامی قانون کے تحت بدعنوانی اور دیگر الزامات کے الزام میں سیاسی رہنماؤں کو 6 سال تک سیاست میں حصہ لینے سے روک دیا گیا تھا۔
- اقتصادی منصوبہ بندی صنعتی ترقی اور سبز انقلاب کے لیے کیا گیا تھا.
- تعلیمی اصلاحات
- آئین متعارف کرایا گیا تھا۔

ایوب خان کا زوال:

پاک بھارت جنگ شروع ہوئی اور جنگ کے اختتام پر تاشقند معاہدہ پر ہندوستان کے ساتھ دستخط ہوئے۔ لوگ اس معاہدے سے مطمئن نہیں تھے۔ انھوں نے 1965 کے انتخابی نتائج پر بھی ناراضگی ظاہر کی۔ معاشی ترقی کے ثمرات بڑے پیمانے پر تقسیم نہیں کیے گئے۔ دولت کی دولت چند ہاتھوں میں مرکوز تھی۔ اس سے لوگ مشتعل ہو گئے اور عوامی مطالبہ صدر کے استعفیٰ کا نتیجہ نکلا۔

(تیسرا مرحلہ (1969-71 :3

ایوب خان نے آرمی چیف یحییٰ خان کو اقتدار سونپ دیا۔ انہوں نے مارشل لا لگایا اور 1962 کا آئین منسوخ کردیا گیا۔ اس نے کچھ فوری اقدامات کیے۔

== افسران کی برطرفی 303
== صوبوں کی بحالی: 30 مارچ ، 1970
== برابری کا خاتمہ
== قانونی فریم ورک آرڈر (ایل ایف او) عبوری قانون کے طور پر مارچ 1970 میں جاری کیا گیا تھا جس کے لئے بنیادی اصول فراہم کیے گئے ہیں:

- آئین سازی
- قواعد اور انتخابات کے لئے قواعد و ضوابط
- اسمبلیوں میں نشستیں
  (قومی اسمبلی 313 (300 کے علاوہ 13 خواتین نشستیں
  ایسٹ پاک 162 پلس 7 کے لئے
  ویسٹ پاک 138 پلس 6

عام انتخابات

عام انتخابات دسمبر 1970 میں ہوئے تھے۔ انتخابی نتائج یہ تھے:

جنرل نشستیں 160 عوامی لیگ
جنرل نشستیں 81 پاکستان پیپلز پارٹی

بجلی کی منتقلی ایک بڑا مسئلہ بن گیا۔ تین اعلی رہنماؤں کے مابین اقتدار کی منتقلی کے لئے بات چیت کی ناکامی کے نتیجے میں تصادم اور فوجی کاروائی 25 مارچ 1971 کو ہوئی۔ اس کا نتیجہ بالآخر خانہ جنگی اور مشرقی پاکستان سے الگ ہو گیا۔

ہندوستان نے بہت منفی کردار ادا کیا۔ اس نے مشرقی پاکستان پر حملہ کیا اور ہندوستان پاکستان جنگ شروع ہوئی جو مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے ساتھ ہی ختم ہوگئی۔

لیکچر 23
پاک 301

(سیاسی تاریخ (1972-2003

1. 1972-1977
2. 1977-1985
3. 1985-1999
4. 1999-2002
5. 2002 کے بعد

1: 1972-1977:

زیڈ اے بھٹو نے 20 دسمبر 1971 کو اقتدار سنبھالا۔ پہلے وہ پاکستان کے صدر بنے اور پہلے سویلین چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر بھی۔

اہم پالیسیاں

پہلا کام آئین سازی تھا۔ 1972 میں عبوری آئین منظور کیا گیا اور پھر پاکستان کی پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر 1973 کا آئین منظور کیا۔

مسٹر بھٹو کی بڑی پالیسی نیشنلائزیشن تھی۔ ان کی حکومت قومی کرت:

1. سوات میں زمرد کی کانیں
2. اہم صنعتیں جیسے آئرن اینڈ اسٹیل ، بنیادی دھاتیں ، ہیوی انجینئرنگ ، ہیوی الیکٹریکل ، موٹر وہیکلز اینڈ ٹریکٹرز ، ہیوی اینڈ بیسک کیمیکلز ، پیٹرو کیمیکلز ، سیمنٹ ، گیس ، آئل ریفائنری وغیرہ۔
3. میں لائف انشورنس 1972
4. میں بینک 1974
5. میں اسکول اور کالج۔ نیو یونیورسٹی آرڈیننس 1973 میں جاری کیا گیا تھا۔ 1972
6. منیجنگ اور سب ایجنسیاں ختم کردی گئیں۔

لیبر پالیسی

ایک نئی لیبر پالیسی کا اعلان کیا گیا جس میں محنت کش طبقات کو زیادہ سے زیادہ حقوق اور مراعات دی گئیں۔

صحت کی پالیسی

نئی ہیلتھ پالیسی کے تحت عوام سے سستی دوائوں اور سہولیات کا وعدہ کیا گیا تھا۔

انتظامی اصلاحات

ملک میں بدعنوانی کے خاتمے کے لئے انتظامی اصلاحات متعارف کروائی گئیں۔ سیکڑوں سرکاری ملازمین کو بدعنوانی کے الزام میں ہٹا دیا گیا۔

اصلاحات کے مسائل:

اصلاحات آؤٹ لک میں اچھی تھیں لیکن چونکہ ان کے نتائج عوام کی توقعات کے مطابق نہیں تھے۔ عدم اطمینان نے ابتدائی امید پرستی کی جگہ لے لی۔

1977 کے انتخابات اور ایجی ٹیشن:

1977 کے انتخابات کے نتیجے میں پیپلز پارٹی انتخابات جیت گئی۔ لیکن مشترکہ اپوزیشن نے انتخابی نتائج میں بڑے پیمانے پر دھاندلی کا الزام لگایا۔ انہوں نے نئے انتخابات کا مطالبہ کیا۔ بھٹو شروع میں ضد کرتا تھا لیکن بعد میں سمجھوتہ کرنے کا رجحان ظاہر کرتا تھا لیکن تاریخ نے یو ٹرن لے لیا ہے ۔ چونکہ انہوں نے 1971 میں منتخب اکثریتی پارٹی سے گفت و شنید کرنے سے انکار کردیا تھا ، اب حزب اختلاف نے سمجھوتہ کرنے سے انکار کر دیا اور اس کی حمایت کرلی

سڑکوں پر کیس. شہری دکانداروں ، تاجروں ، طلباء ، خواتین اور یہاں تک کہ دانشوروں نے حکومت کے خلاف ہاتھ ملایا۔ اس کا نتیجہ تیسرا مارشل لاء اور جمہوریت کا خاتمہ تھا۔

2: 1977-1985:

چیف آف آرمی اسٹاف جنرل محمد ضیاء الحق نے اقتدار سنبھال کر مارشل لاء نافذ کردیا۔ انہوں نے آئین کو معطل کردیا۔ یہ پاکستان کی تاریخ کا طویل ترین فوجی قاعدہ تھا۔ اپنی حکمرانی کا جواز پیش کرنے کے لئے ضیاء الحق نے اپنا ایجنڈا پیش کیا:

- موثر انتظامیہ
- اسلامائزیشن
- جمہوریت پر واپس جائیں

اہم پالیسیاں:

ضیا الحق نے پہلے 90 دن کے اندر انتخابات کا وعدہ کیا ، اور پھر اصلاحات کے بعد اس مدت میں توسیع کردی۔ ان اصلاحات میں شامل ہیں:

بے دخل حکومت کا احتساب۔
سیاسی سرگرمیوں اور پریس پر پابندیاں عائد۔

اسلامائزیشن:

اس نظام کی اسلامائزیشن کے اپنے انداز میں انہوں نے کچھ اسلامی گروہوں کے تعاون کے لئے بہت سے اقدامات متعارف کروائے۔
معاشرے میں اسلامی اقدار پر زور دینے کے لئے انہوں نے آئینی اور قانونی تبدیلیاں بھی متعارف کروائیں۔ اس نے قائم کیا:

- شرعی 1979 میں قائم بینچ؛
- وفاقی شریعت عدالت 1981 میں قائم کی گئی تھی۔
- متعارف اسلامی سزائیں؛

ہاتھوں کی پاداش ، سنگسار کرنا اور مارنا وغیرہ۔

- منافع اور نقصان کی شراکت کے اصول پر 1981 میں سود سے پاک بینکاری کا آغاز؛
- زکوۃ اکاؤنٹس اور سرمایہ کاری کو بچانے پر کٹوتی؛
- 3 عشر پر 1983 میں زرعی پیداوار پر مسلط کیا گیا تھا۔
- پاکستان تعلیم کے ساتھ نصاب کے اسلامی کردار کے ساتھ نئی تعلیم کی پالیسی اور گریجویشن تک کی تمام جماعتوں کے لئے اسلامی تعلیم لازمی ہے۔
- ذرائع ابلاغ کی اسلامائزیشن؛
- *نماز* کمیٹیاں نماز آرڈیننس کی تعمیل کا مشاہدہ کرنے Mohaallah نماز کے وقفے کے دفاتر میں پیش کیا گیا تھا، اور کے لئے قائم کیا گیا تھا؛
- پاکستان بیٹ القرآن مال قائم کیا گیا تھا.

جمہوریت کی طرف لوٹنا

جمہوریت میں واپسی کے لئے ضیاء الحق نے مندرجہ ذیل اقدام اٹھایا:

1. بلدیاتی انتخابات ، 1979۔
2. ضیاء الحق کو اگلے پانچ سال کے لئے صدر منتخب کرنے کے لئے ریفرنڈم ہوا ۔ دسمبر 1984 کو
   پھر اس نے فروری 1985 کو غیر جماعتی بنیادوں پر انتخابات کروائے . . Then

نئی قومی اسمبلی (این اے) تشکیل دی گئی اور سولین حکومت قائم کی گئی۔ . New

5. مارچ 1985 کے سب سے متنازعہ آٹھواں آئینی ترمیم کے ساتھ آئین کے آرڈر کی بحالی پیش کی گئی۔
6. مارشل لاء کی واپسی ، 30 دسمبر ، 1985۔

3: 1985-1999 سویلین رول

جمہوریت بحال ہوگئی لیکن کوئی بھی سویلین حکومت پانچ سال کی مدت پوری نہیں کرسکی اور 8 ویں ترمیم کے کا شکار بن گئی جس کی وجہ سے صدر این اے کو تحلیل کرسکتے ہیں اور منتخب حکومت کو برخاست کرسکتے ہیں۔ 2-58B

1. 1988 تا مئی 1985 جونیجو مارچ۔
2. 1990 اگست 1988 ء سے بینظیر بھٹو نومبر۔

3. 1993 جولائی 1990 نواز شریف نے اکتوبر۔

4. 1996 نومبر 1993 سے بے نظیر بھٹو اکتوبر۔

5. 1999 اکتوبر 1997 نواز شریف فروری۔

منصفانہ انتخابات کے انعقاد کے لئے عبوری وزرائے اعظم تعینات تھے

1: 1990 نومبر اگست تا غلام مصطفی جتوئی:۔

2: 1993 مئی اپریل تا بلخ شیر مزاری:۔

3: 1993 اکتوبر جولائی تا ڈاکٹر معین قریشی:۔

4: 1997 فروری 1996 نومبر۔ تا ملک معراج خالد:

شہری حکومت نے لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے پالیسیاں اپنائیں لیکن ان کے اثرات متعدد وجوہات کی بناء پر سمجھوتہ کیے گئے:

- اتحاد برقرار رکھنے کا مسئلہ؛
- حکومت کمزور ہو جس میں کمزور سیاسی جماعتوں؛
- گریٹر محاذ آرائی؛
- کرپشن اور ریاستی وسائل کے غلط استعمال کی شکایات۔

4: 1999-2002:

میں ایک بار پھر وزیر اعظم کے عہدے پر سویلین حکومت کے اقتدار کو مرتکز کرنے کی کوشش کے خلاف 1999 فوجی قانون نافذ کیا گیا۔ حکومت کی تمام شاخوں پر مکمل کنٹرول رکھنے کے لئے نواز حکومت نے سیاسی اور آئینی تبدیلیاں پیش کیں۔

آرمی چیف کو ہٹانے کی نواز حکومت کی کوشش ، جب وہ ملک سے باہر تھے اور اپنے سری لنکا کے دورے سے واپس آرہے تھے ، تو یہ نتیجہ خیز ثابت ہوا۔ جنرل مشرف نے ملک کے چیف ایگزیکٹو کا عہدہ سنبھال کر آئین کو معطل کردیا۔ مارشل لاء کا اعلان نہیں کیا گیا تھا۔ کوئی فوجی عدالتیں قائم نہیں کی گئیں۔ سیاسی اور پریس کی آزادیاں برقرار ہیں۔

سیاسی ترجیحات:

جنرل مشرف نے اپنی سیاسی ترجیحات کا اعلان کیا:

- قومی اعتماد اور حوصلے کی تعمیر نو؛
- فیڈریشن کو مضبوط بنانا؛
- بین الصوبائی انتشار کو ہٹا دیں؛
- قومی ہم آہنگی کو بحال؛

- معیشت اور سرمایہ کار کا اعتماد کی بحالی کے پنرودقار؛
- امن وامان کی صورتحال اور انصاف کی فراہمی کو بہتر بنانا؛
- Depoliticise؛ ریاستی اداروں اور اقتدار کی منتقلی
- سوئفٹ اور احتساب بھر۔

جنرل مشرف نے ان مقاصد کے حصول کے لئے درج ذیل پالیسیاں تیار کیں۔

- احتساب اور ریاست کی لوٹی ہوئی دولت کی واپسی؛
- غیر ملکی زرمبادلہ کے ذخائر میں اضافہ اور ری شیڈولنگ کے ذریعے بین الاقوامی قرضوں کے بوجھ کو کم کرنے کے ذریعے معیشت کی بحالی؛
- غربت میں کمی اور معاشرتی ترقی۔

جنرل مشرف نے ضلعی حکومت کو بجلی کا نیا وفد ، نیا لوکل باڈیز سسٹم متعارف کرایا۔

جمہوریت میں واپسی کے عمل میں انھوں نے یہ بات رکھی:

1. ریفرنڈم ، اپریل 2002۔
2. متعارف کرایا گیا۔ (LFO) قانونی فریم ورک آرڈر
3. پر قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے عام انتخابات منعقد ویں اکتوبر 2002 10۔
4. آئین کے پنرودقار۔
5. صوبوں اور مرکز میں سویلین حکومتیں تشکیل پائیں۔

5: شہری قانون قائم ہوا

نئے سیٹ اپ میں مشرف وردی میں صدر ہیں۔ میر ظفراللہ خان جمالی مخلوط حکومت کا سربراہ تھا۔ تین صوبوں میں مسلم لیگ (ق) کی حکومتیں ہیں اور صوبہ سرحد میں ایم ایم اے کی حکومت کامیابی کے ساتھ کام کر رہی ہے۔ آئیے جمہوری حکمرانی کے بتدریج استحکام کی امید کرتے ہیں۔

لیکچر 24
پاک 301

جغرافیہ ، لینڈ ، حدود اور پڑوس

1. جغرافیہ اور عوام
2. حدود
3. پڑوس

1: جغرافیہ اور عوام

پاکستان دو پروں پر مشتمل تھا جب یہ 14 اگست 1947 کو معرض وجود میں آیا۔ مشرقی پاکستان 1971 میں الگ ہوگیا۔ 1971 کے بعد یا آج کا پاکستان جنوب ایشین برصغیر کے شمال مغربی حصے میں واقع ہے۔

اس نے برصغیر میں اپنی مخصوص حیثیت برقرار رکھی ہے۔ دریائے سندھ کی تہذیب اتنی ہی پرانی ہے جتنا 1600-2500 قبل مسیح۔ ہڑپہ اور موہنجو دڑو کے آثار قدیمہ کے ورثہ اس حقیقت کا واضح ثبوت ہیں۔ ایرانی لوگ پہلے اس ایک ہزار one سرزمین پر آئے تھے اس کے بعد وسطی ایشیا اور افغانستان سے اسلام اور مسلمان آئے تھے۔ مسلم حکمرانی تقریبا سال تک جاری رہی۔ پھر مسلم سلطنت کے زوال سے برطانوی حکمرانی کی راہ ہموار ہوگئی ، جو ہندوستان اور پاکستان کی دو آزاد ریاستوں کی تشکیل کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔

مقام:

پاکستان 24_37 ڈگری شمالی طول البلد 61_75 ڈگری مشرقی طول البلد کے درمیان واقع ہے۔

علاقہ:

اس کا رقبہ 796،095 مربع کلومیٹر ہے۔

	علاقہ (ہزار میں)	فیصد
بلوچستان	347.2	43.61
پنجاب	205.3	25.81
سندھ	140.9	17.71
صوبہ سرحد	74.6	9.4
فاٹا	27.2	3.4
اسلام آباد	0.9	0.1

علاقے کی نوعیت میں تنوع:

- شمال اور شمال مغرب: اس میں ہمالیہ کے پہاڑ اور ٹرانس ہمالیہ رینجز ، کوراکرم اور پامیر شامل ہیں ، جس میں کچھ اونچی چوٹیوں جیسے کے 2 ، نانگا پربت وغیرہ شامل ہیں۔
- مغرب: بلوچستان کا سطح مرتفع تقریبا 1000 1000 فٹ بلندی پر ہے خشک پہاڑ شمال مشرق سے جنوب مغرب تک اس کو عبور کرتے ہیں۔ یہاں بہت کم بارش ہوتی ہے۔
- انڈس میدانی علاقے: وادی سندھ کے وسط میں اہم زرعی خطہ۔
- پوٹھوہار مرتفع بالائی دریائے سندھ کے میدانی علاقوں کے مشرق میں موجود ہے.
- انڈس میدانوں میں جنوب مشرقی ڈیسرٹ تھل، چولستان اور تھر نہیں ہے.

آب و ہوا:

پاکستان کا آب و ہوا متنوع ہے۔
شمال ، شمال مغربی پہاڑ سردیوں میں انتہائی سرد ہوتے ہیں لیکن موسم گرما میں ہلکے ہوتے ہیں۔
موسم گرما میں سندھ کے میدانی علاقے انتہائی گرم ہوتے ہیں لیکن سردیوں میں سرد اور خشک ہوتے ہیں۔

ساحلی علاقوں میں معتدل آب و ہوا ہے۔ ہر خطے میں کچھ مختلف ہوتی ہیں۔

چار موسم:

سمر: مئی سے ستمبر

موسم سرما: نومبر سے فروری

بہار: مارچ اپریل

خزاں: ستمبر اکتوبر

بارش:

یہ ایک خطہ سے مختلف ہوتا ہے۔ مرکزی بارش کا موسم گرما یعنی مون سون ہے۔

آبادی:

پاکستان میں بڑی آبادی ہے۔ 1970 کی دہائی سے 1990 کی دہائی کے اوائل میں ترقی کی شرح 3 فیصد سے زیادہ ریکارڈ کی گئی تھی۔ حکومت کے متعدد اقدامات کی وجہ سے اب انکار کر دیا گیا لیکن اس کے باوجود خطے کے دوسرے ممالک کے مقابلے میں یہ اونچا ہے۔ مردم شماری ہر دس سال بعد کی جاتی ہے۔

1951 ، 1961 ، 1972 ، 1981 ، 1998

سال	آبادی ملین میں	سالانہ نمو فیصد
1951	36.2	---
1961	46.2	2.80
1972	65.3	3.10
1981	84.3	3.06
1998	130.6	2.61

میں ، آبادی 160 ملین سے زیادہ بتائی جاتی ہے۔ 2006

آبادی کی اہم خصوصیات:

- 50 فیصد سے زیادہ آبادی 21. کی عمر اس کی آبادی کا ایک بڑا حصہ منحصر ہے کے تحت ہے.
- 65 سالوں میں اس قوم میں شامل کریں.
- 30 فیصد آبادی شہری علاقوں میں رہتا ہے کے بارے.
- کیوں شہری علاقوں میں منتقلی: تعلیم، روزگار، سہولیات وغیرہ
- غریب شہری کے حالات، تعلیم، صحت، رہائش، شہر کی منصوبہ بندی وغیرہ: شہریکرن کے اثرات
- صوبائی آبادی۔

پنجاب	56-57 فیصد
سندھ	23 فیصد
صوبہ سرحد	14 فیصد
بلوچستان	5.3 فیصد

کم شرح خواندگی: سرکاری خواندگی کی شرح 46 فیصد ہے لیکن خواندگی کی عملی شرح اس سے بھی lite کم ہے۔

- خواتین کی خواندگی کی شرح بہت کم ہے۔ بلوچستان کے کچھ علاقوں میں خواتین کی خواندگی برائے نام ہے ۔
- کیوں آبادی کے اعداد و شمار اہم ہیں. منصوبہ بندی اور ترقی ، معاشرتی معاشی ترقی اور غربت کے خاتمے کے لئے۔
- پاکستان میں معاشرتی ترقی کے اشارے ناقص ہیں۔ آبادی کے لئے کسی مثالی شخصیت کا نام نہیں لیا جاسکتا۔ اس کا انحصار وسائل پر ہے۔ اعلی آبادی ایک اثاثے کے ساتھ ساتھ ایک واجبات بھی ہے کیونکہ ہم انہیں کھانا نہیں کھا سکتے ہیں۔
- آبادی کو منظم کرنے کی کوششیں حکومت کی طرف سے اس کے ساتھ ساتھ صحت کی دیکھ بھال، خاندانی منصوبہ بندی اور تعلیم کے میدان میں غیر سرکاری تنظیموں کی طرف سے کیا جا رہا ہے.

2: حدود:

پاکستان چار ممالک کے ساتھ حدود مشترک ہے۔

- شمال مشرق میں چین: شمالی علاقوں میں تقریبا 600 600 کلومیٹر لمبی سرحد۔ ریشم تجارت تجارت اور سفر کیلئے ایک اہم کڑی روٹ ہے۔

- افغانستان: شمال اور شمال مغرب میں تقریبا 1200 میل۔ ڈیورنڈ لائن نومبر 1893 کو دونوں ہمسایہ ممالک کے مابین سرحد کے طور پر کھینچی گئی تھی۔
- .گوادر کرنے کے لئے Siah سے 590 میل دور سرحد کے بارے میں مغربی حصہ میں ایرانی کوہ ملک نے
- مشرق میں بھارت نے اگست 1947 میں قائم کیا گیا تھا جس میں 1400 میل دور کے بارے میں .ایک سرحدی تعلق
- ہم نے بھی کشمیر، سب سے زیادہ پریشان کیا فرنٹیئر شاید ہی کوئی قدرتی رکاوٹوں، انتہائی .مستحکم اور غیر محفوظ ہونے میں کنٹرول لائن پر بھارت کا سامنا ہے
- جنوب: بحیرہ عرب ، ساحل لائن 450 میل۔ کچھ ہندوستانی سرحد سے لے کر مغرب میں ایرانی سرحد تک پھیلا ہوا ہے۔

پڑوس 3:

پاکستان اسٹریٹجک لحاظ سے اہم خطے میں واقع ہے۔ یہ عالمی مفادات کا مرکز ہے۔ چین اور روس جیسی تمام بڑی طاقتوں کے لئے یہ ضروری ہے۔ امریکہ چین اور روس دونوں پر نگاہ رکھنے کے لئے مفادات برقرار رکھتا ہے۔
یہ افغانستان کے راستے وسطی ایشیائی مسلم ریاستوں کے گیٹ وے پر ہے۔ اس کے دوسری طرف خلیجی خطے کا بیرونی خطہ ہے جو تیل کے وسائل اور اقتصادی دولت سے مالا مال ہے۔ ان ریاستوں کے ساتھ پاکستان کے قریبی برادرانہ تعلقات ہیں۔ اب تیل اور گیس کی پائپ لائنوں کو پاکستان کے راستے سے گزرنے کا منصوبہ ہے۔ یہ خطے میں معاشی تعاون کا ایک نیا آغاز ہوگا۔

88888888888888888888888888888888888888888888888

لیکچر 25
پاک 301

قدرتی وسائل ، زراعت

1: قدرتی وسائل معدنی
وسائل ندیوں اور نہروں
کے جنگلات کے جانور

2: زراعت

1: قدرتی وسائل :

ملک اور عوام کو فطرت کے ذریعہ عطا کردہ وسائل کو قومی وسائل ، جیسے ، معدنی وسائل ، ندی ، جنگل اور جانور کہتے ہیں۔ زرعی زمینیں کسی ملک کی ترقی اور خوشحالی کی کلید ہیں۔
کسی ملک کی ترقی اور خوشحالی کی شرح اس کے استعمال کی کوششوں پر منحصر ہوتی ہے۔ ان سے فائدہ اٹھانے کے لئے موثر انتظام اور انسانی کوششوں کی ضرورت ہے۔ جدید ٹیکنالوجی کو بھی اس کے استعمال کے ل technology ضروری ہے۔

معدنی وسائل:

پاکستان کو کافی معدنی وسائل سے نوازا گیا ہے۔ ان میں سے کچھ کی کھوج کی گئی ہے لیکن مزید تلاش کے ل بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ کچھ اہم وسائل یہ ہیں much:

آئرن ایسک صنعت ، خاص طور پر اسٹیل صنعت کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یہ محدود مقدار اور کم معیار میں ron پایا جاتا ہے۔ مطلوبہ لوہے کا بیشتر حصہ بیرون ملک سے درآمد کیا جاتا ہے۔ اس کے ذخائر چترال ، چاغئی ، کوہاٹ ، کرم ایجنسی ، مردان ، ہزارہ ، میانوالی (کالا باغ) اور ڈی جی خان میں پائے جاتے ہیں۔

- کرومائٹ:، دیگر دھاتیں، چمڑا دباغت تیاری سٹیل کی مصنوعات، ہتھیار اور سٹینلیس سٹیل کے بنانے میں استعمال ہوتا ہے. کرومائٹ کے ذخائر زواب (مسلم باغ) ، چاغئی ، مالاکنڈ ، مہمند ، وزیرستان ، قلعہ سندمان وغیرہ میں پائے جاتے ہیں۔
- جپسم پیرس، پینٹ اور سیمنٹ کے پلاسٹر کے لئے استعمال کیا جاتا ہے. یہ جہلم ، میانوالی ، ڈی جی خان ، کوہاٹ اور لورالائی میں پایا جاتا ہے۔
- سلفر کیمیائی صنعت کے ذریعہ استعمال ہوتا ہے۔ اس کے ذخائر قلات ، خیرپور ، مردان ، اور جیکب آباد وغیرہ میں پائے جاتے ہیں۔
- کوئلہ بجلی کی پیداوار میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ بنیادی طور پر ایندھن کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ یہ اچھی مقدار اور معیار میں نہیں پایا جاتا ہے۔ یہ زیادہ تر سندھ (ٹھٹھہ ، تھرپارکر ، مانارا) بلوچستان (دیگری ، شریگ ، سور ، خوست ، مچھ ، ہرنائی) ، پنجاب (مکرول ، ڈنڈوت) ، صوبہ سرحد (چیراٹ اور نوشہرہ) میں پایا جاتا ہے۔
- تیل: یہ توانائی کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ یہ زیادہ تر ایران اور خلیجی ریاستوں سے درآمد کیا جاتا ہے۔ ابھی ، کچھ قیمتی ذخائر جہلم ، میانوالی ، اٹک ، بلکاسر ، میا ، چکوال

  اور ڈھودک۔

57

- گیس: یہ خود توانائی اور ایندھن کا ایک ذریعہ ہے ، اور بجلی پیدا کرنے کے ذریعہ بھی استعمال ہوتا ہے۔ یہ سوئی ، ماڑی ، اوچ ، خیرپور ، جیکب آباد وغیرہ میں پائی جاتی ہے۔ اب کچھ نئی دریافتیں بھی مل گئی ہیں۔
- یورینیم: یہ دفاع کے لیے ناگزیر ایٹمی طاقت کے لئے بنیادی عنصر ہے. اس کے ذخائر ڈی جی خان ، ہزارہ اور کوہاٹ میں ہیں۔

ندیوں:

پاکستان کا دریا کا نظام دریائے سندھ اور دیگر وابستہ دریاوں پر مشتمل ہے۔ ہمارے پاس نہر کا ایک عمدہ نظام موجود ہے۔ سب سے اہم منصوبہ سندھ طاس منصوبہ ہے۔

ہمیں جو ضرورت ہوتی ہے وہ ہے پانی کا صحیح انتظام ، اس کا تحفظ ، موثر استعمال ، ذخیرہ ، ڈیم اور سیلاب کنٹرول۔ اگر پانی بہت زیادہ ہو تو پانی خطرناک ہے ، اگر یہ بہت کم ہو تو یہ مسئلہ بن جاتا ہے۔ یہ زراعت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جہاں یہ زرعی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ یہ پن بجلی پیدا کرنے کا ایک سستا ذریعہ بھی ہے۔

جنگلات:

عام طور پر کسی ملک کا 25 فیصد رقبہ جنگل سے احاطہ کرنا چاہئے۔ لیکن پاکستان میں یہ صرف 4 سے 5 فیصد ہے۔

موزوں نہیں ہیں۔ اس کی وجہ پانی اور بارش for کچھ علاقے صحراؤں اور خشک پہاڑوں کی طرح شجرکاری کے ل کی قلت ہے۔ غیر منصوبہ بند درختوں کی کاٹنا بھی جنگلات کی کٹائی کا سبب ہے۔

فوائد:

جنگلات کے بہت سے فوائد ہیں۔ وہ موسم کی بہتری میں معاون ہیں۔ آندھی کے طوفانوں سے بچاؤ ، سیلاب کو روکنے کے لئے برف کے آہستہ سے پگھلنے میں مدد کریں۔ وہ ماحول کو ہریالی ، خوبصورتی اور تازہ ہوا شامل کرتے ہیں۔ پودے خوراک ، دوا ، لکڑی ، کیمیکل اور کھاد کا ذریعہ ہیں۔ وہ جانوروں ، پرندوں اور کیڑوں کے گھر ہیں۔ وہ بطور ایندھن بھی استعمال ہوتے ہیں۔

جانور:

جانور دودھ ، گوشت ، چھپائیں اور کھالیں ، اون وغیرہ مہیا کرتے ہیں وہ زراعت اور آمدورفت کے لئے بھی استعمال ہوتے ہیں۔ وہ زرمبادلہ کا ذریعہ ہیں۔

ان کی مناسب افزائش کے لئے منصوبہ بندی اور دیکھ بھال کی ضرورت ہوتی ہے۔ جانوروں کی پالتو جانوروں اور تحقیق کے کالجوں نے جانوروں کی مفید اقسام کی افزائش اور علاج کے لئے قائم کیا ہے۔ محکمہ براہ راست اسٹاک جانوروں کو نجی اور سرکاری منصوبوں کے ذریعے پالنے کے لئے معاونت کا نظام بھی مہیا کرتا ہے۔ اس مقصد کے لئے سرکاری فارم اور فوجی فارمز بھی کام کر رہے ہیں۔

ماہی گیری:

یہ خوراک اور آمدنی کا ذریعہ بھی ہے۔ ماہی گیری کا محکمہ نجی کاشتکاروں کو بھی اس شعبے میں سرمایہ کاری کرنے اور ذاتی اور قومی دولت میں اضافے کی ترغیب دیتا ہے۔

زراعت 2:

پاکستان ایک زرعی ملک ہے۔ اس کی 70 فیصد سے زیادہ آبادی دیہی علاقوں میں رہتی ہے۔ 50 فیصد سے زیادہ براہ راست کاشتکاری یا زراعت پر مبنی سرگرمیوں میں مشغول ہیں۔

- جی ڈی پی کو زراعت کا حصہ 26 فیصد ہے.
- میں پنجاب اور سندھ کے میدانی علاقوں میں بہت بڑی ہیں. سیراب کھیتوں کے میدان ہیں۔
- **دو اہم فصلوں** ایک سال میں حاصل کر رہے ہیں

ربیع: اکتوبر نومبر میں بویا جاتا ہے اور پیداوار اپریل - مئی میں حاصل کی جاتی ہے ۔ اہم پیداوار گندم ، چنے ، (a) تیل کے بیج ہیں۔

خریف: مئی جون میں بویا جاتا ہے اور پیداوار اکتوبر اکتوبر میں حاصل کی جاتی ہے ۔ اہم فصلیں چاول ، (b) شوگر کین ، کپاس وغیرہ ہیں۔

- **اہم فصلیں:** گندم ، چاول ، کپاس ، چینی کا کین ، گرام ، مکئی ، سرسوں ، تمباکو ، تیل کے بیج ، پھل اور سبزیاں۔
- **لینڈ ریفارم** مختلف حکومتوں کے ذریعہ وقتا فوقتا. متعارف کروائے جاتے ہیں: 1959 ، 1972 ، اور 1977 میں۔ اس کا مقصد زمینوں کے انعقاد کو کم کرنا اور کرایہ داروں کی پوزیشن کو مستحکم کرنا تھا. یہ زراعت کے میدان میں فی ایکڑ پیداوار کو بہتر بنانے اور غربت کے خاتمے کے لئے کیا گیا تھا۔

زراعت میں مسائل:

ہماری زراعت میں متعدد مسائل ہیں ، مثال کے طور پر:

1. کاشت کے فرسودہ انداز ، جس کی وجہ سے فی ایکڑ پیداوار کم ہوتی ہے۔
2. پانی کا ذخیرہ اور نمکینی۔
   سن 1960 کے وسط سے ان پر توجہ دی جارہی ہے۔

C. فصلوں کی بیماریاں ایک بہت بڑا مسئلہ ہیں۔ محکمہ زراعت کے ذریعہ تکنیکی مدد فراہم کی جارہی ہے۔ اس مسئلے پر قابو پانے میں مدد ملی۔ ہمارے آدانوں کو معیار کا مسئلہ ہے ، جس کی وجہ سے مارکیٹ میں قیمتیں کم ملتی ہیں۔ دیگر معذوریاں کم معیار کے بیج ، مہنگی کھادیں ، ٹیوب ویل کیلئے بجلی یا تیل کی عدم فراہمی وغیرہ ہیں۔

4. پانی سے متعلق مسئلہ ، کبھی کبھی یہ بہت کم ہوتا ہے ، لیکن بعض اوقات یہ بہت زیادہ ہوتا ہے۔ نہر کے آخر میں پانی کی فراہمی کے لئے نہروں کی صفائی بھی ضروری ہے۔

   Credit . کریڈٹ سہولیات بھی پریشانی کا باعث ہیں۔

6. مارکیٹ تک رسائی مشکل ہے۔

7. مناسب قیمت کی دستیابی کو یقینی بنایا جائے۔ for کسانوں کی فلاح و بہبود اور فصل کی اعلی پیداوار کے ل

زراعت اور ترقیاتی منصوبے:

- اعلی پیداوار دینے والے بیجوں کی ترقی کے لئے تحقیق کی جاتی ہے۔ عام کسان کو زراعت کے میدان میں پیشگی تحقیق کے ثمرات سے لطف اندوز کرنے کے لئے معلومات اور رہنمائی فراہم کی جارہی ہے۔ یونیورسٹی کی تعلیم پاکستان کے مختلف حصوں خصوصا فیصل آباد اور جامشورو میں ترقی پذیر ہے۔ عملی میدان میں جدید ٹکنالوجی پر زور دیا گیا ہے۔
- مواصلات اور آمدورفت کی سہولیات میں اضافہ کیا گیا ہے۔
- حکومت کسانوں کو ان کی پیداوار کے لئے ادائیگی کو فوری طور پر یقینی بناتی ہے۔

888888888888888888888888888888888888888888888888

لیکچر 26
پاک 301

صنعتی ترقی

1. اہمیت
2. تاریخی جائزہ
3. بڑی صنعتیں
4. مستقبل ہدایات

1: اہمیت :

صنعتی معاشی ترقی اور مجموعی خوشحالی کی کلید ہے۔ اس کے بغیر کوئی معیشت ترقی نہیں کر سکتی۔ یہ ایک مستحکم اور مستحکم معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ یہ ریاست کی جدید کاری اور ترقی کی اساس ہے۔

صنعتی ریاست سے کسی ریاست کے بین الاقوامی موقف میں مدد ملتی ہے۔ صنعت اور ٹیکنالوجی ایک ساتھ چلتے ہیں۔ اس سے تجارت میں اضافہ ہوتا ہے اور زرمبادلہ کی بچت ہوتی ہے۔ صنعتی نظام ایک قوم کے لئے خود انحصاری لاتا ہے ۔ زراعت کے لئے بھی یہ ضروری ہے۔ زراعت خام مال مہیا کرتی ہے اور اس لئے صنعت اور پیداوار کے لئے ان پٹ تیار سامان ہے۔

صنعتی نظام زندگی کے معیار کو بہتر بناتا ہے ، غربت کو کم کرنے میں مدد کرتا ہے ، اور روزگار کی سہولیات مہیا کرتا ہے۔ صنعتی نظام کی ملکی دفاع اور سلامتی کے ساتھ قریبی مطابقت ہے۔

2 :تاریخی جائزہ:

میں پاکستان کو بہت چھوٹے صنعتی انفراسٹرکچر ورثے میں ملا۔ ہندوستان کی صنعت کا صرف 4 فیصد 1947 حصہ پاکستان کے علاقوں میں تھا۔ اس کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ناکافی تھی دن ٹو دن کی زندگی۔ ابتدا میں شوگر ملیں ، بسکٹ فیکٹریاں ، سگریٹ فیکٹریاں ، آئل مل ، سیمنٹ یونٹ ، میچ فیکٹری ، اسٹیل رولنگ ، اور شیشے کے کام کرنے والی فیکٹریاں قائم کی گئیں۔

:ابتدائی برسوں میں ترجیحات

1. صنعت دیسی خام مال پر مبنی ہوگی۔
2. .صارفین کی مصنوعات لوگوں کی فوری ضروریات کو پورا کرنے کے لئے تیار کیا جانا چاہئے
3. نجی اقدام کی حوصلہ افزائی کی جائے۔
4. سہولت اور مدد، مالی مدد، ٹیکس مراعات، حفاظتی ٹیرف وغیرہ یہ بھی صنعت قائم کرنے کے لئے براہ راست کردار .ادا کیا: ریاست عمل کے ذریعے میں ملوث کرنے کی

تربیت اور تحقیق کی سہولیات مہیا کی جائیں گی۔ . Training

6. صنعتی ترقیاتی بورڈ 1948 میں تشکیل دیا گیا تھا۔ 1955 ، 1960 ، 1965-70 کے تمام پانچ سالہ منصوبوں نے نجی شعبے اور تیز صنعتی ہونے پر زیادہ زور دیا۔ اس نے مجموعی معاشی نمو میں اضافہ کیا۔

:ادارہ جاتی انتظامات

- پاکستان انڈسٹریل ڈویلپمنٹ کارپوریشن (پی آئی ڈی سی) 1950. میں ایک قانون کے تحت قائم کیا گیا تھا اس سے نجی شعبے کے لئے کم کشش تھا کہ اس صنعت کے قیام کی حوصلہ افزائی کی. ابتدا میں 15 صنعتوں کی نشاندہی کی گئی۔
- صنعتی ترقیاتی بینک آف پاکستان (آئی ڈی بی پی) 1961 میں قائم کیا گیا تھا۔ اس نے درمیانے اور چھوٹے سرمایہ کاروں کو مراعات یافتہ شرحوں پر صنعتی منصوبوں کے لئے قرض کی سہولیات فراہم کیں۔
- پاک انڈسٹریل کریڈٹ اور سرمایہ کاری کارپوریشن کی صنعت قائم کرنے کے لئے، قرض اور کریڈٹ کی :PICIC سہولیات، غیر ملکی زر مبادلہ کی سہولت بھی شامل ہے دینے کے لئے قائم کیا گیا تھا. اس نے سرمایہ کاری کی اسکیمیں بھی شروع کیں۔
- انوسٹمنٹ پروموشن بیورو، 1959 ملکی اور غیر ملکی سرمایہ کاری کے فروغ کے لئے قائم کیا گیا تھا اور سرمایہ .کاروں اور ان کے لئے ضروری مدد کی فراہمی کو مشورہ اور رہنمائی فراہم کرنے کے لئے
- دوسرے ادارے جیسے آئی سی پی ، این ڈی ایف سی ، این آئی ٹی قائم ہوئے۔
- بیرونی مالی اور تکنیکی مدد آئی ایم ایف کولمبو پلان وغیرہ عالمی بینک، اور کی طرف سے باہمی اور کثیر جہتی دونوں فراہم کی گئی تھی

:ستر کی دہائی کو قومی بنانے

اقتدار سنبھالنے کے بعد پیپلز پارٹی کی نئی جمہوری حکومت نے قومیانے کی پالیسی اپنائی۔ دس بنیادی صنعتوں کو قومی قرار دیا گیا۔ بعدازاں کچھ دیگر افراد کو بھی لے لیا گیا

ریاست کا زیادہ کردار ہے۔ ابتدائی جوش و خروش ختم ہوا اور صنعتی پیداوار کو نقصان پہنچا۔ اس نے ملک سے دارالحکومت کی پرواز بھی کی۔

:کی دہائی کے اوائل سے 1990

کی دہائی میں حکومتوں کی پالیسی بدلی۔ 1990 کی دہائی سے پیپلز پارٹی سمیت تمام حکومتوں نے ترجیح 1990 اور نجکاری کی پالیسی پر عمل کیا۔ وہ آزاد معیشت ، غیر ملکی سرمایہ کاری ، غیر سرکاری اقدامات ، غیر ملکی براہ راست سرمایہ کاری (ایف ڈی آئی) اور ملک سے باہر آباد پاکستانیوں کی سرمایہ کاری کو فروغ دے رہے ہیں ۔

:3: بڑی صنعت

- **ٹیکسٹائل:** یہ زراعت پر مبنی ایک بڑی صنعت ہے ، بھاری ٹیکسٹائل کی صنعت گھریلو اور بیرونی منڈی کو پورا کرتی ہے۔ بڑے مراکز فیصل آباد ، ملتان ، لاہور اور کراچی ہیں۔ وولن کپڑا کراچی ، لارنس پور ، ہرنائی ، قائد آباد ، ملتان اور بنوں میں تیار کیا جاتا ہے۔
- **شوگر:** پاکستان نے اس صنعت میں زبردست ترقی کی ہے۔ یہ کھانے کی چیز ہے۔ زراعت پر مبنی صنعت ، جو سندھ ، پنجاب اور سندھ میں واقع ہے۔
- **سیمنٹ:** یہ صنعت بڑی توسیع کے ذریعے چلا گیا ہے۔ ناف اور نجی شعبوں میں 20 سے زیادہ فیکٹریاں قائم ہیں جو پاکستانی ضروریات کو پورا کرتی ہیں۔ پھر بھی یہ محدود مقدار میں درآمد کیا جاتا ہے۔ زیادہ تر سائٹیں ڈنڈوت ، داؤد خیل ، واہ ، روری اور کراچی میں ہیں۔

- **سبزیوں کا گھی:** کھانا پکانے کا تیل کھانے کی ایک بڑی چیز ہے۔ نجی اور سرکاری دونوں شعبوں میں سالوں کے دوران بہت زیادہ توسیع ہو رہی ہے۔ اب ہم خود کفیل ہیں ، حالانکہ کھانا پکانے کے تیل بنانے کے لئے کچھ خام مال یونٹ ہیں۔ About 60 درآمد کیا جاتا ہے۔ سندھ ، پنجاب اور صوبہ سرحد میں تقریبا
- **آئرن اینڈ اسٹیل:** کراچی کے قریب اسٹیل مل سابقہ سوویت یونین کی مدد سے قائم کی گئی تھی۔ سب سے iron بڑا مسئلہ خام مال کا تھا۔ پاکستان میں پائے جانے والے لوہے کی کوالٹی میں بہت خراب ہے۔ پاکستان کے مختلف حصوں میں اسٹیل رولنگ یونٹ اور لوہے سے متعلق فیکٹریاں موجود ہیں۔
- **کاغذ:** اہم کاغذی صنعت مشرقی پاکستان میں تھی ، جو 1971 میں ختم ہوگئی تھی۔ 1971 کے بعد ہمیں paper مقامی طور پر تیار کیے جانے والے کاغذات کی کمی کا سامنا کرنا پڑا۔ اب یہ صنعت نوشہرہ ، چارسدہ ، گوجرانوالہ ، لاہور اور گھارو میں واقع ہے۔ کچھ معیاری کاغذ درآمد کرنا پڑتا ہے۔
- **مشین ، اوزار:** ہیوی میکینیکل کمپلیکس (HMC) ٹیکسلا اس مقصد کو پورا کرتا ہے۔ چینی تعاون سے ایچ ایم سی کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔
- مشینری ، صنعتی سامان ، انجینئرنگ سامان ، انجن ، شوگر ، سیمنٹ ، اور کھاد کی صنعت کے لئے مشینری یہاں تیار ہے۔
- **دفاعی صنعت:** ہتھیاروں اور اسلحے کے لئے واہ آرڈیننس کمپلیکس قائم کیا گیا ہے۔ ایچ ایم سی ٹانک کی بحالی اور میرج کی مرمت کی گئی ۔ یہ ماشک ، F-6 کی فیکٹری بنا رہا ہے۔ کامارا ہوائی جہاز کی تعمیر نو کی فیکٹری میں کے 8. بھی تیار کررہی ہے ۔
- **دیگر اہم صنعت:**
  کھاد ، تمباکو اور سگریٹ ، آئل ریفائنریز ، کاریں اور ٹریکٹرز کی تیاری ، جہاز سازی: کراچی شپ یارڈ ، جہاز توڑ۔
- **کاٹیج انڈسٹری:**
  چھوٹے پیمانے پر قائم ہونے والی صنعتوں ، جس میں گھریلو یا بہت کم افراد شامل ہوں ، محدود وسائل کا استعمال ، کم سرمایہ کاری ہو ، چھوٹی یا کاٹیج صنعتوں کو کہا جاتا ہے جیسے ، قالین ، کھیلوں کا سامان ، کھلونے ، طاقت یا ہینڈ روم ، دستکاری وغیرہ۔

4: آئندہ ہدایات:

صنعتی ہونے سے کوئی بچ نہیں ہے۔ خوشحالی اور ترقی کے لئے یہ ضروری ہے۔ ہم مخلوط معیشت کو نجی اقدام پر زور دے رہے ہیں۔ نجکاری اور
غیر ملکی سرمایہ کاری کے لئے مناسب شرائط کی ضرورت ہے: سیاسی اور معاشی استحکام ، انفراسٹرکچر ، کم بوتل کی گردنیں ، بدعنوانی کا مسئلہ ، کم سود والے قرضوں اور ریاستی تعاون اور اس سے زیادہ سرمایہ کاری کی حفاظت

88888888888888888888888888888888888888888888888888

لیکچر 27
پاک 301

پاکستان میں تعلیم

احاطہ کرتا اہم علاقوں :

1. اہمیت
2. تعلیمی مسائل
3. تعلیم کی اقسام

1 : تعلیم کی اہمیت:

تعلیم فرد ، معاشرے اور ریاست کی ترقی کی کلید ہے۔ یہ افراد کی قدرتی خصوصیات اور صلاحیتوں کو شکل دیتا ہے۔ اس کی فیملی اور معاشرے سے مثبت تعلق ہے۔ اس سے شہریوں کا ماحول سے نمٹنے کے لئے اعتماد ، مقصد کا احساس ملتا ہے۔ تعلیم ایک مقصد کی سمت فراہم کرتی ہے اور دوسروں کو ان کی تعلیم دے کر مددگار ثابت ہوتی ہے۔

تعلیم ملازمت اور پیشوں کو استحقاق فراہم کرتی ہے۔ اس سے شہریوں کو ان کے حقوق اور فرائض کے بارے میں موثر ٹریننگ ملتی ہے۔ یہ شخص کی کردار سازی میں اور مجموعی طور پر معاشرے میں زیادہ تعمیری کردار ادا کرتا ہے۔

تعلیم کو قومی تعمیر میں ضم کرنا چاہئے اور بنیادی اقدار کو منتقل کرنے کے قابل ہونا چاہئے۔ رویہ کی تشکیل کے لئے تعلیم کو ذمہ دار ہونا چاہئے۔
اسے افراد میں معاشرتی ترسیل کرنا چاہئے۔

نظام تعلیم ریاست کے نظریے اور اس کی شناخت کے مطابق بنایا گیا ہے۔ تعلیم معاشرتی و اقتصادی ترقی کا اشارہ ہے ۔ حقیقی پیشرفت کے لئے مناسب تعلیمی سہولیات مہیا کی جائیں۔ شرح خواندگی میں اضافہ کیا جائے۔ تربیت یافتہ اور اہل انسانی طاقت ایک قوم کو کامیاب بنا سکتی ہے۔ اس وقت کے بدلتے حالات اور چیلنجوں سے نمٹنے کے لئے صرف ایسے پڑھے لکھے افراد ہی بہتر طور پر آراستہ ہوسکتے ہیں۔ تعلیم بین الاقوامی ماحول کی بہتر تفہیم فراہم کرتی ہے جو ہم سب کو متاثر کرتی ہے۔ اسلام مسلمانوں کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے کہتا ہے۔ دوسرے مذاہب بھی تعلیم کی قدر کرتے ہیں۔

2: تعلیمی مسائل:

تاریخی نقطہ نظر سے پاکستان نے آزادی کے بعد سے ہی تعلیم کے پھیلاؤ کے لئے قابل ستائش کوششیں کیں۔ طلبا کے اندراج کو بڑھانے کے لئے مالی اعانت ، سہولیات اور مفت پرائمری تعلیم متعارف کروائی گئی تھی۔ تعلیم کی ترقی کیلئے مندرجہ ذیل اقدامات کیے گئے:

- یہ تمام پانچ سالہ منصوبوں اور سالانہ منصوبوں میں ترقیاتی منصوبہ بندی کا لازمی حصہ بنا۔
- ایجوکیشن کمیشن قائم کیا گیا تھا اور نئی تعلیمی پالیسیاں متعارف کروائی گئیں۔
- تنقیدی جائزہ پوائنٹس اس کے مقاصد کے حصول کے لیے تعلیم کو چالو کرنے کے لئے فوری توجہ کی ضرورت ہوتی ہے کے سنگین مسائل سے باہر.

وسائل کا مسئلہ:

تعلیم کے لئے وسائل کی رقم مختص کرنے سے دور ہے۔ یہ اس سے بہت کم ہے جس کی ایک بڑی تعداد تعلیم پر خرچ کرتی ہے ، خاص کر دوسری جنگ عظیم کے بعد جو ترقی کرلی ہے۔ ان میں سے زیادہ تر مختص تنخواہوں اور انتظامیہ کو جاتا ہے۔
انفراسٹرکچر ، تحقیق کی سہولیات اور ترقی کے لئے بہت کم رقم دی جاتی ہے۔

کم خواندگی:

پاکستان میں خواندگی کی شرح 46 فیصد ہے۔ جبکہ بامقصد خواندگی اس سے کہیں کم ہے۔ خواتین کی خواندگی کم ہے۔ دیہی علاقوں میں خواندگی بہت کم ہے۔

اندراج اور برقراری:

تمام بچے اسکولوں میں داخلہ نہیں لے رہے ہیں۔ پرائمری اور ہائی اسکول کی سطح پر ڈراپ آؤٹ بہت زیادہ ہے۔ بچوں کو اسکول بھیجنے کی ترغیب یہ ہے کہ وہ انہیں وہاں رکھیں۔ غربت اور فقدان

تعریف کی وجہ چھوڑ. مناسب سہولیات کے حامل اسکول نہیں ہیں۔ اسکولوں کی تعداد صرف کاغذات پر موجود ہے یعنی گھوسٹ اسکولس۔

اساتذہ سے متعلق امور:

نچلے درجے پر اہل اساتذہ کی کمی نوجوان طلبا کی تعلیم کی طرف کم دلچسپی کا بنیادی سبب ہے۔
پاکستان میں طلبہ و اساتذہ کا تناسب بہت زیادہ ہے۔ لہذا استاد طلباء کے ساتھ مناسب سلوک نہیں کرسکتا۔ اساتذہ کو پیشہ کوئی مراعات نہیں دی جاتی ہیں۔ تنخواہ اور دیگر سہولیات خصوصا نچلی سطح پر بہت مایوس کن any سے عقیدت کے ل درس دینے کی نئی تکنیک اور teaching ہیں۔ تربیت اور ریفریشر کورسز بھی ناکافی ہیں۔ اساتذہ کو اچھی تدریس کے ل سہولیات کی فراہمی ہونی چاہئے۔

امتحان نظام:

امتحانات کا نظام پاکستان میں ایک پریشانی کا مسئلہ رہا۔ طلباء کی کارکردگی کا فیصلہ کس طرح کرنا ہے یہ ایک مشکل سوال ہے۔ اس کی بجائے فہم اور علم کی گہرائی میموری کے امتحان پر رکھی جاتی ہے۔ سیکھنا امتحان پاس کرنے کے لئے تیار ہے۔ کچھ لوگ سال کے آخر میں ہی کام کرتے ہیں اور نظام میں خرابی کی وجہ سے اچھے نمبر حاصل کرتے ہیں۔ ان میں سے کچھ غیر مناسب ذرائع استعمال کرتے ہیں۔ طلباء کو اس بات کا بہت کم علم تھا کہ کاغذات دراصل کس طرح درجہ بندی کیے جاتے ہیں۔ یہ اعلی سطح پر ایک سنگین مسئلہ بن جاتا ہے۔ پھر بھی یہ بحث چل رہی ہے کہ سالانہ نظام ہو یا سمسٹر سسٹم کو اپنایا جائے۔

سیاست:

طلباء گروپس کے بیرونی گروپوں کے ساتھ سیاسی روابط ہیں۔ سیاسی جماعتوں کے تعلیمی اداروں میں اپنے ذیلی اکائیاں ہیں ، جس کے نتیجے میں تشدد اور دھمکیوں کا استعمال ہوتا ہے۔ اس سے تعلیمی ماحول کو بھی نقصان ہوتا ہے۔

اقسام کی تعلیم:

بنیادی:

کلاس 1 سے 5 سال تک بنیادی مرحلہ ہے۔ مسجد کے اسکول بھی اس سطح پر کام کر رہے ہیں۔ اسے آفاقی بنانے کی کوشش کی جارہی ہے۔

درمیانی درجے:

یہ کلاس 6 سے 8 تک کی ہے۔

ثانوی:

یہ کلاس 9 سے 10 تک کی ہے۔

اعلی ثانوی:

یہ جماعت 11 سے 12 تک کی ہے۔

ڈگری لیول:

یہ سائنس یا آرٹس کی بیچلر ڈگری کے ایوارڈ کے لئے 2 یا 3 سال تک یونیورسٹی کی سطح کی تعلیم ہے۔

یونیورسٹی ، پوسٹ گریجویٹ سطح:

ایم اے ، ایم ایس سی ، ایم فل۔ اور پی ایچ ڈی خصوصی ڈپلوم اور پروگرام بھی اس سطح پر پیش کیے جاتے ہیں۔ کالج بھی پوسٹ گریجویٹ سطح پر پڑھا رہے ہیں۔ اب کچھ کالجوں کو یونیورسٹی کا درجہ دیا گیا ہے۔

پیشہ ور:

پیشہ ورانہ تعلیمی شعبے میڈیکل ، دندان سازی ، انجینئرنگ ، بزنس اور کامرس تکنیکی اور پیشہ ور ڈگری ہیں۔

بالغ تعلیم:

بالغ تعلیم متعارف کروائی جاتی ہے۔ adult ان بالغوں کے لئے جو ابتدائی سالوں میں تعلیم حاصل نہیں کرسکتے تھے ان کے ل

فاصلاتی تعلیم:

لوگ کسی ادارے میں نہیں جاتے بلکہ گھر میں رہ کر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ یہ طریقہ خدمت کے لوگوں اور دور دراز علاقوں میں رہنے والوں کے لئے مفید ہے۔ یہ حقیقت میں کسی ادارے میں جانے کے بغیر قابلیت کی بہتری کا ایک طریقہ ہے۔ یہ ایک لچکدار نظام ہے جس میں میڈیا کے ذریعے لیکچرز اور ٹیوٹوریل سسٹم کا استعمال کیا جاتا ہے۔ مثالیں ہیں:

- علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی۔
- مجازی یونیورسٹی: ٹی وی اور انٹرنیٹ.

تعلیم کی نجکاری :

اسکول (انگلش میڈیم) ، کالج اور یونیورسٹیاں نجی شعبے میں متعارف کروائی گئیں۔ ان میں سے کچھ اچھے معیار کی تعلیم دے رہے ہیں لیکن بہت مہنگی۔

فوجی بنیادیں:

- میڈیکل اور آئی ٹی تعلیم
- نیشنل یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹکنالوجی
- بھاریہ یونیورسٹی
- ایئر فورس یونیورسٹی

جدید ٹیکنالوجی اور تعلیم:

ٹکنالوجی تعلیم کا مطلب ہے آئی ٹی ، کمپیوٹرس سافٹ ویئر اور ہارڈ ویئر کی تعلیم۔ آئی ٹی اور باقاعدہ تعلیم ، علم تکنالوجی اور تعلیم تک رسائی۔

ریمارکس اختتامی:

پاکستان میں تعلیم کوئی مناسب کردار ادا نہیں کرسکتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ترقی پذیر ممالک میں پاکستان بہت پیچھے ہے۔ اس وقت کے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ ہر سطح پر تکنیکی تعلیم فراہم کی جائے۔ اس مقصد کے لئے تعلیم پر خرچ کرنا چاہئے۔ پرائمری تعلیم آفاقی ہو اور خواتین کی تعلیم میں اضافہ کیا جائے۔ صرف بامعنی تعلیم ہی ترقی کے تقاضوں کو پورا کرسکتی ہے۔

لیکچر 28
پاک 301

پاکستان کی خارجہ پالیسی

خصوصیات اور جھلکیاں

کوئی ریاست تنہائی میں نہیں جی سکتی۔ بات چیت کی ضرورت ہے۔ اندرونی اور بیرونی ماحول کے درمیان روابط مختلف خطوں میں رہنے والے لوگوں کے مابین پُرامن تعلقات پیدا کرنے کے لئے بہت ضروری ہیں۔ قومی مفادات اور شناخت ،

معاشی وجوہات ، امن و استحکام کسی ملک کی خارجہ پالیسی کا محرک ہیں۔ پاکستان مختلف سطحوں پر کام کررہا ہے: دو طرفہ اور کثیر الجہتی۔ یہ اقوام متحدہ اور دیگر بین الاقوامی تنظیموں کا بھی رکن ہے۔

خارجہ پالیسی کی خصوصیات:

خارجہ پالیسی' کی خصوصیات کے بنیادی مقاصد آزادی ، خودمختاری اور علاقائی سالمیت کا تحفظ ہیں۔ بنیادی' تشویش ڈپلومیسی اور فوجی سکیورٹی انتظامات کے ذریعہ سیکیوریٹی ہے۔ پاکستان کی سلامتی کے حوالے سے قومی اہپریرن مقابلے بھارت خارجہ پالیسی کے اختیارات کو متاثر کیا. مضبوط دفاع بقا کے لئے ناگزیر ہے۔ -A -مقابلے

تمام ریاستوں کے ساتھ تعلقات:

مفادات کے باہمی باہمی تعلقات ، ہم آہنگی ، امن اور داخلی معاملات میں عدم مداخلت کی بنیاد پر پاکستان کی دنیا کی تقریبا تمام ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات ہیں۔ پاکستان کا خیال ہے کہ مسائل کو پر امن طریقے سے حل کیا جائے گا۔

اہم طاقتوں کے ساتھ تعلقات:

بڑی طاقتوں کے ساتھ تعلقات کی نوعیت مختلف ہے۔

ریاستہائے متحدہ

پاکستان امریکہ تعلقات عام طور پر دوستانہ رہے ہیں لیکن جوہری مسئلے ، اسلحے کی فروخت ، کشمیر وغیرہ پر وقتا فوقتا مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

چین

چین کئی دہائیوں کے دوران ایک قابل اعتماد اور مستقل دوست ثابت ہوا۔ پاکستان نے اقوام متحدہ اور باہر کے ممالک میں سفارتی طور پر چین کی حمایت کی۔ دونوں ممالک نے معاشی ترقی اور صنعتی ، دفاع ، سائنس اور ٹکنالوجی ، ماحولیات اور تجارت سمیت تمام شعبوں میں قریبی تعلقات استوار کیے ہیں۔

روس

پاکستان کے روس کے ساتھ کاروباری تعلقات ہیں لیکن سرد جنگ کے دور میں متعدد مسائل حل نہیں ہوسکتے ہیں۔

روس پاکستان کے ساتھ اپنے تعلقات کی قیمت پر بھارت کے لئے سازگار رہا۔ مسئلہ کشمیر پر ، ان کا رویہ بھارت نواز رہا ہے۔

کچھ معاشی تعلقات نے دوطرفہ تعلقات کو تقویت دی جب روس نے کراچی میں اسٹیل مل کے قیام میں پاکستان کو معاشی اور تکنیکی مدد فراہم کی۔ سرد جنگ کے بعد ، پاکستان تعلقات کو معمول پر لانے کی کوشش کر رہا ہے۔ صدر مشرف کا حالیہ دورہ اس مقصد کی سمت ایک قدم ہے۔

معاشی مسائل ، تجارت ، سرمایہ کاری:

اقتصادی اہمیت ، بین الاقوامی تعلقات میں براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری اور تجارتی تعلقات جیسے امور کی طرف زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ خارجہ پالیسی عالمی بینک ، آئی ایم ایف ، ایشین ڈویلپمنٹ بینک ، انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ بینک اور دیگر وسائل کی غیر ملکی امداد سے منسلک ہے۔ معاشی تعلقات دو طرفہ اور کثیر الجہتی ہیں۔ ٹیکنالوجی ، تجارت ، منڈی تک رسائی اور سرمایہ کاری دونوں ممالک کے مابین خوشگوار تعلقات کی کلید ہے۔

پاکستان دوسرے ممالک کے ساتھ بھی اپنے تعلقات اسی بنیاد پر قائم کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

مسلم ریاستیں:

اسلامی ملک ہونے کے ناطے ، پاکستان ہمیشہ ہی مسلم ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات کی تلاش میں رہا ہے۔ یہ آزادی سے پہلے ہی نظریہ پاکستان کا مرکزی نقطہ رہا ہے۔

ترقی پذیر ریاستوں کے ساتھ یکجہتی:

پاکستان ایشیاء ، افریقہ اور لاطینی امریکہ کی ریاستوں کے مسائل اور پریشانیوں سے پریشان رہا۔ چونکہ یہ ترقی پذیر ممالک کی ترقی کر رہا ہے اس کے مسائل سے بخوبی واقف ہے

پسماندگی ، غربت ، بیماری ، قحط ، خانہ جنگی اور سرحدی تنازعات ، مہاجرین اور منشیات کی لت۔

پاکستان نے ہمیشہ اقوام متحدہ اور ترقی یافتہ ممالک پر ان کی مدد کے لئے زور دیا۔ اگر انسانیت پریشانی کا شکار ہو تو امن قائم نہیں رہ سکتا۔

اقتصادی اور تکنیکی مدد ، تجارت اور سفارتکاری کے ان مقاصد کے لئے تعاون کے شعبوں میں ترقی پذیر ممالک کے درمیان تعاون کو بڑھانا چاہئے۔

اقوام متحدہ:

ستمبر 1947 کو پاکستان اقوام متحدہ میں شامل ہوا۔ اس نے اقوام متحدہ کے چارٹر سے وابستگی اور اقوام 30 متحدہ کے اداروں میں سرگرم عمل ہے۔ پاکستان 6 بار سلامتی کونسل کی رکنیت سے لطف اندوز ہوچکا ہے۔ یہ پوری دنیا میں اقوام متحدہ کے امن کیپنگ مشنوں کا حصہ رہا ہے۔

استعمار مخالف ، حق خود ارادیت کا حق:

چونکہ ہم نوآبادیاتی حکمرانی میں مبتلا ہیں ہم ایشیاء اور افریقہ کے لئے ہمیشہ تعل .ق کی حمایت کرتے ہیں۔ پاکستان نے ہمیشہ روڈیسیا (زمبابوے) ، جنوبی افریقہ ، نمیبیا وغیرہ میں نسلی امتیاز کی مخالفت کی ، اس نے ہمیشہ کشمیر ، فلسطین ، افغانستان اور دیگر کے حق خود ارادیت کی حمایت کی۔

اسلحہ کنٹرول:

پاکستان کا خیال ہے کہ اسلحے کی دوڑ پر قابو پایا جائے ، وسائل کو انسانی ترقی کے لئے استعمال کیا جائے۔ اس نے اقوام متحدہ اور اس سے باہر میں اس مقصد کے لئے بات کی ہے۔ اس نے روایتی اور غیر روایتی دونوں ہتھیاروں کے لئے نہ صرف سپر پاور سطح پر بلکہ علاقائی اور دوطرفہ سطح پر بھی اسلحے کی دوڑ کی مخالفت کی۔ اس نے زور دیا کہ اسلحے کی دوڑ کی اصل وجوہات کو کم کیا جائے۔

جوہری پالیسی:

پاکستان جوہری ٹیکنالوجی کے پرامن استعمال کا چیمپئن رہا ہے۔ یورینیم ، پلوٹونیم کی پروسیسنگ کی معلومات اور صلاحیت کے باوجود پاکستان ایٹمی دھماکوں سے باز رہا۔ یہ صرف ہندوستان کے ایٹمی دھماکوں کے بارے میں تعطل اور رد عمل کی خاطر تھا۔

ہندوستان کے ساتھ تعلقات:

پاکستان کی خارجہ پالیسی کا سب سے پریشان کن علاقہ ہندوستان سے تعلقات ہے۔ تعلقات 1947 میں آزادی کے بعد سے تناؤ کا شکار ہیں۔ عام تعلقات کے ادوار تھے لیکن عام طور پر یہ عدم اعتماد اور تنازعہ کی وجہ سے پریشان کن رہا ہے۔ میں تین بڑی جنگیں کیں ۔ کنٹرول لائن (لائن آف in caused caused in اور and اس تلخی نے 1947-488 ، 19 1965 کنٹرول) میں پروپیگنڈہ جنگ کے ساتھ محدود تنازعات اور پریشانی ایک عام رواج ہے۔ کشیدگی اس وقت بڑھتی گئی جب 2002 کے دوران دونوں طرف سے سرحدوں پر فوجیوں نے ایک دوسرے کا سامنا کیا۔ ہندوستان بات چیت کے لئے تیار نہیں تھا۔ لیکن اب کشمیر اور دیگر امور پر دو طرفہ بات چیت کی امید ہے۔ جنوبی ایشیاء کے 1.2 ارب لوگوں کے لئے خوشحالی اور امن لانے کا واحد راستہ ہے۔

کشمیر:

بھارت اور پاکستان کے مابین تنازعہ کا بنیادی سبب تنازعہ کشمیر ہے۔ اسے اقوام متحدہ کی قراردادوں کے تحت حل کیا جانا چاہئے۔ لیکن ہندوستان نے اسے اس کا اٹوٹ انگ قرار دے دیا ہے۔ رائے شماری کے بجائے ، اس نے 1989 سے کشمیر میں شورش شروع کرنے کا الزام پاکستان پر لگایا ہے۔ ہندوستان کا دعوی ہے کہ وہ پاکستان کے ذریعہ انجینئر ہے اور اس کو دہشت گردی سے برابری کرتا ہے۔

دہشت گردی پر قابو پانا:

پاکستان دہشت گردی پر قابو پانے کی عالمی کوششوں میں ایک سرگرم شریک ہے۔ پاکستان نے طالبان کی حمایت واپس لے لی اور عالمی برادری سے ہاتھ ملایا۔ اس نے پاکستان کے اندر دہشت گردوں کے خلاف بھی کارروائی کی ، کیونکہ وہ دہشت گردی اور فرقہ واریت کا شکار تھی۔

پاکستان کا خیال ہے کہ دہشت گردی کے خاتمے کے لئے پہلے مسئلے کی اصل وجوہات کو دور کرنا چاہئے۔

ریمارکس اختتامی:

پاکستان عالمی برادری کا فعال رکن رہا ہے۔ یہ انسانیت کی بہتری کے لئے سفارت کاری ، مصروفیات اور سمجھوتوں کے ذریعے متنوع دباؤ کو متوازن کرتا رہا ہے۔

لیکچر 29
پاک 301

پاکستان اور مسلم دنیا

بنیادیں :

مسلمانان برصغیر کی بے گہرے مذہب کی بنیاد پر اسلامی ممالک کے ساتھ وابستگی. انہوں نے بہت سارے مواقع پر اخوت کے اس جوش کا مظاہرہ کیا۔ تحریک پاکستان کے دنوں سے ، ہندوستان کے مسلمان مسلم دنیا کے ساتھ روایتی پالیسی پر عمل پیرا تھے۔ پان اسلام ازم اور اسلامی اقدار الگ مسلم ریاست کے مطالبے کے پیچھے سب سے مضبوط محرک تھیں۔ چنانچہ تقسیم کے بعد ، انہوں نے ہمیشہ مسلم ممالک کے ساتھ قریبی دوطرفہ تعلقات کو ترجیح دی۔

تمام حلقوں میں پالیسی کے اصول مسلمانوں اور ان کے ورثہ سے خصوصی لگاؤ رکھتے ہیں۔ آزادی کے دوران اور اس کے بعد بھی اخوان المسلمون سے محبت جاری تھی۔

آزادی کے لئے حمایت :

پاکستان نے انڈونیشیا ، تیونس ، مراکش ، الجیریا ، لیبیا ، سوڈان اور اریٹیریا کی آزادی کے لئے پوری اخلاقی مدد کی۔

فلسطین :

پاکستان ، ایک مسلم ریاست ہونے کے ناطے ، فلسطینی عوام کے قومی حقوق کی ہمیشہ حمایت کرتا رہا۔ اس نے آزاد فلسطینی ریاست کی بھر پور حمایت کی۔ مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے مظالم پر شدید تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اس نے اسرائیلی پالیسیوں کی مذمت کی۔

اسلامی کانفرنس کی تنظیم :

تنظیم اسلامی کانفرنس دنیا کا سب سے بڑا مسلم فورم ہے۔ پاکستان ان 51 مسلم اقوام میں شامل تھا جنہوں نے رباط (1969) کے افتتاحی اجلاس میں شرکت کی۔ اس کی دوسری کانفرنس 1974 میں لاہور میں ہوئی تھی۔ پاکستانی سیاسی ، اقتصادی ، تکنیکی ، سائنسی امور سے نمٹنے کے لئے اسے ایک موثر فورم بنانے کی خواہش مند تھا۔ او آئی سی نے ہمیشہ پاکستان پر پاکستان کی حمایت کی۔

آر سی ڈی اور ای سی او:

پاکستان ، ایران اور ترکی نے جولائی 1964 میں علاقائی تعاون کی ترقی پر دستخط کیے۔ اس نے 1985 تک اقتصادی ترقی کے لئے کام کیا جب اس کا نام ای سی او رکھ دیا گیا۔ بعد میں ، افغانستان اور پانچ وسطی ایشیائی جمہوریہ ، آذربائیجان ، ترکمانستان ، ازبیکستان ، تاجکستان ، کرغزستان ، قازقستان اس میں شامل ہوئے۔

مسلم دنیا :

پاکستان کے تمام مسلم ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات ہیں۔

سعودی عرب:

سعودی عرب مقدس ملک ہونے کی وجہ سے امت مسلمہ کا ایک مرکز ہے۔ دونوں
کاؤنٹیوں کے پاس کشمیر سمیت اہم امور پر ہم آہنگی ہے۔ او آئی سی کے لئے سعودی تعاون اور ہندوستان کے ساتھ جنگیں بے
مثال ہیں۔

متحدہ عرب امارات ، کویت اور دیگر خلیجی ریاستیں :

ان ممالک اور ریاستوں کے پاکستان کے ساتھ قریبی اور خوشگوار تعلقات ہیں۔ حکمران خاندان سرکاری اور ذاتی دورے کرتے
ہیں۔ گوادر بندرگاہ کی تعمیر کے بعد معاشی تعلقات کا نیا دور شروع ہو گیا ہے۔

ایران:
ایران ایک ہمسایہ ریاست ہے جو طویل تاریخی اور ثقافتی رشتوں کی حامل ہے۔ پاکستان ہی پہلا ایران تھا۔ ایران کے بادشاہ
پہلے صدر مملکت بھی تھے جنہوں نے پاکستان کا دورہ کیا۔ سینٹو ، آر سی ڈی ، اور ای سی او کے سلسلے میں دونوں کے
مشترکہ انتظامات تھے۔ ایران نے بھارت کے ساتھ جنگوں میں پاکستان کا ساتھ دیا۔ اس نے جموں و کشمیر کے عوام کی آزادی
پر زور دیا۔ پاکستان نے فروری 1979 کے ایرانی انقلاب کا خیرمقدم کیا۔ مارچ 1997 میں صدر رفسنجانی اور دسمبر 2002
میں خاتمی نے پاکستان کا دورہ کیا۔

ترکی:
ترکی پاکستان کے ساتھ قریبی اور خوشگوار تعلقات کی ایک لمبی تاریخ رکھنے والا دوسرا ملک ہے۔ سینٹو ، آر سی ڈی ، ای سی
او وغیرہ کے کثیرالجہتی انتظامات میں دونوں کی بڑی شراکت ہے۔

مصر:
پاکستان کے مغرب کے ساتھ تعلقات کی وجہ سے ناصر کے ماتحت مصر کو کچھ تحفظات تھے۔ 1956 ، 1967 ، 1973 میں
جب اسرائیل نے حملہ کیا تو پاکستان نے مصر کی حمایت کی۔ تعلقات 1967 سے اور خاص طور پر 1970 میں ناصر کی ہلاکت
کے بعد بہتر ہونا شروع ہوئے۔

لیبیا:
کرنل قزافی پاکستان کے ایک بہت اچھے خیر خواہ اور حمایتی رہے ہیں۔ 1986 میں امریکی فضائی حملوں میں ، پاکستان نے
امریکی حملے کی مذمت کی۔

اردن:
اردن ہم آہنگی کی ایک اور مثال ہے۔ شاہ حسین کا پاکستان کے لئے خاص احترام تھا۔ انہوں نے بھارت پاکستان کے معاملات پر
ہماری حمایت کی ۔ شاہ عبداللہ نے اس روایت کو جاری رکھا۔ دونوں کے درمیان فوجی تعلقات ، تجارت اور سفارتی تبادلے ہیں۔

افغانستان:
افغانستان ایک ہمسایہ ریاست ہے۔ اس نے 'پختونستان' کے مسئلے کی حمایت کی اور پاکستان کے لئے مشکلات پیدا کیں۔
افغانستان میں سوویت فوجی مداخلت نے مجاہدین گروپوں ، طالبان کو جنم دیا۔ 11 ستمبر 2001 کو امریکہ میں پیش آنے
والے واقعے نے عالمی سفارت کاری میں بڑی تبدیلیاں انجام دیں۔ طالبان کے بعد ، کرزئی حکومت نے افغانستان کی تعمیر نو کی
ذمہ داری قبول کرلی۔

بنگلہ دیش:
بنگلہ دیش مشرقی پاکستان تھا لیکن اندرونی عدم استحکام اور بیرونی سازشوں نے بنگلہ دیش کو جنم دیا۔ پاکستان کے شروع
میں تلخ تعلقات تھے لیکن 1974 میں اس کو تسلیم کیا گیا جس نے تعلقات کو معمول پر لانا شروع کردیا۔ دونوں نے سارک ، او
آئی سی میں ایک ساتھ کام کیا۔

لیکچر 30
پاک 301

کورس کا جائزہ

پاکستان اسٹڈیز کے اس کورس کا مقصد اپنے علم کو اپ ڈیٹ کرنے کے لئے کچھ بنیادی اعداد و شمار اور معلومات فراہم کرنا ہے اور مستقبل کے امکانات کی تلاش کے مقصد کے ساتھ ماضی اور حال کی بہتر تفہیم فراہم کرنا ہے۔

احاطہ کرتا اہم علاقوں :

1. نظریہ پاکستان
2. آزادی کی تحریک
3. نیا صوبہ، آئین اور سیاسی تاریخ
4. پاکستان سے متعلق بنیادی اعداد و شمار
5. خارجہ پالیسی

1: نظریہ پاکستان :

کا ایک سیٹ ہے اور ایک قوم وقت کے ساتھ ساتھ لوگوں کے BELIEFS ، VALUES & IDEALS نظریہ کیا ہے؟ یہ ایک گروپ معاشرتی شعور میں پیوست ہونے کی رکنیت اختیار کرتی ہے۔ یہ دیتا ہے:

1. اصول ، نظریات ، مستقبل کے لئے وژن
2. موجودہ سیاسی، سماجی اور معاشی انتظامات کا جائزہ.
3. اس کے اصولوں کی بنیاد پر ایک شعور
4. ایک عزم اور سمت کا احساس
5. قانون سازی اور غیر قانونی جواز
6. قائدانہ کردار

پاکستان دراصل دو قومی نظریہ ہے ، یعنی مسلمان الگ الگ سماجی و سیاسی اور ثقافتی شناخت Pakistan نظریہ رکھتے ہیں اور ایک الگ نیشن ہیں۔ اس جذبات کو اسلام اور اس کے عالمی جائزہ نے فراہم کیا اور اس کی مدد کی۔ اسلام اس شعور کو پیدا کرنے میں ایک بنیادی اور مرکزی کردار ادا کرتا ہے۔ تاریخ ، معیشت اور سیاسی تجربہ جیسے دیگر عوامل بھی تھے۔ ہندوستان میں مسلمانوں میں اس شعور کا بتدریج ارتقا ہوا۔

2: تحریک آزادی :

اس کے مطالعہ کو سمجھنا ضروری ہے کہ مسلم شناخت نے کیوں سیاسی نجات حاصل کی۔ مسلمانوں نے علیحدہ ریاست کا مطالبہ کیوں کیا؟

وجوہات یہ تھیں:

- 1857-1947 اہم کردار ادا کیا دوران بھارت میں مسلم سیاسی تجربے.
- برطانوی تحت تبدیل سیاسی ماحول میں ایک نئی صورتحال پیدا
  - = نوآبادیاتی اصول
  - = جدید تعلیم کے حامل نئے اشرافیہ کے حقوق اور دلچسپیوں کا شعور رکھتے ہیں۔
  - = اکثریتی طبقہ کے ساتھ مقابلہ۔
- بھارتی مسلمانوں کی ابتدائی مطالبات اکثریت برادری، آئینی ضمانت دیتا ہے، صوبے کے ایک فیڈریشن کی تجاوزات کے خلاف تحفظات تھے.

ہندوستانی سیاست کے دوران اہم موضوعات کا احاطہ کیا گیا:

- لکھنؤ معاہدہ
- دہلی مسلم تجاویز
- جناح کے 14 نکات

- گول میز کانفرنسوں.

جب مسلمانوں نے علیحدہ ریاست کا مطالبہ کیا تو ، اس مطالبے کے لئے متعدد عوامل ذمہ دار تھے:

- نہرو رپورٹ کا کردار
- صوبائی وزارتیں
- کابینہ مشن پلان

3: نئی ریاست ، سیاسی تاریخ اور آئین :

ہم نے نئی ریاست اور آئین سازی کے قیام میں دشواریوں سے شروعات کی۔ مسائل وفاق ، نمائندگی ، زبان ، انتخابی نظام ، اسلامی ریاست ، اور پارلیمانی یا صدارتی نظام کا ڈھانچہ تھے۔

پھر ہم نے تاریخ سازی کی تاریخ کا مطالعہ کیا:

- دو آئین ساز اسمبلی کے کام کاج.

- ایک یونٹ سکیم
- آئین فروری 1956 میں کی گئی
- کا آئین، 1973 1962
- آئین کی خصوصیات
- مختلف نظام، پارلیمانی اور صدارتی ساتھ استعمال.
- سیاسی تاریخ: 1947-191971 اور 1972 تا حال۔

بنیادی ڈیٹا اور معلومات :

پھر ہم نے اس کے بارے میں کچھ معلومات شیئر کیں۔

- جغرافیہ ، جسمانی خصوصیات ، حدود اور پڑوس کے پڑوس ،
- قدرتی وسائل ، زراعت
- صنعتی
- تعلیم.

یہ عوامل گھریلو انتخاب ، پالیسیاں ، حیثیت اور دوسری ریاستوں کے ساتھ تعاملات یعنی حدود اور محلوں کو متاثر کرتے ہیں۔ ان کا مطالعہ پالیسی سازوں کے لئے بہت ضروری ہے۔

خارجہ پالیسی :

اس باب میں خارجہ پالیسی اور مسلم ریاستوں کے ساتھ تعلقات کے فریم ورک پر تبادلہ خیال کیا گیا ہے۔ خارجہ پالیسی کے مقاصد یہ ہیں:

- قومی مفاد

  آزادی ، خودمختاری ence

- خود مختار مساوات، مشترکہ مفادات کی بنیاد پر سب کے ساتھ دوستی،
- باہمی فوائد، عدم مداخلت.
- تنازعات کے پرامن حل.
- اقوام متحدہ کے چارٹر میں Faith

********** **********